الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان

ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور

جولائی 2023

اشرفیہ

اردو کے پہلے مصنف

اردو کے پہلے مصنف مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی صرف عربی اور فارسی پر ہی عبور نہیں رکھتے تھے بلکہ اردو زبان کے پہلے ادیب بھی مانے جاتے ہیں۔ چنانچہ جامعہ کراچی کے شعبہ اردو کے سابق سربراہ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے اپنی تحقیق میں دریافت کیا ہے کہ آپ کا ایک رسالہ اردو نثر میں ”اخلاق و تصوف“ بھی تھا۔ پروفیسر حامد حسن قادری کی تحقیق بھی یہی ہے کہ اردو میں سب سے پہلی نثری تصنیف سید اشرف جہانگیر سمنانی کا رسالہ ”اخلاق و تصوف“ ہے جو 758ھ مطابق 1308ء میں تصنیف کیا گیا۔ یہ قلمی نسخہ ایک بزرگ مولانا وجہہ الدین کے ارشادات پر مشتمل ہے اور اس کے 28 صفحات ہیں۔ قادری صاحب نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ مذکورہ رسالہ اردو نثر ہی نہیں بلکہ اردو زبان کی پہلی کتاب ہے۔ اردو نثر میں اس سے پہلے کوئی کتاب ثابت نہیں پس محققین کی تحقیق سے ثابت ہوا کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی اردو نثر نگاری کے پہلے ادیب و مصنف ہیں۔

مبارک حسین مصباحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیادگار: حضور حافظِ ملت علامہ شاہ الحاج عبد العزیز قدس سرہٗ بانی الجامعۃ الاشرفیہ

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان

ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور

زیر سرپرستی

عزیز ملت حضرت علامہ شاہ

عبد الحفیظ عزیزی

سربراہِ اعلیٰ

الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

THE ASHRAFIA MONTHLY Mubarakpur. Azamgarh (U.P.) India. 276404

جلد نمبر 47 شمارہ 7 | جولائی 2023ء | ذی الحجہ - محرم 1444ھ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ : مبارک حسین مصباحی

منیجر : محمد محبوب عزیزی

تزئین کار : مہتاب پیامی

مجلس مشاورت

مولانا محمد احمد مصباحی

مفتی محمد نظام الدین رضوی

مولانا محمد ادریس بستوی

مولانا محمد عبد المبین نعمانی

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ

دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ یو۔ پی۔ ۲۷۶۴۰۴

+91 9935162520 (Manager)

زرِ تعاون

قیمت عام شمارہ: 30 روپے

سالانہ (بذریعہ سادہ ڈاک) 300 روپے

سالانہ (بذریعہ رجسٹری) 600 روپے

سری لنکا، بنگلا دیش، پاکستان، سالانہ

750 روپے

دیگر بیرونی ممالک

25$ امریکی ڈالر 20£ پونڈ

نوٹ: آپ ماہنامہ اشرفیہ ہر ماہ انٹرنیٹ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

http://www.aljamiatulashrafia.org

Email : ashrafiamonthly@gmail.com

mubarakmisbahi@gmail.com

info@aljamiatulashrafia.org

BHIM

BHIM UPI Payments Accepted at

ASHRAFIA MONTHLY

ASHRAFIA MONTHLY

A/c No. 3672174629

Central Bank Of India

Branch : Mubarakpur IFSC : CBIN0284532

اکاؤنٹ میں رقم جمع کرنے کے بعد آفس کے نمبر پر فون کریں

یا بذریعہ ڈاک مطلع کریں۔ (منیجر)

مولانا محمد ادریس بستوی نے فیضی کمپیوٹر گرافکس، گورکھ پور سے چھپوا کر دفتر ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ سے شائع کیا۔

نگارشات

اداریہ	اخلاصِ عمل اور حسنِ نیت	مبارک حسین مصباحی	5

مطالعۂ قرآن

تفہیم قرآن	علمِ الٰہی (دوسری قسط)	مولانا حبیب اللہ بیگ ازہری	9

فقہیات

آپ کے مسائل	کیا فرماتے ہیں علماے دین؟	مفتی محمد نظام الدین رضوی	11

نظریات

فکر امروز	امت کے مسائل کا حل اور امت کا رویہ	مولانا پٹیل عبد الرحمٰن مصباحی	14

اسلامیات

شعائر	اسلامی سالِ نو کا آغاز اور ہمارا رویہ	حافظ افتخار احمد قادری	16

شخصیات

انوار ولایت	مجدد الف ثانی کے فضائل وکرامات	ڈاکٹر غلام مصطفیٰ مجددی	19
انوار حیات	خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے علمی آثار (آخری قسط)	مولانا محمد طفیل احمد مصباحی	23
اشرف نامہ	حضرت مخدوم سید اشرف اور لطائف اشرفی	محسن رضا ضیائی	28

اساطین تصوف

ذکر جمیل	سیدہ امِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	مفتی محمد اعظم مصباحی مبارک پوری	31

بزم دانش

فکر ونظر	ہمارے ملک کی جمہوری قدریں	صابر رضا رہبر/مولانا محمد عابد چشتی	33

بزم خواتین

نورِ علم	خیر القرون میں خواتین کا علم وفضل/زندگی میں رشتوں کی اہمیت	ادارہ/خالدہ فوڈکر	37

ادبیات

تقدیم	چین، اسلام اور مسلمان	مبارک حسین مصباحی	39
نقد ونظر	آنکھ-شاہ کارِ قدرت وجہانِ حیرت	مفتی محمد اعظم مصباحی	40
خیابان حرم	نعتیں	اطہر عبد اللہ سوداگر/ثاقب قمری/سید نور الحسن نور	43

وفیات

سفر آخرت	آہ! حضرت مولا محمد فاروق عزیزی مصباحی رحمہ اللہ تعالیٰ/مبلغ اشرفیہ حضرت مولانا محمد فاروق	مفتی بدرِ عالم مصباحی	44
	مصباحی علیہ الرحمہ/حضرت مولانا اسرار الحسن انصاری اشرفی علیہ الرحمہ/آہ! کاتب تنویر احمد ٹانڈوی بھی نہیں رہے/مولانا ناظم علی مصباحی جموئی	مبارک حسین مصباحی	45

مکتوبات

صدایے بازگشت	عالمِ اسلام کو عید الاضحیٰ کی مبارک باد/سید شاہ صابر حسین شاہ بخاری قادری		50

سرگرمیاں

عالمی خبریں	قرآن مجید کی بے حرمتی کرنے والے کو سخت سزا دی جائے گی: پوتن/58 کیمپوں میں 60 لاکھ سے زائد فلسطینی پناہ گزین/مسجد آیا صوفیا میں روسی سیاح کا قبولِ اسلام/اسرائیل کے صدر نے قرآن پاک کی بے حرمتی پر سویڈن کی شدید مذمت کی	54
خیر وخبر	موبائل چوری کے شبہ میں مسلم نوجوان کو درخت سے باندھ کر مار پیٹ/مدنی میاں عربک کالج میں عرس خواجہ بندہ نواز/امریکی خاتون صحافی صبرینہ صدیقی شرپسندوں کے نشانے پر/پلوامہ میں نمازیوں سے جے شری رام کا نعرہ لگوانے کی مذمت	56

اخلاصِ عمل اور حسنِ نیت

مبارک حسین مصباحی

ہو اگر خود نگر و خود گر و خود گیر خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے

آج کی نشست میں ہم عمل میں اخلاص اور حسن نیت پر گفتگو کریں گے، سچائی یہ ہے، مذہب اسلام میں اخلاص اور نیت کے حسن کو کلیدی کردار حاصل ہے۔ مسئلہ صرف فرائض وواجبات کا نہیں بلکہ مستحبات میں بھی اسے امتیازی مقام حاصل ہے۔ رسو اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اللہ رب العزت تمھارے جسموں اور صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔[صحیح مسلم، باب تحریم ظلم المسلم الخ، ج:1، ص 811]

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انما الاعمال بالنّیات و انما لکل امرء مانوی الخ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے ہر انسان کے لیے وہی ہے جس کی وہ نیت کرے۔ آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن بھیجتے وقت ارشاد فرمایا: اخلص دینك یکفیك العمل القلیل - اپنے دین میں اخلاص پیدا کرو تو تمھیں تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا۔[المستدرک علی الصحیحین، کتاب الرقاق، الحدیث 6822، ج:5۔، ص:435]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص لوگوں میں اپنے عمل کا چرچا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی [ریاکاری] لوگوں میں مشہور کردے گا اور اس کو ذلیل ورسوا کردے گا۔

[شعب الایمان، باب فی اخلاص العمل للہ... الخ، الحدیث 6822، ج:5، ص:331]

اس تعلق سے آپ یہ آیت کریمہ ملاحظہ فرمائیے:

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ○(الحج:37)

اللہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں نہ ان کے خون ہاں تمھاری پرہیز گاری اس تک باریاب ہوتی ہے، یونہی ان کو تمھارے بس میں کردیا کہ تم اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ تم کو ہدایت فرمائی۔ اور اے محبوب خوشخبری سناؤ نیکی والوں کو۔

عہدِ جاہلیت میں کفار اپنی قربانیوں کے خون سے کعبہ معظمہ کی دیواروں کو آلودہ کرتے اور اس کو تقرب کا سبب جانتے تھے، اس موقع پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

مندرجہ بالا آیت کی روشنی میں ہم سب کو غور کرنا چاہیے کہ عید قرباں کے موقع پر ہم لوگ جو کروڑوں اور لاکھوں کے جانور خریدتے ہیں ان کا مقصد نمائش اور ریاکاری ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل دلوں کا حال جانتا ہے، اس کی بارگاہ میں نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ان کے خون " وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ "[سورہ حج:37] ہاں آپ کا تقویٰ اور پرہیز گاری اس کی بارگاہ تک پہنچتی ہے۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ○ (الشوریٰ:20)

جو آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کے لیے اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس

میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اُس کا کچھ حصہ نہیں۔

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ الحنان اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: (جو آخرت کی کھیتی چاہے) یعنی اللہ (عزوجل) کی رضا اور جناب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خوشنودی چاہے، ریا کے لیے اعمال نہ کرے (ہم اس کی کھیتی بڑھائیں) یعنی اسے زیادہ نیکیوں کی توفیق دیں گے، نیک کام آسان کردیں گے، اعمال کا ثواب بے حساب بخشیں گے۔ (اور جو دنیا کی کھیتی چاہے) کہ محض دنیا کمانے کے لیے نیکیاں کرے، عزت وجاہ کے لیے عالم، حاجی بنے، غنیمت کے لیے غازی، (ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں) کیوں کہ اس نے آخرت کے لیے عمل کیے ہی نہیں، معلوم ہوا کہ ریا کار ثواب سے محروم رہتا ہے مگر شرعًا اس کا عمل درست ہے، ریا کی نماز سے فرض ادا ہو جائے گا مگر ثواب نہ ملے گا اس لیے فی الآخرۃ کی قید لگائی۔ (نور العرفان، ص 773)

محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے اگر تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی سخت چٹان میں کوئی عمل کرے جس کا نہ تو کوئی دروازہ ہو اور نہ ہی روشندان، تب بھی اس کا عمل ظاہر ہو جائے گا اور جو ہونا ہے ہو کر رہے گا۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید خدری، الحدیث: 11230، ج 4، ص 57)

آقا کریم ﷺ کے اس فرمان کا واضح مقصد یہ ہے کہ عبادت کتنی بھی خفیہ جگہ کی جائے اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے اور وہ اپنی شان کریمی سے ظاہر فرما دیتا ہے اور جو لوگ نام و نمود اور ریاکاری اور مکاری کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں رسوا فرما دیتا ہے، آپ دنیا میں اولیاے کرام کے احوال دیکھیے ان کے مزاروں پر عشاق کی بھیڑ مسلسل رہتی ہے اور ان کے وسیلے سے زائرین کی مرادیں بھی اللہ تعالیٰ پوری فرما دیتا ہے۔

قرآن پاک میں مخلص مؤمن کی مثال ان الفاظ کے ساتھ دی گئی ہے:

وَ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ تَثْبِیْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَیْنِۚ فَاِنْ لَّمْ یُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ۝ (البقرۃ: 265)

اور ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی رضا چاہنے میں خرچ کرتے ہیں اور اپنے دل جمانے کو اس باغ کی سی ہے جو بھوڑ (ریتیلی زمین) پر ہو اس پر زور کا پانی پڑا تو دُونے میوے لایا پھر اگر زور کا مینھ اسے نہ پہنچے تو اوس کافی ہے اور اللہ تمھارے کام دیکھ رہا ہے۔

حضرت صدر الافاضل سید نا مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی خزائن العرفان میں اس کے تحت لکھتے ہیں کہ:

"یہ مؤمن مخلص کے اعمال کی ایک مثال ہے کہ جس طرح بلند خطہ کی بہتر زمین کا باغ ہر حال میں خوب پھلتا ہے خواہ بارش کم ہو یا زیادہ! ایسے ہی بااخلاص مؤمن کا صدقہ اور انفاق خواہ کم ہو یا زیادہ اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتا ہے اور وہ تمھاری نیت اور اخلاص کو جانتا ہے۔

انسان کے مخلص ہونے کے تعلق سے اسلافِ کرام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم کے چند اقوال ہیں، ذیل میں ایک ملاحظہ ہوں:

"حضرت سیدنا یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال ہوا کہ انسان کب مخلص ہوتا ہے؟ فرمایا: جب شیر خوار بچہ کی طرح اُس کی عادت ہو۔ شیر خوار بچہ کی کوئی تعریف کرے تو اُسے اچھی نہیں لگتی اور مذمت کرے تو اُسے بری نہیں معلوم ہوتی۔ جس طرح وہ اپنی تعریف و مذمت سے بے پرواہ ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان جب تعریف و مذمت کی پرواہ نہ کرے تو مخلص کہا جاسکتا ہے۔" (اخلاق الصالحین مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی)

امیر المومنین ابو حفص حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی وہ نیت کرے تو جس کی ہجرت اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہوگی تو اس کی ہجرت اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کے لیے ہے اور جس کی ہجرت دنیا پانے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لیے ہوگی تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔ اس حدیث کی صحت پر اتفاق ہے۔

(صحیح بخاری، باب کیف کان بذء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم، ج:1، ص:2، رقم:1.)

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

نية المؤمن خير من عمله رواه البيهقى عن انس والطبراني في الكبير عن سهل بن سعد رضى الله تعالى عنهما - (المعجم الکبیر مرویات سہل الساعدی، حدیث 5942 مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت 185/6)
مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ اسے بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

اب آپ غور فرمائیں کہ نیت کی کتنی بڑی اہمیت ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی نے مسجد جانے کی چالیس نیتیں شمار کرائی ہیں۔ ہم نے اختصار کے پیش نظر ان نیتوں کو حذف کر دیا ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے فتاویٰ رضویہ مخرجہ ج:5۔ تلخیص ملاحظہ فرمائیں۔

اور بیشک جو علم نیت جانتا ہے ایک ایک فعل کو اپنے لیے کئی کئی نیکیاں کر سکتا ہے مثلاً جب نماز کے لیے مسجد کو چلا اور صرف یہی قصد ہے کہ نماز پڑھوں گا تو بے شک اس کا یہ چلنا محمود، ہر قدم پر ایک نیکی لکھیں گے اور دوسرے پر گناہ محو کریں گے۔ مگر عالم نیت اس ایک ہی فعل میں اتنی نیتیں کر سکتا ہے۔ [امام احمد رضا محدث بریلوی نے یہاں چالیس نیتیں شمار کرائی ہیں]۔

تو دیکھیے کہ جو ان ارادوں کے ساتھ گھر سے مسجد کو چلا وہ صرف حسنہ نماز کے لیے نہیں جاتا ان چالیس حسنات کے لیے جاتا ہے تو گویا اُس کا یہ چلنا چالیس طرف چلنا ہے اور ہر قدم چالیس قدم پہلے اگر ہر قدم ایک نیکی تھا اب چالیس نیکیاں ہوگا۔

اسی طرح قبر پر اذان دینے والے کو چاہیے کہ ان پندرہ نیتوں کا تفصیلی قصد کرے تاکہ ہر نیت پر جداگانہ ثواب پائے اور ان کے ساتھ یہ بھی ارادہ کہ مجھے میت کے لیے دُعا کا حکم ہے اس کی اجابت کا سبب حاصل کرتا ہوں اور نیز اُس سے پہلے عمل صالح کی تقدیم چاہیے یہ ادب دعا بجالاتا ہوں۔ الى غير ذلك مما يستخرجه العارف النبيل والله الهادى الى سواء السبيل (ان کے علاوہ دوسری نیتیں جن کو عارف اور عمدہ رائے استخراج کر سکتی ہے اللہ تعالیٰ ہی سیدھی راہ دکھانے والا ہے) بہت لوگ اذان تو دیتے ہیں مگر ان منافع و نیات سے غافل ہیں وہ جو کچھ نیت کرتے ہیں اسی قدر پائیں گے۔

یہ چالیس نیتیں ہیں جن میں چھبیس علما نے ارشاد فرمائیں اور چودہ 14 فقیر نے بڑھائیں جن کے ہندسوں پر خطوط کھینچے ہیں۔ 12 منہ
(فتاویٰ رضویہ، مخرجہ، ج:5، ص:675،676)

اب ذرا آپ نظر اٹھا کر رسول کریم ﷺ کی مکی زندگی ملاحظہ فرمائیں، ابھی اسلام ابتدائی دور سے گزر رہا تھا، دشمنوں نے اعلانِ نبوت کو نشانہ بنایا۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کو مکہ شریف میں رہنا دشوار کر دیا، ان ظالموں نے دار الندوہ میں میٹنگ کی اور بہ اتفاق رائے یہ طے کیا کہ آپ کو قید کر دیں، قتل کر دیں یا شہر بدر کر دیں۔ یہ ان ظالموں کی بدترین سوچیں اور ناپاک تدبیریں تھیں، اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب کی حفاظت فرما رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہجرتِ مدینہ کا حکم دیا اور آپ اپنے محبوب ترین صحابی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے کر مدینہ طیبہ ہجرت کر گئے۔ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت میں اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

وَ اِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ ؕ وَ یَمْكُرُوْنَ وَ یَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ۝ (الانفال:20)

(اے محبوب یاد کیجیے) جس وقت کفار آپ کے بارے میں یہ تدبیر کر رہے تھے کہ آپ کو قید کر دیں یا قتل کر دیں یا شہر بدر کر دیں یہ لوگ خفیہ تدبیر کر رہے تھے اور اللہ خفیہ تدبیر کر رہا تھا اور اللہ کی پوشیدہ تدبیر سب سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر کیا تھی؟ کس طرح اس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی اور کفار کی ساری اسکیم کو کس طرح اس قادر قیوم نے تہس نہس فرما دیا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس بے سروسامانی کے ساتھ ہجرت فرمائی تھی اور صحابہ کرام جس کسمپری اور بے کسی کے عالم میں کچھ حبشہ، کچھ مدینہ چلے گئے تھے۔ ان حالات کے پیش نظر بھلا کسی کے حاشیۂ خیال میں بھی یہ آسکتا تھا کہ یہ بے سروسامان اور غریب الدیار

مسلمانوں کا قافلہ ایک دن مدینہ سے اتنا طاقتور ہو کر نکلے گا کہ وہ کفار قریش کی ناقابل تسخیر عسکری طاقت کو تہس نہس کر ڈالے گا جس سے کافروں کی عظمت و شوکت کا چراغ گل ہو جائے گا اور مسلمانوں کی جان کے دشمن مٹھی بھر مسلمانوں کے ہاتھوں سے ہلاک و برباد ہو جائیں گے۔ لیکن خداوند علام الغیوب کا محبوب دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت سے ایک سال پہلے ہی قرآن پڑھ پڑھ کر اس خبر غیب کا اعلان کر رہا تھا کہ:

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا○ (بنی اسرائیل 76)

اور بے شک قریب تھا کہ وہ تمھیں اس زمینِ مکہ سے ڈگا دیں کہ تمھیں اس سے باہر کر دیں اور ایسا ہوتا تو وہ تمھارے پیچھے نہ ٹھہرتے مگر تھوڑا۔

چنانچہ یہ پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی اور ایک ہی سال کے بعد غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی فتح مبین نے کفار قریش کے سرداروں کا خاتمہ کر دیا اور کفار مکہ کی لشکری طاقت کی جڑ کٹ گئی اور ان کی شان و شوکت کا جنازہ نکل گیا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے اس طرح ہجرت فرمائی تھی کہ رات کی تاریکی میں اپنے یار غار کے ساتھ نکل کر غار ثور میں رونق افروز رہے۔ آپ کی جان کے دشمنوں نے آپ کی تلاش میں سرزمین مکہ کے چپے چپے کو چھان مارا اور آپ ان دشمنوں کی نگاہوں سے چھپتے اور بچتے ہوئے غیر معروف راستوں سے مدینہ منورہ پہنچے۔ ان حالات میں بھلا کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ آسکتا تھا کہ رات کی تاریکی میں چھپ کر روتے ہوئے اپنے پیارے وطن مکہ کو خیرباد کہنے والا رسول برحق ایک دن فاتح مکہ بن کر فاتحانہ جاہ و جلال کے ساتھ شہر مکہ میں اپنی فتح مبین کا پرچم لہرائے گا اور اس کے دشمنوں کی قاہر فوج اس کے سامنے قیدی بن کر دست بستہ سر جھکائے لرزہ براندم کھڑی ہوگی۔ مگر نبی غیب داں نے قرآن کی زبان سے اس پیشین گوئی کا اعلان فرمایا کہ:

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ○ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا○ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا○ (سورہ نصر)

جب اللہ کی مدد اور فتح (مکہ) آجائے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں تو اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے اُس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

چنانچہ یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی کو 8 ہجری میں مکہ فتح ہو گیا اور آپ فاتح مکہ ہونے کی حیثیت سے افواجِ الٰہی کے جاہ و جلال کے ساتھ مکہ مکرمہ کے اندر داخل ہوئے اور کعبۂ معظمہ میں داخل ہو کر آپ نے دوگانہ ادا فرمایا اور اہلِ عرب فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے۔ حالاں کہ اس سے قبل اکا دُکا لوگ اسلام قبول کرتے تھے۔

آج پھر تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے، ملک اور عالمی سطح پر عام طور پر مسلمانوں کا رہنا سہنا دو بھر کر دیا گیا ہے۔ کہیں ماب لنچنگ ہو رہی ہے۔ ہزاروں مسلم لڑکیوں کو مرتد بنا کر غیر مسلموں سے شادیاں کی جا رہی ہیں اور بعد میں انھیں ظلم و ستم کا نشانہ بھی بنایا جا رہا ہے۔ کہیں آزادیِ اظہارِ رائے کے نام پر قرآن سوزی ہو رہی ہے، کہیں ہندو راشٹر بنانے کی کاوشیں ہو رہی ہیں، کہیں یکساں سول کوڈ لانے کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ کہیں مسلمانوں کی جائدادوں کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ کہیں ان کے مکانوں، دکانوں اور فیکٹریوں پر بلڈوزر چلائے جا رہے ہیں۔ کہیں مساجد اور مدارس کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ کہیں مسلم اسٹوڈینٹس لڑکیوں سے پردوں کو اتارا جا رہا ہے، کہیں مسلمانوں کی داڑھیوں کو زبردستی کاٹا جا رہا ہے، کہیں وندے ماترم اور جے شری رام کہلوانے کے لیے زدوکوب کیا جا رہا ہے، خدا جانے کتنے مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ یہ تفصیل کا موقع نہیں ہم ان تمام موضوعات پر لکھتے رہے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی لکھتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے اور اخلاص عمل اور حسن نیت کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے۔ آپ ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں کیا ان تمام مظالم کے پیچھے ہماری فکری آوارگیوں، آزادانہ روش اور ہماری بدعملیوں اور بدکرداریوں کے اثرات کا بھی کچھ نہ کچھ دخل ضرور ہے۔ ہم سب کچھ بن سکتے ہیں مگر سچے پکے مسلمان بننے کے لیے تیار نہیں۔ اے کاش اللہ تعالیٰ ہماری فکروں کو صحیح سمتیں اور اعمال کے قبلوں کو درست فرما دے۔ آمین۔ ■

دوسری قسط

علم الٰہی

قرآنی آیات کی روشنی میں

مولانا محمد حبیب اللہ بیگ ازہری

اس آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ اصل علم غیب اللہ کے پاس ہے، جسے بس وہی جانتا ہے، اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، ہاں اگر وہ اپنے کسی محبوب بندے کو بعض غیوب پر مطلع کرنا چاہے تو وہ ہر شی پر قادر ہے، جس طرح انسانوں کو سمیع وبصیر بنانے سے اس کی صفت سمع ورویت کے ساتھ شرک لازم نہیں آتا، بالکل اسی طرح اپنے محبوب بندوں کو بعض غیوب پر مطلع کرنے سے شرک لازم نہیں آتا، بہر حال اللہ کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، وہ آسمان وزمین کی ہر شی کو جانتا ہے، خشکی اور تری میں رہنے والی ہر مخلوق کو دیکھتا ہے، جن وانس، حیوانات وبہائم، چرند وپرند، کیڑے پتنگے، سمندری جانور اور تمام حشرات الارض کو جانتا ہے، یہی نہیں، بلکہ وہ ہر مخلوق کی تعداد، حجم، وزن، شکل، فطرت، عمر، جائے پیدائش، محل وقوع، گزشتہ زندگی، باقی ایام، اور ان کے پوری نسل اور کنبے کو جانتا ہے، جو پہلے مر گئے اور جو بعد میں پیدا ہونے والے ہیں سب کو ازل سے جانتا ہے، وہ ہر ایک کی ضرورتوں کو جانتا ہے، ہر ایک کی زبان سمجھتا ہے، ہر ایک کی آواز سنتا ہے، بلکہ وقت آنے اور بیان کرنے سے پہلے ہی اس کے جذبات واحساسات کو جان لیتا ہے، اور ان کی ہر ضرورت پوری فرما دیتا ہے، اس لیے کہ وہ رب العالمین بھی ہے اور خیر الرازقین بھی۔

وہ صرف ذی روح مخلوق کا خالق نہیں، بلکہ ہر ذرے کا خالق ہے، اسی لیے اسے ہر ذرے کی خبر رہتی ہے، وہ جنگلوں میں اگنے والے درختوں کو جانتا ہے، ان کی جڑ، شاخ، پتے، پھل، پھول سب کو جانتا ہے، اسے معلوم ہے کہ روئے زمین پر کتنے درخت ہیں، ہر درخت میں کتنے پتے ہیں، تمام درختوں کی اور ان کے پتوں کی مجموعی تعداد کیا ہے، اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ کس درخت کا پتا کب خشک ہوگا، کب گرے گا، کہاں گرے گا، کتنی دیر میں گرے گا، اور کتنی قوت کے ساتھ گرے گا، وہ رات کی تاریکی میں گرنے والے پتوں کو ایسے ہی دیکھتا ہے جیسے دن کے اجالوں میں ٹوٹنے والی شاخوں کو دیکھتا ہے، اس لیے کہ اس کا علم کسی روشنی کا محتاج نہیں۔

اللہ رب العزت عالم الغیب والشہادہ ہے، وہ زمین پر اگنے والے درختوں کو بھی جانتا ہے اور زمین میں پوشیدہ گٹھلیوں کو بھی، اور حیرت کی بات یہ ہے کہ کسان زمین میں بیج دبا کر چلا جاتا ہے، اور خود کسان کو اندازہ نہیں ہوتا کہ اس نے کتنے دانے بوئے اور کہاں دبائے، لیکن اللہ علیم وخبیر ہے، اسے ہر دانے کا علم ہے، وہ زمین میں چھپے دانوں کی حفاظت فرماتا ہے، انھیں کیڑوں کی خرد برد سے محفوظ رکھتا ہے، ان میں نمو کی قوت وصلاحیت ودیعت فرماتا ہے، پھر متعیّنہ مدت میں ایک پودے کی شکل میں برآمد کر دیتا ہے، فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ فَالِقُ الۡحَبِّ وَ النَّوٰی ؕ یُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَ مُخۡرِجُ الۡمَیِّتِ مِنَ الۡحَیِّ ؕ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ فَاَنّٰی تُؤۡفَکُوۡنَ۔

[سورۂ انعام:95]

بے شک اللہ دانے اور گٹھلی کا چیرنے والا ہے، وہ جان دار کو بے جان سے اور بے جان کو جان دار سے نکالتا ہے، یہ تمھارا اللہ ہے، تم کہاں بھٹک رہے ہو۔

قرآن کریم نے اللہ رب العزت کے علم کی وسعتوں کو سمجھانے کے لیے درخت کے پتوں اور ان کی بیجوں کا ذکر کیا، یہ اس کے علم محیط کی صرف دو مثالیں ہیں، ورنہ ہر با شعور انسان اس حقیقت کو اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ وحدہ لا شریک کو ہر خشک وتر کا علم ہے، اور ایسا محکم علم ہے کہ روز آفرینش سے لے کر صبح قیامت تک جو کچھ ہوا اور ہونے والا ہے سب کو اس نے اپنے ازلی علم کے مطابق لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے، اور اس کے علم کی صداقت وحقانیت کا یہ عالم ہے کہ جو لوح محفوظ میں رقم فرما دیا اور جو واقع میں ہو رہا ہے دونوں میں سر مو فرق نہیں ہے۔

2- اللہ، مغیبات خمسہ کو جانتا ہے۔

ہم اپنی روز مرہ زندگی پر غور کرتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ زندگی امید پر کٹ کر رہی ہے، آگے کیا ہونے والا ہے، کسی کو کچھ نہیں معلوم، لیکن اللہ کو سب معلوم ہے، کیوں کہ کوئی چیز اس سے مخفی نہیں ہے، فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۠ ۔[سورۂ لقمان:34]

اللہ وحدہ لاشریک نے ہر شی کے لیے ایک مدت مقرر کی ہے، جب مقررہ مدت پوری ہوجاتی ہے تو وہ شی فنا ہوجاتی ہے، جیسے ہر شی کی ایک عمر ہے ویسے ہی دنیا کی بھی ایک عمر ہے، جب دنیا کی عمر پوری ہوجائے گی دنیا تباہ ہوجائے گی، آسمان وزمین، چاند وسورج، دریا اور پہاڑ غرضے کہ ہر شی فنا ہوجائے گی، لیکن یہ کب ہوگا؟ کسی کو نہیں معلوم، بس اللہ کو معلوم ہے، فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۔ بے شک قیامت کا علم تو اللہ ہی پاس ہے۔

اللہ نے جان دار مخلوق کو پانی سے بنایا ہے، اسی لیے کسی ذی روح مخلوق کی زندگی کے لیے پانی بے حد ضروری ہے، لیکن کب کسے پانی کا مسئلہ درپیش ہے، کس کو کتنے پانی ضرورت ہے، کب ضرورت ہے، کہاں ضرورت ہے، یہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اسی لیے وہی بارش برساتا ہے، فرمایا:

وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۔ وہی باش برساتا ہے۔

مرد وعورت کے جنسی اختلاط کے بعد استقرار ہوتا ہے، پھر مدت دراز کے بعد ولادت ہوتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ حمل میں بچہ تھا یا بچی، لیکن زوجین کے آپسی ملاپ کے فوراً بعد رحم مادر میں کیا ہوا اور کیا ہونے والا ہے کسی کو نہیں معلوم، لیکن اللہ کو ازل سے معلوم ہے کہ کس ملاقات کے بعد کیا ہونے والا ہے، فرمایا:

وَ اَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ [سورۂ نجم:45-46]

اور یہ کہ اس نے نطفے سے مرد وعورت کے جوڑے بنائے جب کہ نطفہ رحم میں پہنچایا جائے۔

جنسی اختلاط کے بعد استقرار ہوا ہے یا نہیں؟ اگر ہوا ہے تو حمل میں بچہ ہے یا بچی؟ بہر صورت شکل وصورت کیسی ہے؟ رنگ وآہنگ کیا ہے؟ قوت وصلاحیت کیا ہے؟ مزید یہ کہ وہ زندہ سلامت رحم مادر سے باہر آئے گا یا دنیا میں آنے پہلے ہی زندگی سے محروم ہوجائے گا؟ یہ ایسے سوالات ہیں جن کا جواب نہ کسی قیافہ شناس کے پاس ہے نا کسی نکتہ داں کے پاس، اور کوئی بھی حکیم، ڈاکٹر یا ماہر تجربہ کار نہیں جانتا کہ رحم مادر کا حال کیا ہے، لیکن اللہ جانتا ہے، اور سب کچھ جانتا ہے، فرمایا: وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۔ اور اسے معلوم ہے کہ رحموں میں کیا ہے۔

انسان اپنے گزشتہ کل اور آج کو جانتا ہے، لیکن آنے والے کل کو نہیں جانتا، اور جانتا بھی کیسے کہ اس کے پاس مستقبل کی ضمانت ہی نہیں ہے، جسے اپنی اگلی زندگی کا حال معلوم نہ ہو بھلا اسے یہ کیسے معلوم ہوسکتا ہے کہ کل کیا ہونے والا ہے، کل اور کل کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے اسے بس اللہ جانتا ہے، اور کوئی نہیں جانتا، فرمایا:

وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا ۔

اسی طرح انسان اپنی زندگی کے لیے بھرپور جتن کرتا ہے، سوسو طرح کی حفاظتی تدابیر اختیار کرتا ہے، لیکن اسے نہیں معلوم کہ اس کا خمیر کس مٹی سے بنا ہے، اور کونسی زمین اسے اپنے آغوش میں سلانے کے لیے بے تاب ہے، زندگی کی تگ ودو کرنے والا انسان نہیں جانتا کہ اس کی موت کب مقدر ہے اور کہاں آئے گی، لیکن اللہ ضرور جانتا ہے کہ وہ کس زمین میں زندگی کی آخری سانسیں لے گا، کہاں دفن ہوگا، اور کہاں سے اٹھایا جائے گا، فرمایا:

وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۔

اللہ رب العزت نے قیامت اور بارش کے اوقات، رحم مادر کے تغیرات، کل پیش آنے والے واقعات اور جائے وفات کے بارے میں واضح طور پر فرمادیا کہ ان چیزوں کو تم نہیں جانتے، تمھارا رب جانتا ہے، لہٰذا تم اپنے رب سے ڈرتے رہو، اور اسی کی طرف رجوع لاؤ، فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۔ اللہ ہر شی کو جانتا ہے، اور تمھارے احوال سے باخبر ہے-------------(جاری)

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ دین/سوال آپ بھی کر سکتے ہیں

آپ کے مسائل

مفتی اشرفیہ
محمد نظام الدین رضوی
کے قلم سے

وقف الفاظ کے ساتھ تام ہوتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے 3484 اسکوائر فٹ کا ایک پلاٹ ایک تنظیم کو دیا کہ جانب شمال مسجد اور جانب جنوب مدرسہ رہے گا باقی کتنے پر مسجد اور کتنے پر مدرسہ بنانا ہے آپ لوگ دیکھ لیجیے، تنظیم کے لوگوں نے ایک وقف نامہ تیار کیا کہ واقف فلاں نے 1708 اسکوائر فٹ جانب جنوب مسجد کے لیے اور 1776 اسکوائر فٹ جانب شمال مدرسہ کے لیے وقف کیا۔ وقف نامہ واقف کے سامنے پیش کیا گیا واقف نے اس کو پڑھ کر سوچ سمجھ کر دستخط کیا۔

اب جب تعمیرات کا معاملہ آیا تو وقف نامہ کے مطابق نقشہ بنایا گیا اس میں جانب جنوب مسجد اور جانب شمال مدرسہ دکھایا گیا۔ تو واقف نے کہا کہ جب میں نے مسجد و مدرسہ کی جگہ دی تھی تو اسی وقت میں نے کہا تھا کہ جانب شمال مسجد اور جانب جنوب مدرسہ رہے گا۔ آپ لوگوں نے جانب جنوب مسجد اور جانب شمال مدرسہ کر دیا ہے یہ نقشہ غلط بنایا گیا ہے اس پر جب وقف نامہ چیک کیا گیا تو اس میں جانب جنوب مسجد اور جانب شمال مدرسہ لکھا ہوا تھا۔

واقف کو بتایا گیا کہ جس وقف نامہ پر آپ نے دستخط کیا تھا اس میں جانب جنوب مسجد اور جانب شمال مدرسہ لکھا ہوا ہے تو کیا آپ نے وقف نامہ پڑھ کر سوچ سمجھ کر دستخط نہیں کیا تھا؟ تو واقف نے جواب دیا کہ میں نے وقف نامہ پڑھ کر سوچ سمجھ کر دستخط کیا تھا لیکن یہ الفاظ کہ جانب جنوب مسجد اور جانب شمال مدرسہ رہے گا اس پر غور نہیں کیا تھا کیونکہ جب میں نے جگہ دی تھی اسی وقت کہہ دیا تھا کہ جانب شمال مسجد اور جانب جنوب مدرسہ رہے گا لہٰذا اس کو درست کیجیے اور شمال کی طرف مسجد اور جنوب کی طرف مدرسہ کیجیے۔ تو کیا اب شمال کی طرف مسجد اور جنوب کی طرف مدرسہ کر سکتے ہیں؟

الجواب: شمال کی طرف مسجد اور جنوب کی طرف مدرسہ نقشہ کے مطابق تعمیر کریں کہ وقف اسی طور پر ہے اور یہی غرض واقف کے مطابق ہے جس کی رعایت واجب ہے۔

اصل وقف الفاظ وکلمات کے ذریعہ ہوتا ہے اور تحریر تو حاجت سند کے لیے اسی کے قائم مقام مانی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ فقہا وقف کے مخصوص الفاظ بیان کرتے ہیں، مثلاً در مختار میں ہے:

(ورُكْنُهُ الألْفاظُ الخاصَّةُ كَ) أرْضِي هَذِهِ (صَدَقَةٌ مَوْقُوفَةٌ مُؤَبَّدَةٌ عَلى المَساكِينِ ونَحْوِهِ) مِن الألْفاظِ كَمَوْقُوفَةٍ لِلّٰهِ تَعالى أوْ عَلى وجْهِ الخَيْرِ أوْ البِرّ-

واكْتَفى أبُو يُوسُفَ: بِلَفْظِ "مَوْقُوفَةٍ" فَقَط- قالَ الشَّهِيدُ: ونَحْنُ نُفْتِي بِهِ لِلْعُرْفِ -(الدر المختار، کتاب الوقف)

فتاوی ہندیہ میں ہے:

ولَوْ قالَ: أرْضِي هَذِهِ صَدَقَةٌ لِلّٰهِ أوْ صَدَقَةٌ مَوْقُوفَةٌ لِلّٰهِ تَعالى تَصِيرُ وقْفًا ،ذَكَرَ الأبَدَ أمْ لا ،كَذا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ وكَذا إذا قالَ: مَوْقُوفَةٌ لِوَجْهِ اللّٰهِ تَعالى أوْ لِطَلَبِ ثَوابِ اللّٰهِ تَعالى- كَذا فِي الذَّخِيرَةِ.

(الفتاوى الهندية، كتاب الوقف ، فَصْلٌ فِي الألْفاظِ الَّتِي يَتِمُّ بِها الوَقْفُ وما لا يَتِمُّ بِها)

بہار شریعت میں ہے:

مسئلہ 6: وقف کے لیے مخصوص الفاظ ہیں جن سے وقف صحیح ہوتا ہے مثلاً:

- اللہ تعالی کے لیے میں نے اسے وقف کیا۔
- مسجد یا مدرسہ یا فلاں نیک کام پر میں نے وقف کیا۔
- یا فقرا پر وقف کیا۔

(بہار شریعت، حصہ:10،ص:524،مجلس المدینہ)

وقف الفاظ کے ساتھ تام ہوتا ہے بعد کی تحریر سے کالعدم نہ ہوگا۔

وقف ہونے کے لیے وقف کے یہ الفاظ ہی کافی ہیں۔ اب اگر

ان الفاظ کے ساتھ تحریر بھی ضبط میں لائی جائے تاکہ وقت حاجت سند رہے تو بہتر ہے کہ تحریر الفاظ کی قائم مقام ہوتی ہے لیکن تحریر اگر الفاظ وکلمات کے خلاف مرتب ہو جائے تو اس کا اعتبار نہ ہوگا کہ وقف تو الفاظ اور سپردگی کے ساتھ تام ہو گیا، بعد میں تحریر اس کے خلاف لکھی جائے تو یہ وقفِ ثابت کے خلاف ہونے کی وجہ سے کالعدم ہوگی، خود وقف اس کی وجہ سے باطل و کالعدم نہ ہوگا۔

اب ہم کچھ فقہی جزئیات بہار شریعت سے نقل کرتے ہیں جن سے سوال کے ضروری گوشوں پر روشنی پڑے گی:

مسئلہ 26: وقف صحیح ہونے کے لیے زمین یا مکان کا معلوم ہونا ضروری ہے، اس کے حدود ذکر کرنا شرط نہیں_ ردالمحتار_

(بہار شریعت، حصہ:10، ص:529، وقف)

مسئلہ 66: ایک شخص نے اپنی کل جائداد وقف کی مگر نصف ایک مقصد کے لیے اور نصف دوسرے مقصد کے لیے۔ یہ جائز ہے_ عالمگیری وغیرہ۔ (بہار شریعت، حصہ:10، ص:539، مکتبۃ المدینہ)

ان جزئیات سے معلوم ہوا کہ مسجد و مدرسہ کے لیے زمین کا وقف صحیح و درست ہے اور حسب حاجت کچھ کم و بیش اس کی تعیین ہو سکتی ہے۔

مسجد اور مدرسہ کے لیے جگہ کی تعیین

واقف نے جب زبانی طور پر وقت وقف ہی یہ بتا دیا تھا کہ "جانب شمال مسجد اور جانب جنوب مدرسہ رہے گا، باقی کتنے پر مسجد اور کتنے پر مدرسہ بنانا ہے آپ لوگ دیکھ لیجیے"۔

تو زمین کا شمالی حصہ مسجد کے لیے اور جنوبی حصہ مدرسہ کے لیے وقف ہو گیا اور غرض واقف کا لحاظ واجب ہے چنانچہ فقہا فرماتے ہیں:

مراعاة غرض الواقفين واجبة۔ واقفین کی غرض و مقصد کا لحاظ واجب ہے۔

اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ تنظیم کو زمین دیتے وقت جب واقف نے درج بالا بات کہی تو زمین کا جانب شمال مسجد کے لیے اور جانب جنوب مدرسہ کے لیے وقف ہو گیا- دلالت حال شاہد ہے کہ اس نے مسجد و مدرسہ کو وہ زمین ہمیشہ کے لیے دی ہے اور ہمیشہ کے لیے مسجد و مدرسہ کو دینا وقف ہے۔ تو وقف نامہ مرتب ہونے سے پہلے ہی وہ زمین شمالا و جنوبا مسجد و مدرسہ کے لیے متعیّن اور موقوف ہو چکی اس لیے بعد میں وقف نامہ میں قصدا یا سہوا تغییر یا تصریح سے اس پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔

نقشہ مسجد و مدرسہ کا وہی رکھیں، بس سمت بدل دیں کہ مسجد کو جانب شمال اور مدرسہ کو جانب جنوب تعمیر کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کوپن خرید کر قرعہ اندازی میں حصہ لینا کیسا ہے؟

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل میں۔

موصوف کا کہنا ہے ایک مدرسے کی جگہ خریدی گئی ہے جس میں 7 لاکھ 40 ہزار روپے کی ضرورت ہے تو اراکین مدرسہ یہ ترتیب نکالا کے ایک ہزار روپے والا کوپن بنایا جائے ایک ہزار کی تعداد میں جو لوگ اس کوپن کے ذریعے تعاون کریں گے ان لوگوں کا نام لکھ کر چٹی بنائی جائیں قرعہ اندازی کے ذریعے اول اور دوم آنے والوں کو عمرہ کرایا جائے گا اور 3 نمبر سے 12 نمبر آنے والوں کو غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری کے لیے بھیجا جائے گا کیا ان پیسوں سے عمرہ کرانا اور اجمیر شریف بھیجنا جائز ہے مدرسوں کے نام سے چندہ وصولنہ اور اس طرح لوگوں سے کہنا کے ہم آپ کو عمرہ اور اجمیر شریف کی ٹکٹ ڈینگے یہ کیا درست ہے اور اس مسئلے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے اور جو لوگ کوپن لے کر تعاون کر رہے یا کر چکے ہیں ان لوگوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے مفتی کرام رہنمائی فرمائیے، اور اگر اس کام کو کرنا ہو تو کس انداز سے کیا جائے کچھ حل بتائیے۔ شکریہ

الجواب: (1) قرعہ اندازی کی شرط پر کوپن کے ذریعے روپے جمع کرنا، کرانا کہنے کو کارِ دین ہے مگر واقع میں یہ قِمار و جوئے کا کاروبار ہے جو حرام و گناہ ہے۔

قِمار یہ ہے کہ اپنا کچھ مال، زیادہ مال پانے کی لالچ میں یا کوئی بڑی چیز پانے کی لالچ میں اس امید موہوم پر دیا جائے کہ قسمت نے ساتھ دیا تو وہ بڑی چیز مل جائے گی یا زیادہ مال مل جائے گا اور اگر قسمت نے ساتھ نہیں دیا تو محرومی ہوگی۔ اس کاروبار میں مال نفع اور ضرر دونوں میں گردش کرتا رہتا ہے وہی بات یہاں پائی جا رہی ہے نام تو چندے کا ہے لیکن ہر شخص جو ایک ایک ہزار روپے کا کوپن لے رہا ہے وہ ظاہر یہی ہے کہ اپنی قسمت آزمانا چاہتا ہے کہ قرعہ اندازی میں اس کا نام نکل آئے تو عمرہ کر لے گا یا کم از کم اجمیر شریف جانے کا موقع مل جائے گا۔ اگر قرعہ میں اپنا نام نکلنے کی لالچ اور امید موہوم نہ ہو تو ہر کوئی ایک ہزار کا کوپن نہ لے گا، اس کی مرضی وہ جتنا چاہے کم یا زیادہ دے یا نہ دے اور یہاں اگر کوئی نہ دے یا کم دے تو اسے قرعہ اندازی میں شریک نہیں کیا جائے گا، صرف ایک ہزار کا کوپن لینے والے ہی شریک کیے جائیں گے جیسا کہ یہی ظاہر ہے، تو یہاں عمرہ یا زیارت اجمیر کے لیے دو شرطیں ہیں:

ایک: ایک ہزار روپیے کا کوپن لینا۔

دوسری شرط: قرعہ اندازی میں نام نکلنا۔

ظاہر ہے کہ قرعہ اندازی میں نام نکلنا موہوم ہے یقینی نہیں۔ وہ ایک ہزار روپیے کا کوپن لے کر امید موہوم پر اپنی قسمت آزمار ہا ہے اور یہی قمار و جوا ہے جس سے قرآن مقدس میں ممانعت فرمائی گئی ہے۔

افسوس کہ چندے کے نام پر یہ جوئے کا کاروبار کیا جا رہا ہے، فوراً اسے بند کیا جائے اور اعلان عام کیا جائے کہ عمرہ اور زیارت اجمیر کے نام پر کوپن والوں کے مابین قرعہ اندازی کی پلاننگ منسوخ کر دی گئی جنھوں نے اس پلاننگ کے تحت قرعہ اندازی کے لیے کوپن لیا ہو وہ اپنے روپے واپس لے لیں اور جو چاہیں خاص مدرسے کے تعاون کی نیت سے مدرسہ کے چندہ کے طور پر باقی رکھیں۔

زر کثیر جمع کرنے کے لیے اس طرح کی پالیسیاں جدید ماہرین معاشیات بناتے رہتے ہیں اور انھیں سوائے کسب زر کے کسی اور چیز کی پرواہ نہیں ہوتی، اس لیے وہ حلال و حرام کا امتیاز کیے بغیر پالیسیاں بناتے اور عام کرتے ہیں، کچھ اسی سے ملتی جلتی یہ کوپن والی پالیسی بھی ہے، اس میں یہ فکر کار فرما ہے کہ عمرہ اور زیارت اجمیر کے شوق میں گیارہ، بارہ سو لوگوں نے اگر کوپن لے لیا تو مثلا دو سوا دو سوا افراد کے زر کوپن سے دو نفر کا عمرہ اور دس نفر کی زیارت اجمیر کا انتظام ہو جائے گا، باقی لاکھوں روپے سے مدرسہ کی زمین کا دام بھی ادا کر دیں گے اور کچھ تعمیر کا بھی انتظام ہو جائے گا، مگر یہ نہیں سوچا گیا کہ یہ پالیسی حرام بھی ہو سکتی ہے جس سے مسلمان کو بچنا فرض ہے، لوگوں میں صرف چندے کے لیے وہ ذوق شوق نہیں پیدا ہو سکتا جو عمرہ وغیرہ کے نام پر ہوگا اس لیے کوپن کی یہ پالیسی اپنائی گئی تو ظاہر یہ ہے کہ مقصود اولیں عمرہ و زیارت ہے اور اسی کے پیش نظر یہ حکم دیا گیا ہے اور مقصود اس کے سوا کچھ اور ہو جو قمار بازی سے پاک اور خالص امر خیر پر مبنی ہو تو اسے واضح کرنا چاہیے۔ انما نحکم بالظواہر واللہ یتولی السرائر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(2)-صرف مدرسے کے تعاون کے لیے حصول اجر کی نیت سے کوپن جاری کر سکتے ہیں کہ یہ کار دین کے لیے چندہ کی سعی ہے جو جائز و مستحسن ہے۔

حلال تھوڑا ہو اس میں اللہ برکت دیتا ہے اور حرام بہت ہو تو وہ زیادہ کام نہیں آتا بلکہ غبار کی طرح اڑ جاتا ہے اس لیے مال حلال پر قناعت کریں اور اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ص:32 کا بقیہ) بولیں ایک ایک آیت الگ الگ کر کے پڑھتے تھے اس کے بعد خود پڑھ کر بتا دیا۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تین سو اٹھتر حدیثیں مروی ہیں ان میں تیرہ حدیثیں بخاری و مسلم میں بخاری شریف میں تین حدیثیں اور مسلم میں تیرہ اور باقی دیگر کتابوں میں مروی ہیں۔

حضرت ام سلمہ اور امر بالمعروف: ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بھی بہت پابند تھیں۔ ایک روز ان کے بھتیجے نے دو رکعت نماز پڑھی۔ چوں کہ سجدہ کی جگہ غبار تھا۔ اس لیے وہ سجدہ کرتے وقت مٹی جھاڑ دیتے تھے۔ یہ دیکھ کر ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو روکا اور فرمایا کہ یہ طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے خلاف ہے۔ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک غلام (افلح) نے ایسا کیا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے افلح! اپنا چہرہ مٹی میں ملا۔"

نماز کے اوقات میں بعض امرا نے مستحب اوقات چھوڑ دیئے تو ام سلمہ نے ان کو تنبیہ کی اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر جلد پڑھا کرتے تھے اور تم عصر جلد پڑھتے ہو۔

سخاوت: ام المومنین سیدہ ام سلمہ بڑی فیاض اور جود و سخا کا پیکر جمیل تھیں خود بھی غریبوں، محتاجوں پر سخاوت کرتیں اور دوسروں کو بھی فیاضی کی طرف مائل کرتی تھیں۔ ایک دفعہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے آکر کہا "اماں! میرے پاس اس قدر مال جمع ہو گیا ہے کہ اب بربادی کا خوف ہے، فرمایا بیٹا! اس کو خرچ کرو، حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت سے صحابہ ایسے ہیں کہ جو مجھ کو میری موت کے بعد پھر نہ دیکھیں گے!"

اولاد امجاد: سیدہ ام سلمہ کے پہلے شوہر سے سلمہ، حبشہ میں پیدا ہوئے، جن کے سبب ام المومنین کی کنیت ام سلمہ تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نکاح حمزہ کی لڑکی امامہ بنت حمزہ سے کیا تھا۔

وصال پر ملال: ام المومنین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری کے بعد بہت دنوں تک بقید حیات رہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتل سیدنا امام حسین کی مٹی آپ کو دے کر فرمایا کہ جب یہ مٹی سرخ ہو جائے تو سمجھ لینا میرا بیٹا حسین کربلا میں شہید کر دیا گیا۔ آپ واقعہ کربلا کے بعد واقعہ حرہ تک زندہ رہیں اور واقعہ حرہ کے بعد 84ھ میں مدینہ منورہ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع آپ کی آخری آرام گاہ بنی۔ ☼ ☼

امت کے مسائل کا حل اور امت کا رویّہ

مولانا پٹیل عبدالرحمٰن مصباحی

آج کل جب امت کو درپیش مسائل کے حل کی بات کی جائے تو اسے دو خانوں میں بانٹ کر دیکھا جاتا ہے۔ ایک مخصوص دینی وضع قطع میں رہنے والے اور شریعت اسلامیہ کی ہمہ گیریت پر یقین رکھنے والے حضرات کا بیان کردہ حل۔ دوسرا عصری معلومات کا ذخیرہ رکھنے والے اور دین کی جدید تعبیر و تشریح کے دعوے دار افراد کا وضع کردہ حل۔ ان دونوں کے علاوہ ایک تیسرا لبرل سیکولر حل بھی وقتاً فوقتاً سامنے آتا رہتا ہے۔ تینوں قسم کے حل ایک دوسرے سے مختلف اور جداگانہ تدابیر پر مشتمل ہوتے ہیں۔

جدت پسند دانشوروں اور لبرل سیکولر مسلمانوں کا حل علماء کے حل سے تو کافی مختلف ہوتا ہے مگر دونوں کا آپسی تقابل کیا جائے تو تقریباً چولی دامن کا رشتہ ہے۔ لبرل سیکولر حل کا خلاصہ یہ ہے کہ امت کی فلاح کا اکلوتا راستہ یہ ہے کہ جتنا اسلام؛ جدید سرمایہ دارانہ جمہوری نظام کے موافق آتا ہے؛ اتنا بخوشی لے لیجیے اور باقی ماندہ تمام قدامت پرستی پر مبنی امور کو خدا حافظ کہہ کر نئی دنیا اور نئے زمانے میں؛ نئے صبح و شام تلاش کرنے کے لیے نکل پڑیے۔ عصری معلومات والوں کا حل بھی تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ تقریباً اسی قسم کا ہوتا ہے۔ ان کا بیان کردہ حل امت میں مذہبی جنون کم کرنے، علماء کی اجارہ داری (ان کے زعم کے مطابق) ختم کرنے اور دورِ جدید کی رعایت میں اجتہاد کا درجہ کم سے کم لیاقت والوں پر کھول دینے کے گرد گھومتا رہتا ہے۔ یہ دونوں حل ماخذ کے لحاظ سے عقل اور یورپ کی فکری غلامی پر مشتمل ہوتے ہیں اور تجزیہ کے لحاظ سے محض مرعوبیت پر، چاہے جدید عالمی نظام سے مرعوبیت ہو یا جدید مغربی تہذیب سے۔

رہا علمائے اسلام کا پیش کردہ حل تو علمائے اسلام کا انتہائی سادہ اور بہت مؤثر طریقہ یہ رہا ہے کہ ہر دور کے علمائے ربانیین؛ اسلامی اصولوں کو سامنے رکھ کر اپنے زمانے کے حالات اور امت مسلمہ کو درپیش مسائل (Problems) کا خالص شرعی حل نکالتے ہیں اور اہل اسلام کو اسی کے نفاذ کی تلقین کرتے ہیں۔ ان کا بیان کردہ حل؛ مرجع کے لحاظ سے قرآن و سنت کی آیات و احادیث سے ماخوذ ہوتا ہے اور تجزیہ کے اعتبار سے امت کے موجودہ احوال کے گہرے مشاہدہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ اسلامی اصولوں پر اعتماد؛ انہیں فکری غلامی و مرعوبیت سے؛ محفوظ رکھتا ہے۔ مجموعی طور پر علماء کے بیان کردہ حل میں حرام کاری کے قدیم و جدید ذرائع سے اجتناب کرنے اور جدید وسائل کے ذریعے نیکی کے راستوں کو کشادہ کرنے کی طرف بلایا جاتا ہے۔ وہ ایک عام مسلمان کو ترقی یافتہ انسان کے ساتھ ساتھ اچھے مسلمان کے طور پر بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔ علما اپنے بیان کردہ حل میں ایمان و استقامت کے ساتھ ہر قسم کی فکری و عملی ترقی کو نہ صرف یہ کہ پسند کرتے ہیں بلکہ اس کی حوصلہ افزائی بھی کرتے ہیں۔

یہ اور بات ہے کہ چوں کہ شریعتِ اسلامیہ کمال کو پہنچی ہوئی، تمام ادیان کی ناسخ اور تمام انسانوں کو دائمی کفایت کرنے والی شریعت ہے؛ جس کے احکام خالقِ زمانہ کے نازل کردہ اور خاتم النبیین کے بیان کردہ ہیں؛ لہٰذا ایسی شریعت کی روشنی میں نکالا گیا خالص شرعی حل ہمیشہ ہر زمانے میں مفید و کارآمد ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر تمام انسانی حلوں سے زیادہ آسان و قابل عمل (Practical) ثابت ہوتا ہے۔ چودہ سو سالہ تاریخ گواہ ہے کہ ہر زمانے میں اہل اسلام؛ علمائے ربانیین کے عطا کردہ حل پر عمل کر کے عروج پاتے اور دنیا و آخرت میں سرخروئی کے مستحق ٹھہرتے رہے ہیں۔ علما کے حل میں اپنی اصل کے لحاظ سے آج بھی یہ برکت موجود ہوتی ہے بشرطیکہ وہ مخلص اور خیر خواہ ہوں۔

غیروں کو قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کردہ حل سے ویسے بھی کوئی سروکار نہیں ہوتا، نہ ہی ہم انہیں اس پر عمل کا پابند کر سکتے ہیں، لیکن آج خود مسلمانوں کا اپنا حال یہ ہے کہ انسانی حیات کے مقاصد بلکہ خود مسلم امہ کو درپیش مسائل کے سلسلے میں؛ قرآن و سنت کے اصولوں کے ماہرین اور احوال زمانہ سے واقفیت رکھنے والے

abdurrahmanpatel786@gmail.com

مخلص و خیر خواہ حضرات کی جانب سے بیان کیا جانے والا حل؛ پہلے تو یکسر نظر انداز کر دیتے ہیں اور اگر اس پر عمل کی طرف کوئی انہیں لے ہی آئے تو آخری درجے میں بے دلی کے ساتھ اپناتے ہیں، وہ بھی محض دلجوئی کے لیے، اِس یقین کے ساتھ نہیں کہ یہی ہمارے غموں کا مداوا ہے۔ پھر اُس حل پر عمل کی یہ حالت کہ "یومنون ببعض و یکفرون ببعض" کی طرح؛ کچھ مانا کچھ جھٹلایا، کچھ اپنی مرضی کا اپنایا اور بہت کچھ جو نفس کے خلاف تھا اسے چھوڑ دیا۔

صورت حال یہ ہے کہ شروعاتی مراحل میں اپنے مسائل کے حل کے سلسلے میں لبرل سیکولر ایجنڈے کی پیروی کی جاتی ہے، پھر ناکامی ہاتھ آنے پر تجدد پسندوں کی اتباع کا راستہ اختیار کیا جاتا ہے اور جب فسادِ قلب و نظر کے سبب نتائج بد سے بدتر ہوتے چلے جاتے ہیں تو مجبوراً آخری درجے میں بادلِ ناخواستہ علمائے اسلام کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ پہلے خود اپنے ہاتھوں سے مول لی ہوئی مصیبتوں کا وبال اور غلط روی سے بڑھایا ہوا منازل کا بوجھ؛ علماء کے سر ڈال کر انہیں سینکڑوں طعنوں اور الزامات سے نوازتے ہیں، پھر اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے خادمانہ انداز اپنانے کی بجائے حاکمانہ لہجے میں اپنے پرابلمز کا حل مانگ کر آپ بھی شرمسار ہوتے ہیں اور انہیں بھی شرمسار کرتے ہیں۔

ہمارے زمانے میں وحی سے زیادہ اعتماد اپنی عقل پر کیا جا رہا ہے اور ایک عام انسان؛ نبی سے زیادہ دیگر انسانوں کو اپنا خیر خواہ سمجھے بیٹھا ہے۔ اس فکر کا اچھا خاصا اثر مسلمانوں کے اذہان پر بھی دکھائی دینے لگا ہے۔ موجودہ دنیا میں اہل اسلام کا بڑا طبقہ :اب اہل کفر کی عقل پر اعتماد بلکہ انحصار کرتے ہوئے اپنے حال اور مستقبل کو ان کی رائے کے سپرد کر بیٹھا ہے۔ جو فرد جمہوری ہتھکنڈوں اور سرمایہ دارانہ حربوں کو جتنا زیادہ جانتا ہے وہ ان کے نزدیک اتنا ہی زیادہ مقدس ہے، چاہے بد عقیدہ ہو، کافر ہو، مرتد ہو یا پھر ملحد۔ اِس طبقے کو مسائل کے حل سے مطلب ہے، اُس حل کا ماخذ کیا ہے اور اس کے ذریعے ایک چیز حل ہونے سے دوسری کتنی خرابیاں اور کتنی تباہیاں ہوں گی اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ وہ خدائی وعدوں کے مقابلے میں بندوں کی گارنٹیوں، اعداد و شمار کی فہرستوں بلکہ متوقع نتائج کے بلند بانگ دعووں پر آس لگانے میں ذرا بھی نہیں ہچکچاتا۔

اس صورت حال کی دو بنیادی وجوہات ہیں۔ ایک علماء میں پائی جاتی ہے اور دوسری عوام مسلمین میں۔

علما کی طرف سے اصل ذمہ دار علمائے سوء ہیں، چاہے وہ دور اندیشی اور خیر خواہی سے خالی صاحب علم کی شکل میں ہوں یا کم علمی و کوتاہ نظری کا شکار کسی صاحب منصب کے روپ میں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے عام مسلمانوں کے سامنے اپنے دور کے مسائل کے بے شمار؛ بے سروپا حل؛ پیش کیے، جس کے نتیجے میں مسلمانوں کا بڑا طبقہ حقیقی علما کی رہنمائی پر سے اعتماد کھو بیٹھا اور خود بخود غیروں اور غیروں کی گود میں کھیلنے والوں کے آدھے ادھورے، غیر سنجیدہ اور ضرر رساں حلوں کے پر پیچ راستوں پر نکل پڑا۔ علمائے سوء میں کچھ تو غیروں کے ہاتھ پر بکے ہوئے دانا دشمن ہیں اور کچھ نادان دوست کہ پہنچانا چاہیں فائدہ اور کر بیٹھیں نقصان۔

عوام مسلمین کی طرف سے پائی جانے والی بڑی وجہ خواہشات کی طرف ان کا جھکاؤ ہے۔ خواہش کی پیروی میں ان کا معیار یہ بن چکا ہے کہ جس حل کے اندر زیادہ سے زیادہ خواہشات پر عمل کی چھوٹ ہو اور جس حل کے نتیجے میں زن، زر، زمین سب کچھ مل جائے وہ حل پہلے اپنایا جائے۔ اب ظاہر ہے کہ علمائے ربانیین تو ایسا کوئی حل دینے سے رہے، اس لیے کہ جب قرآن و سنت میں اوامر کے ساتھ نواہی یعنی بہت سے کاموں کے کرنے کے ساتھ بہت سے کاموں سے رکنے کا حکم موجود ہے تو اس سے لیا گیا حل بھی کرنے اور نہ کرنے کے درمیان مشترک ہی ہوگا۔ رہے علمائے سوء تو ان کے بے سروپا حل؛ قومی مفاد میں کم اور ذاتی مفاد میں زیادہ ہوتے ہیں، اس لیے عام مسلمان چاہ کر بھی اسے اپنانے سے گریز کرتے ہیں، بلکہ ان میں سے اکثر ناقابل نفاذ اور نتیجے کے اعتبار سے بے سود ہوتے ہیں اس لیے ان کی طرف التفات ہی نہیں کیا جاتا۔ اس کے بعد تجدّد پسندوں کے یہاں بھی اچھی خاصی چھوٹ مل جاتی ہے اور لبرل سیکولر حل میں تو خواہش کی تکمیل اصل کا درجہ رکھتی ہے جب کہ اسلام پر عمل دوسرے نمبر آتا ہے۔ وہاں تو انسان کی خواہش پر حکم خداوندی کی بلی چڑھا دینا ہی دانشمندی کی معراج ہے۔ اب طور پر مسلم عوام؛ خواہش کی اتباع میں؛ آخری دو میں سے کسی ایک کو چنتی ہے، اور وہاں سے پھر وہی چکر شروع ہوتا ہے جو بالآخر علما کے لیے بدگمانی و بدکلامی پر آکر ختم ہوتا ہے۔ ▪▪▪

شعائیں

اسلامی سالِ نو کا آغاز اور ہمارا رویہ

(حافظ) افتخار احمد قادری

اسلامی ہجری کا آغاز خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت سے ہوا- حضرتِ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فکر لاحق رہتی کہ ہم اپنے معاملات لکھنے میں سن عیسوی کا استعمال کرتے ہیں جب کہ ہمارا اپنا سن اور اپنی تاریخی شناخت ہونی چاہیے- لہٰذا آپ نے ایک مجلسِ شوریٰ سے اسلامی سن کے آغاز کے بارے میں مشورہ طلب کیا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے مشورہ پیش کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت سے ابتدا کی جائے- کسی نے کہا اعلان نبوت سے اسلامی سن ہجری کا آغاز کیا جائے یہ عظیم اور انقلابی واقعہ ہے اور اسی عظیم واقعہ کے بعد سے مذہب اسلام کی اشاعت و فروغ کا سلسلہ شروع ہوا اور اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آیا- چنانچہ اس رائے کو سب نے پسند فرمایا مگر سال کے بارہ مہینے اور پہلا مہینہ محرم الحرام پہلے سے ہی رائج تھے۔

اب سوال یہ پیدا ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت ماہ ربیع الاول میں فرمائی تھی لہٰذا امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تطبیق پیش فرماتے ہوئے مشورہ دیا: ماہ محرم الحرام کو سال کا پہلا مہینہ مقرر کیا جائے اور سن ہجری کا آغاز دو ماہ آٹھ دن پیچھے سے شمار کیا جائے- لہٰذا ہجرت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یکم ہجری قرار دیا گیا اور اس کے بعد کے تمام واقعات کو خلیفہ دوم کی عہد خلافت تک مرتب کیا گیا اور اس طرح 20 جمادی الثانی 17 ہجری مطابق 09 جولائی 638 عیسوی سے باقاعدہ طور سے اسلامی سن ہجری کا آغاز ہوا۔

اللہ رب العزت نے جس دن زمین وآسمان کی تخلیق فرمائی تب سے ہی سال کے بارہ مہینے مقرر فرمائے اور ان ماہ میں چار مہینوں کو حرمت وعظمت والا قرار دیا- قرآن مجید میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے- ترجمہ: بیشک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ ہے اللہ کی کتاب میں، جب سے اس نے آسمان اور زمین بنائے، ان میں چار حرمت والے-(پارہ 10 سورہ توبہ، آیت 36)

اس آیتِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ سال کے بارہ مہینوں کا تقرر اللہ رب العزت نے فرمایا ہے اور چار مہینوں کو عظمت و بزرگی عطا فرمائی وہ مقدس عظمت و حرمت والے مہینے یہ ہیں- پہلا محرم الحرام، دوسرا رجب المرجب، تیسرا ذی القعدہ، اور چوتھا ذی الحجہ ہے- امم سابقہ میں بھی یہ مہینے حرمت والے تھے لہٰذا وہ امتیں بھی ان مہینوں کا احترام کیا کرتی تھیں اور ان حرمت والے مقدس مہینوں میں جنگ وجدال، قتل و غارتگری سے مکمل اجتناب کیا کرتی تھیں- مذہب اسلام میں ان مہینوں کی حرمت اور زیادہ ہوگئی- حدیثِ پاک کا مفہوم ہے: ماہ محرم الحرام اللہ رب العزت کے لیے ہے اس مبارک مہینے کی تعظیم کرو- جس نے ماہ محرم الحرام کی تعظیم کی تو اللہ رب العزت اسے جنت میں عزت عطا فرمائے گا اور دوزخ سے نجات دے گا- اللہ رب العزت ہمیں اس ماہ مبارک کی قدر کرنے کی اور اس میں خوب خوب عبادت کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے-

ماہ محرم الحرام کا چاند نظر آتے ہی اسلامی نئے سال کا آغاز ہو جاتا ہے اور ہم آپس میں ایک دوسرے کو مبارکباد پیش کرنے میں لگ جاتے ہیں- لیکن صرف اتنا ہی نہیں کہ ہم آپس میں مبارک باد دیں بلکہ اس ماہ مبارک کا استقبال تو اس طرح ہونا چاہیے کہ ہم اپنے آپ کا محاسبہ کریں- جو سال گذر گیا اس میں ہم سے کیا کیا کوتاہیاں سرزد ہوئیں- خاص طور سے اپنے اعمال کا محاسبہ کریں اس نئے سال کے لیے کچھ عزائم کریں- منصوبہ بندی کریں- شریعتِ اسلامیہ کے سانچے میں اپنے آپ کو ڈھالنے کی سعی کریں اور مذہب اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لیے کمربستہ ہوجائیں۔

کریم گنج، پورن پور، پیلی بھیت، مغربی اتر پردیش

ان عزائم کے ساتھ اگر ہم ماہ محرم الحرام کا استقبال کریں گے توانشاءاللہ تعالیٰ دونوں جہان میں کامیابی و کامرانی میسر آئے گی۔

محرم الحرام کی پہلی شب:

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: جو شخص ماہ محرم الحرام کی پہلی شب میں شب بیداری کرے اور آٹھ رکعت نفل نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص دس مرتبہ پڑھے تو میں قیامت کے روز اس کی اور اس کے گھر والوں کی شفاعت کروں گی اگرچہ اس پر دوزخ کی آگ واجب ہو چکی ہو۔ کتاب الاوراد میں ہے جو ماہ محرم الحرام کی پہلی رات میں دو رکعت نماز نفل پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا ہاتھ اٹھا کر پڑھے:

اللھم ارحمنی وتجاوز عن واحفظنی من کل افة

وہ تمام سال جملہ آفات وبلیات سے امان میں رہے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ذی الحجہ کے آخری دن اور ماہ محرم الحرام کے پہلے دن کا روزہ رکھا گویا اس نے گزشتہ سال کو روزوں میں ختم کیا یعنی سال بھر روزہ رکھا۔ اور آئندہ سال کو بھی روزہ سے شروع کیا۔ اللہ رب العزت اس کے پچاس برس کے گناہوں کا اس روزہ کو کفارہ بنادے گا۔

ماہ محرم الحرام کا چاند نظر آتے ہی ذکر شہادت کی مجلسیں منعقد ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و اہلبیت اطہار اور دیگر جگر گوشۂ بتول اور امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قربانیوں ان کی عظمت و رفعت کا تذکرہ کرکے شمع ایمانی کو تیز کیا جاتا ہے جو یقیناً کار ثواب اور اپنی نسلوں تک پیغامِ اسلام پہنچانے کا عظیم ذریعہ ہے۔ ان مجالس کا انعقاد شریعتِ مطہرہ کے دائرے میں رہتے ہوئے کس طرح کرنا چاہیے۔

اس تعلق سے امام اہلسنت مجدد دین وملت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان قادری فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے فتویٰ میں ارشاد فرماتے ہیں:

جو مجلس ذکر شریف حضرت امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اہل بیت اکرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ہو جس میں روایات صحیحہ معتبرہ سے ان کے فضائل و مقامات و مدارج بیان کیے جائیں اور امور مخالف شرع سے یکسر پاک ہوں فی نفسہ حسن و محمود ہیں خواہ اس میں نثر پڑھیں یا نظم، اگرچہ وہ نظم بوجہ ایک مسدس ہونے کے ذکر میں ذکر حضرت سید الشہداء ہے۔

(فتویٰ رضویہ، جلد24 صفحہ523)

حضور صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان مجلس محرم سے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

عشرہ محرم میں مجلس منعقد کرنا اور واقعات کربلا بیان کرنا جائز ہے جبکہ روایات صحیحہ بیان کی جائیں اور ان واقعات میں صبر و تحمل، رضا و تسلیم کا مکمل درس ہے اور پابندی احکامِ شریعت و اتباع سنت کا زبردست عملی ثبوت ہے کہ دین حق کی حفاظت میں تمام اعزاز و اقربا و رفقاء اور اپنے کو راہ خدا میں قربان کیا اور جزع و فزع کا نام بھی نہ آنے دیا۔ مگر اس مجلس میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی ذکر خیر ہونا چاہیے تاکہ اہلبیت اور اس کے علاوہ کی مجلسوں میں فرق و امتیاز رہے۔

(بہار شریعت حصہ06 صفحہ247)

قوم مسلم میں تعزیہ داری کی انتہائی غلط و قبیح رسم پروان چڑھ گئی ہے۔ امام اہل سنت سرکارِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فتویٰ رضویہ میں تفصیل کے ساتھ ذکر فرماتے ہیں: آج کی مروجہ تعزیہ داری قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے۔ تعزیہ داری کے سلسلے میں آج کل جو ڈھانچے بنائے جاتے ہیں، ان کے اندر مصنوعی قبر بناتے ہیں، پھر اس پر پھول چڑھاتے ہیں، ان سے منتیں مانگتے ہیں، پھر اسے لے جاکر دفن کر دیتے ہیں، کہیں امام عالی مقام کی سواری بٹھاتے ہیں اور اس کو نعل صاحب کی سواری کہتے ہیں، چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں، منتیں مانگتے ہیں، اس قسم کی بہت سی باتیں کی جاتیں ہیں یہ سب بدعات و خرافات ہیں۔ حضرت امام عالی مقام کے واقعات تو ہمارے لیے نصیحت تھے لیکن افسوس! کہ ہم نے آج کھیل تماشہ بنالیا ہے۔

امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان قادری فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ماہ محرم الحرام میں کیے جانے والے برے کاموں کی سخت مذمت فرمائی ہے- آپ تحریر فرماتے ہیں:

تعزیہ ممنوع ہے شرع میں اس کی کچھ اصل نہیں اور جو کچھ بدعات ان کے ساتھ کی جاتی ہیں سخت ناجائز ہیں- تعزیہ پر مٹھائی چڑھائی جاتی ہے اگرچہ حرام نہیں ہو جاتی مگر اس کے کھانے میں جاہلوں کی نظر میں ایک امر ناجائز کی وقعت بڑھانے اور اس کے ترک میں اس سے نفرت دلانی ہے لہٰذا نہ کھائی جائے- ڈھول بجانا حرام ہے -(فتویٰ رضویہ جلد8/صفحہ180)

صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں بڑے مفصل اور واضح انداز میں ان بدعات وخرافات کی تردید فرماتے ہیں:

تعزیہ داری کے واقعات کربلا کے سلسلے میں طرح طرح کے ڈھانچے بناتے ہیں اور ان کو حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک کی شبیہ کہتے ہیں، کہیں تخت بنائے جاتے ہیں، کہیں ضریح قبریں بنائی جاتی ہیں اور علم و شدے نکالے جاتے ہیں، ڈھول تاشے اور قسم قسم کے باجے بجائے جاتے ہیں، تعزیوں کا بہت دھوم دھام سے گشت ہوتا ہے آگے پیچھے ہونے میں جاہلیت کے سے جھگڑے ہوتے ہیں، کبھی درخت کی شاخیں کاٹی جاتی ہیں، کہیں چبوترے کھدوائی جاتے ہیں، تعزیوں سے منتیں مانی جاتی ہیں، سونے چاندی کے علم چڑھائے جاتے ہیں، ہار پھول ناریل چڑھائے جاتے ہیں، وہاں جوتے پہن کر جانے کو گناہ جانتے ہیں، بلکہ اس شدت سے منع کرتے ہیں کہ گناہ پر بھی ایسی ممانعت نہیں کرتے، چھتری لگانے کو بہت برا جانتے ہیں، تعزیوں کے اندر مصنوعی قبریں بناتیں ہیں، ایک پر سبز غلاف اور دوسرے پر سرخ غلاف ڈالتے ہیں، سبز غلاف والے کو حضرتِ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سرخ غلاف والے کو حضرتِ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبریں یا شبیہ بتاتے ہیں اور وہاں شربت مالیدہ وغیرہ پر فاتحہ دلاتے ہیں، یہ تصور کر کے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضے اور مواجہ اقدس میں فاتحہ دلا رہے ہیں، پھر یہ تعزیے دسویں تاریخ کو مصنوعی کربلا میں لے جاکر دفن کرتے ہیں گویا یہ جنازہ تھا جسے دفن کر آئے۔

پھر تیجہ دسواں چالیسواں سب کچھ کیا جاتا ہے اور ہر ایک خرافات پر مشتمل ہوتا ہے، اسی سلسلے میں نوحہ وماتم بھی ہوتا ہے اور سینہ کوبی بھی ہوتی ہے، اتنے زور زور سے سینہ کو کوٹتے ہیں کہ سینے میں خون بہنے لگتا ہے یہ سب ناجائز وخرافات ہیں۔

تعزیوں کے پاس مرثیہ پڑھا جاتا ہے اور تعزیہ جب گشت کو نکلتا ہے اس وقت بھی اس کے آگے مرثیہ پڑھا جاتا ہے، مرثیہ میں غلط واقعات نظم کیے جاتے ہیں، اہلبیت اکرام کی بے حرمتی اور بے صبری اور جزع و فزع کا ذکر کیا جاتا ہے، کیوں کہ اکثر مرثیے رافضیوں کے ہی ہیں، بعض میں تبراء بھی ہوتا ہے، مگر اس رو میں سنی بھی بے تکلف پڑ جاتے ہیں اور انہیں اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہے ہیں، یہ سب ناجائز وگناہ کے کام ہیں۔

اظہارِ غم کے لیے سر کے بال بکھیرتے ہیں، کپڑے پھاڑے ہیں اور سر پر خاک ڈالتے ہیں، یہ سب ناجائز اور جاہلیت کے کام ہیں، ان امور سے بچنا نہایت ہی ضروری ہے- احادیثِ مبارکہ میں ان سب کاموں کی ممانعت آئی ہے- مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے امور سے پرہیز کریں جن سے اللہ رب العزت اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناراض ہوتے ہیں، کہ یہی نجات کا راستہ ہے-

(بہار شریعت/حصہ16/صفحہ249/248)

لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے وہ ان تمام بدعات وخرافات سے بچیں اور عوام اہلسنت کو بچائیں- دوسرے لوگ اہلبیت پر الزام لگاتے ہیں کہ یہ تمام خرافات سنیوں کے ہیں حالانکہ کوئی بھی عالم اور کسی بھی کتاب میں ان خرافات کو جائز نہیں کہا گیا بلکہ علماء اہلسنت نے اس کی جم کر مخالفت فرمائی ہے- یہ سب جاہل عوام کے کام ہیں لہٰذا ہمیں ان کی اصلاح کے لیے کمربستہ ہونا چاہیے اور جو جائز امور ہیں ان کو دل وجان سے کرنا چاہیے- اللہ رب العزت ہمیں حق قبول کرنے اور حق پر ثابت رہنے اور حق کو عام کرنے کی توفیق و طاقت عطا فرمائے-

▫▫▫

انوارولایت

مجدد الف ثانی کے فضائل و کرامات

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ مجددی

ابتدائی حالات:

قطب المجددین غوث الکاملین، غیاث العارفین، امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدس سرہ 971ھ کو (بتاریخ 14 شوال) دار العرفان سرہند شریف میں پیدا ہوئے۔ (زبدۃ المقامات صفحہ 190)

آپ کا شجرہ نسب 31 واسطوں سے خلیفۂ ثانی مرادِ رسول حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے (مقامات خیر، ص:33)۔

آپ کے والد ماجد مخدوم الاولیا حضرت شیخ عبدالاحد بلند پایہ عالم دین اور عظیم المرتبت صوفی تھے، حضرت شیخ رکن الدین علیہ الرحمہ (متوفی 983ھ) سے سلسلہ عالیہ قادریہ و چشتیہ میں خلافت حاصل کی۔ (زبدۃ المقامات، ص:143)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے بیشتر علوم اپنے والد گرامی سے حاصل کیے۔ ان کے علاوہ حضرت مولانا کمال کشمیری، حضرت مولانا یعقوب کشمیری اور قاضی بہلول بدخشی علیہم الرحمہ سے بھی علم حاصل کیا۔ (جواہر مجددیہ ص:23)

998ھ میں آگرے کا سفر اختیار کیا، وہاں درباری علما شیخ ابوالفضل و شیخ ابوالفیض فیضی سے تعلقات قائم ہوئے، یہ دونوں بھائی آپ کا بہت احترام کرتے تھے۔

1008ھ میں زیارت حرمین کے لیے جا رہے تھے کہ راستے میں دہلی رُکے، وہاں حضرت خواجۂ خواجگاں باقی باللہ علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے آپ کو اپنے پاس روک لیا چنانچہ آپ نے تین ماہ وہاں رہ کر وہ کچھ حاصل کیا جسے اور لوگ برسوں کے بعد بھی حاصل نہیں کر سکے تھے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ آپ کو اپنی مراد سمجھتے تھے۔ فرماتے ہیں:

"جب فقیر کے شیخ طریقت خواجہ امکنگی علیہ الرحمہ نے فقیر کو ہندوستان جانے کا حکم دیا تو خود کو اس سفر کے لائق نہ دیکھتے ہوئے فقیر نے کچھ پس و پیش کیا۔ خواجہ موصوف نے استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ ایک شاخ پہ طوطا بیٹھا ہے۔ دل میں یہ خیال آیا، اگر یہ طوطا شاخ سے اُڑ کر ہاتھ پر آبیٹھے تو اس سفر میں کچھ سہولت ہو جائے، معاً وہ طوطا اُڑ کر فقیر کے ہاتھ پر آبیٹھا۔ فقیر نے اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور اس نے فقیر کے منہ میں شکر ڈالی، اس خواب کی تعبیر خواجہ موصوف نے یہ فرمائی کہ طوطا ہندوستانی پرندہ ہے۔ ہندوستان میں تمہارے دامن سے ایک ایسا عزیز وابستہ ہوگا جس سے عالم منور ہوگا اور تم بھی اس سے مستفیض ہوگے"۔ (زبدۃ المقامات صفحہ 190)

حضرت خواجہ کی تعلیم و تربیت کے فیضان نے آپ کو ملت اسلامیہ کا پاسبان بنادیا۔ آپ نے اپنی جرأت و استقامت سے اکبری و جہانگیری طوفانوں کے رُخ موڑ دیے اور کفرستان ہند میں اسلام کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا۔ اس بات پر مورخین کرام کا اجماع ہے کہ اگر آپ کی ذاتِ مقدسہ سرزمین ہند میں جلوہ افروز نہ ہوتی تو دین الٰہی کی تاریکی اسلام کے اجالوں کو چاٹ جاتی۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمہ نے کیا خوب لکھا:

آج جو مساجد میں اذانیں دی جا رہی ہیں، مدارس سے قال اللہ تعالیٰ و قال رسول اللہ کی دل نواز صدائیں بلند ہو رہی ہیں اور خانقاہوں میں جو ذکر و فکر ہو رہا ہے اور قلب و روح کی گہرائیوں سے جو اللہ کی یاد کی جاتی ہے یا لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگائی جاتی ہیں ان سب کی گردنوں پر حضرت مجدد کا بارِ منت ہے۔ اگر حضرت مجدد اس الحاد و ارتداد کے اکبری دور میں اس کے خلاف جہاد نہ فرماتے اور وہ عظیم تجدیدی کارنامہ انجام نہ دیتے تو نہ مساجد میں اذانیں ہوتیں، نہ مدارس دینیہ میں قرآن، حدیث، فقہ اور باقی علوم کا درس ہوتا اور نہ خانقاہوں میں سالکین و ذاکرین اللہ اللہ کے روح افزا ذکر سے زمزمہ سنج ہوتے۔ الا ماشاء اللہ"۔ (سیرت مجدد الف ثانی، تقدیم، ص:10)

آپ قیومیت کے منصب پر فائز ہوئے، قطب الارشاد اور مجدد الف ثانی کے مقام پر پہنچے، ہندوستان اور دیگر بلاد اسلامیہ میں

آپ کا فیض ابر رحمت کی طرح برسا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار ظاہری وباطنی خوبیوں سے مزین فرمایا تھا۔

لیس علی اللہ بمستنکر
ان یجمع العالم فی واحد

ذیل کی سطور میں ہم آپ کے مختلف اوصاف وخصائل کا ذکر کرتے ہیں جنھیں پڑھ کر دل کے نہاں خانے سے یہ آواز نکلے گی:

اور بے مثال کی ہے مثال وہ حسن
خوبیٔ یار کا جواب کہاں

علم و فضل:

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ علم وفضل میں اپنی مثال آپ تھے۔ حافظ قرآن تھے، اسرار قرآنی پر زبردست عبور حاصل تھا، حروف مقطعات سے واقف تھے، فہم متشابہات سے مالا مال تھے۔

(حضرات القدس ص:68/2)

علم حدیث میں بہت بلند مقام حاصل تھا۔ خود فرماتے ہیں کہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے مجھے طبقۂ محدثین میں شامل کر لیا گیا ہو۔

(زبدۃ المقامات، صفحہ 130)

مسائل فقہ میں پورے طور پر مستحضر تھے اور اصول فقہ میں بھی بہت زیادہ مہارت رکھتے تھے۔ (زبدۃ المقامات)۔ علم کلام میں تو مجتہد تھے۔ فرماتے ہیں: مجھے توسط حال ایک رات جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم علم کلام کے ایک مجتہد ہو۔ اس وقت سے مسائل کلامیہ میں میری رائے خاص اور میرا علم مخصوص ہے۔

(مبدا ومعاد شریف)

آپ نے "شاهق الجبل" جیسے مسائل اپنے بصیرت افروز اجتہاد سے حل فرمائے اور بھی اجتہادات کلامیہ، مکتوبات شریفہ کے صفحات میں بکھرے پڑے ہیں۔ آپ کے خلیفہ حضرت علامہ ہاشم کشمی علیہ الرحمہ نے ارادہ بھی کیا کہ آپ کے اجتہادات کو اکٹھا کیا جائے۔

(زبدۃ المقامات صفحہ 355)

آپ کو آسمانوں کا علم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عطا فرمایا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے علم لدنی سے نوازا (ایضا)۔

آپ کو علم سے خصوصی لگاؤ تھا۔ طلب علم کو صوفیانہ مجاہدات پر ترجیح دیتے تھے۔ مولانا بدر الدین سے فرمایا کرتے: سبق لاؤ اور پڑھو۔ جاہل صوفی تو شیطان کا مسخرہ ہوتا ہے۔ (حضرات القدس ص:97)

آپ نے خود علم کی تلاش میں دور دراز کا سفر اختیار کیا۔ آگرے میں فیضی و ابوالفضل جیسے علما آپ کے علم وفضل کا لوہا مانتے تھے۔ علامہ ہاشم کشمی علیہ الرحمہ نے ایک واقعہ لکھا ہے:

"ایک دن حضرت مجددی ابوالفیض کے گھر آئے۔ وہ غیر منقوط تفسیر لکھنے میں مصروف تھا۔ جب اس نے آپ کو دیکھا تو خوش ہوا اور کہا آپ خوب تشریف لائے۔ تفسیر میں ایک مقام آیا کہ اس کی تفسیر وتاویل غیر منقوطہ الفاظ کے ذریعے مشکل ہوگئی۔ میں نے بہت دماغ سوزی کی لیکن دل پسند عبارت دستیاب نہیں ہوئی۔ حضرت مجدد نے گو کہ بے نقطہ عبارت کی مشق نہیں کی تھی لیکن کمال بلاغت کے ساتھ مطالب کثیرہ پر مشتمل ایک صفحہ لکھ دیا، جس سے وہ حیرت میں پڑ گیا۔" (زبدۃ المقامات، صفحہ 164)

ایک فاضل مکرم نے حضرت مجدد کے کلمات طیبہ کے متعلق اہل زمانہ کے قیل وقال کو سنا تو کہا: حقیقت ہے کہ اس زمانہ کے لوگوں کے مزاج اور ان کی فطرت ان بزرگوار کے حقائق ودقائق کو سمجھنے کے لائق نہیں ہے۔ ان عزیز کو چاہیے تھا کہ اگلے زمانہ میں ہوتے کہ لوگ ان کے کلام کی قدر جانتے اور متاخرین ان کے کلام کو کتاب میں بطور استشہاد کے بیان کرتے۔ (زبدۃ المقامات، صفحہ 296)

فکر وعرفان:

حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے جو آپ کو "عرفان کا مجتہد اعظم" قرار دیا ہے۔ آپ کے رشحات قلم کا مطالعہ کرنے سے اس کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ آپ نے تصوف کے میدان میں ایسے فکر وعرفان کا اظہار کیا جس کی مثال پہلے نہیں ملتی۔ فکر وعرفان کی ان جولانیوں کے بارے میں خود لکھتے ہیں:

"حق جل سلطانہ کے انعامات کے متعلق کیا لکھا جائے اور کس طرح شکر ادا کیا جائے، جن علوم ومعارف کا فیضان خداوند جل شانہ کی توفیق سے ہوتا ہے، ان میں سے اکثر قید تحریر میں آتے ہیں اور اہل نا اہل کے کانوں تک پہنچتے ہیں، لیکن جو اسرار ودقائق ممتاز ہیں ان کا ایک شمہ بھی ظاہر نہیں کیا جا سکتا، بلکہ رمز واشارہ کے ذریعے بھی

ان کے متعلق بات نہیں ہو سکتی، بلکہ اپنے عزیز ترین فرزند (جو اس فقیر کے معارف کا مجموعہ اور مقامات سلوک کا نسخہ ہیں) کے سامنے بھی ان اسرار کی باریکیوں کا ذکر نہیں کرتا۔ معانی کی باریکیاں زبان کو پکڑتی ہیں اور اسرار کی لطافت لب کو بند کرتی ہے ویضیق صدری وینطق لسانی. (زبدۃ المقامات، صفحہ 303)

یہ حقیقت ہے کہ آپ نے مقام وجود و شہود کے متعلق جو معارف بیان فرمائے ہیں، آپ کا ہی حصہ ہیں۔ علامہ بدرالدین سرہندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"تعین وجودی کہ جس کے متعلق آج تک کسی عارف نے لب کشائی نہیں کی تھی، آپ پر ظاہر کیا گیا اور اس عالی مقام کے اسرار و برکات سے آپ کو ممتاز فرمایا گیا، جیسے دفتر سوم کے مکتوب 89 میں تفصیل آئی ہے۔" (حضرات القدس، جلد دوم، ص:82)

اسی طرح عین الیقین اور حق الیقین کے متعلق فرماتے ہیں:

"یہ فقیر کیا کہے اور اگر کہے تو کون سمجھ سکے اور کیا حاصل کر سکے، یہ معارف احاطہ ولایت سے خارج ہیں اور علمائے ظاہر کی طرح ارباب ولایت بھی ان کو سمجھنے سے قاصر و عاجز ہیں۔ یہ علوم انوار نبوت کی مشکوٰۃ سے ماخوذ ہیں کہ دوسرے ہزار سال والی عبدی بیعت اور وراثت کی وجہ سے تازہ ہوئے ہیں۔ (مکتوبات 2/4)

ذَالِكَ فَضْلُ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاء

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

دین اسلام کا دارو مدار محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ یہ جذبہ نہیں تو بقول اقبال سب کچھ "بت کدۂ تصورات" میں ڈھل جاتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کیجیے، ہر پہلو اس جذبے سے سرشار دکھائی دے گا۔ فرماتے ہیں:

ایک وقت درویشوں کی جماعت بیٹھی تھی۔ اس فقیر نے اپنی محبت کی بنا پر جو آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں سے ہے، ان سے اس طرح کہا کہ آں سرور وہ کیسے ہیں؟ میں نے کہا کہ میں ان کے باطنی احوال کیا بیان کر سکتا ہوں، البتہ یہ کہ سکتا ہوں کہ ظاہر و غائب میں جس طرح وہ سنت اور اس کی باریکیوں کی رعایت فرماتے ہیں، اگر اس زمانے کے تمام مشائخ بھی جمع ہو جائیں تو اس کا دسواں حصہ بھی ادا نہیں کر سکتے۔ شیخ فضل اللہ علیہ الرحمہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ جو کچھ اسرار حقیقت یہ قطب الاقطاب فرماتے ہیں اور لکھتے ہیں وہ سب صحیح اور حقیقی ہیں، اور وہ اس معاملے میں بالکل سچے ہیں اور متحقق بھی ہیں، کیونکہ قول کی سچائی اور حال کی بلندی محض حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال اتباع کی وجہ سے ہوتی ہے۔"

(حضرت القدس ص:62، جلد دوم)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ خود فرماتے ہیں:

ہم نے خود کو شریعت میں ڈال دیا ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن سنت کی خدمت میں قائم ہیں۔

(حضرات القدس ص:170)

احتیاط و تقوی:

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ تمام امور شریعہ میں از حد احتیاط و تقویٰ کو ملحوظ خاطر رکھتے تھے مثلاً آپ کے وضو کرنے کا طریقہ ہی پڑھا جائے تو حیرت ہوتی ہے کہ اتنی احتیاط اور تقویٰ فقط آپ کو شایاں ہے۔ آپ کی نماز آپ کی کرامت تصور کی جاتی تھی۔ اس لیے کہ آپ نماز کے فرائض واجبات، سنن و مستحبات کو نہایت احتیاط و تقویٰ سے ادا فرماتے تھے۔ مولانا بدرالدین سرہندی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"میں آپ کی نماز دیکھ کر بے اختیار ہو جاتا اور یقین رکھتا تھا کہ آپ ہمیشہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھتے ہیں اور اسی طریقے کے مطابق آپ نماز ادا کرتے ہیں اور یوں تو اس حقیر نے دوسرے علما و مشائخ کو بھی دیکھا ہے لیکن ایسی نماز کسی کی نہیں دیکھی۔"

فرماتے ہیں کہ:

"اسی لیے یہ حقیر بلکہ ایک کثیر جماعت آپ کی نماز ہی کی وجہ سے آپ کی معتقد ہوئی تھی۔" (حضرات القدس ص:99/جلد دوم)

آپ کا ارشاد ہے: "لوگ ریاضت و مجاہدات کی ہوس کرتے ہیں حالانکہ کوئی ریاضت و مجاہدہ آداب نماز کی رعایت کے برابر نہیں"، نیز فرمایا کہ "بہت سے ریاضت کرنے والے اور متورع کو دیکھا جاتا ہے کہ رعایتوں اور احتیاط میں مشغول ہیں لیکن آداب نماز میں سستی برتتے ہیں۔" (زبدۃ المقامات، صفحہ 288)

زکوۃ کی ادائیگی میں یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی آمدنی اور نذر آتی تو آپ سال کو ختم ہونے کا انتظار نہ فرماتے بلکہ رقم کے آتے ہی فورا حساب کر کے زکوۃ ادا کر دیتے تھے۔ (حضرات القدس، ص:99/ج2)

دیگر مسائل و احکام میں بھی احتیاط و تقویٰ آپ کا شعار تھا؛ مثلاً رفع سبابہ کے متعلق فرماتے ہیں: "حنفیہ سے بھی بعض روایات اس کے جواز کے متعلق منقول ہیں، لیکن جب اچھی طرح تلاش اور جستجو کی گئی تو احوط اور مفتی بہ اس کا ترک معلوم ہوا کہ بہت سے علمانے حرام و مکروہ بھی کہا ہے اور جب کوئی امر حلت اور حرمت کے درمیان دائر ہو تو اس کا ترک اولیٰ ہے۔"

اور کبھی احتیاطاً نوافل میں احتمال سنت کی بنا پر یہ عمل کر لیا کرتے تھے۔ (زبدۃ المقامات صفحہ 289)

اور نماز جمعہ کے بعد ظہر کے فرض کو چار سنت کے بعد آخر ظہر کی نیت سے احتیاطاً ادا فرماتے کہ بعض فقہا کے قول کے مطابق شرائط جمعہ نہیں پائی جاتیں۔ (حضرات القدس، ص:93/ج2)

نماز کی امامت خود کراتے کہ سورہ فاتحہ پڑھی جائے گی اور فقہائے شافعیہ و مالکیہ کے مذہب پر بھی عمل ہو جائے گا۔ (زبدۃ المقامات)

ذوق عبادت:

آپ بہت بڑے عبادت گزار ریاضت پسند تھے۔ علامہ بدر الدین سرہندی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

"ایک امیر وقت کو حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے معاملے میں کچھ تردد ہوا۔ اس نے وقت کے قاضی القضاۃ (جو آپ کا ارادت مند تھا) سے دریافت کیا کہ اس طائفے کے باطنی احوال ہمارے ادراک و فہم سے باہر ہیں۔ البتہ اس قدر جانتا ہوں کہ آپ کے احوال و اطوار کو دیکھ کر متقدمین اولیا کے احوال و اطوار کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ہم نے جب اگلے وقتوں کے بزرگوں کا حال کتابوں میں پڑھا تھا تو دل میں یہ خیال گزرا تھا کہ ان کی سخت ریاضتوں اور عبادتوں کا ذکر ان کے مریدوں نے مبالغے سے کیا ہو گا لیکن اب جو ہم نے حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو دیکھا تو تردد جاتا رہا بلکہ ان بزرگوں کے احوال لکھنے والوں سے ہم کو شکایت ہے کہ انھوں نے کم لکھا ہے"۔ (حضرات القدس ص:23/2)

آپ فرماتے ہیں: "شرم آتی ہے کہ انفرادی نماز میں قوت و استطاعت کے باوجود رکوع و سجود میں کم تسبیحات پڑھی جائیں۔
(حضرات القدس، ص:23/2)

مجاھدہ:

شہزادہ دارا شکوہ آپ کے بارے میں لکھتا ہے:

"متاخرین میں آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ آپ صاحب مجاہدہ درویش تھے"۔ (سفینۃ الاولیا، ص:233)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ بہت کم کھاتے۔ کھانے کے وقت دیکھا گیا کہ اکثر وقت درویشوں، عزیزوں اور خادموں میں کھانا تقسیم کرنے میں گزر جاتا اور اس اثنا میں کبھی تین انگلیوں سے کوئی نوالہ لے لیتے اور کبھی طبق پر ہاتھ پہنچا کر منہ پر رکھ لیتے اور صرف ذائقہ چکھ لیتے۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا کہ آپ کو کھانے کی حاجت نہیں ہے محض اس لیے کھاتے ہیں کہ کھانا سنت ہے۔ انبیائے کرام نے کھانا ترک نہیں فرمایا۔ (حضرات القدس میں:90/2)

آپ کے مجاہدات سنت مطہرہ کے مطابق ہوا کرتے تھے۔ ہمیشہ عزیمت پر عمل فرماتے۔ آپ فرماتے ہیں:

"سالک اتباع جس قدر شریعت میں راسخ اور ثابت قدم ہوگا، اسی قدر ہوائے نفس سے زیادہ دور ہوگا۔ پس نفس امارہ پر شریعت اور امر و نہی کے بجالانے سے زیادہ دشوار کوئی چیز نہیں۔
(مکتوب 221، دفتر اول)

شانِ تمکین:

حضرت علامہ ہاشم کشمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"آپ کی صحبت اکثر خاموشی کی حالت میں گزرتی اور کبھی مسلمانوں کے عیب اور غیبت کا ذکر نہیں ہوتا تھا۔ آپ کے ساتھیوں کو آپ کی ہیبت، بہت زیادہ ادب اور خشوع کی حالت میں رکھتی تھی اور ان کو کھلنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ آپ کی تمکین اس درجہ کی تھی کہ ان عظیم احوال کے وارد ہونے کے باوجود تلوین کے آثار آپ پر نمودار نہیں ہوتے تھے۔ شور، چیخ بلکہ بلند آواز سے آہ بھی ظاہر نہیں ہوتی تھی۔ دو سال کی مدت تک بندہ حاضرِ خدمت رہا لیکن اس مدت میں تین چار بار دیکھا گیا کہ آنسو کے قطرے چہرۂ مبارک پر گرے اور اس کے علاوہ تین چار بار معارف عالیہ بیان کرتے وقت آپ کے چشم و رخسار میں سرخی اور دونوں مبارک گالوں پر حرارت کا پسینہ دکھائی دیا۔" (زبدۃ المقامات، صفحہ 282) (جاری)

خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے علمی آثار

از: محمد طفیل احمد مصباحی

پروفیسر خلیق انجم صاحب آپ کی شاعرانہ حیثیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں :

حضرت خواجہ بندہ نواز فارسی کے بڑے اچھے شاعر تھے۔ ان کا فارسی دیوان گلبرگہ سے شائع ہو چکا ہے۔ دکنی میں بھی شعر کہا کرتے تھے۔ ان کی ایک نظم "چکی نامہ" ادارہ ادبیات اردو میں موجود ہے، جس کی نقل میرے کرم فرما جناب محی الدین صاحب قادری زور نے میری درخواست پر ارسال فرمائی ہے۔ اس نظم کے علاوہ بھی کچھ کلام ملتا ہے۔ میں نے تمام دکنی کلام کو یکجا کر دیا ہے۔ حضرت کا فارسی میں کوئی خاص تخلص نہیں تھا........القاب اور کنیت کے ساتھ ان کا پورا نام "صدر الدین ابوالفتح سید محمد حسینی گیسو دراز" تھا۔ ان میں جو مناسب سمجھا، مقطع میں استعمال کر لیا اور ایک غزل کے مقطع میں یہ سب الفاظ (اسما) جمع کر دیے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں :

اے ابوالفتح محمد صدرِ دیں گیسو دراز
مختصر کن چند نالے قصۂ خود گرد آر

لیکن اس کے برعکس دکنی شاعری میں ان کا تخلص "شہباز" تھا۔ آپ کا دکنی کلام یا تو بیماریوں کے علاج کے مختلف طریقوں پر مشتمل ہے یا پھر صوفیانہ ہے۔ (مقدمہ معراج العاشقین، مرتبہ: خلیق انجم، ص:84، ناشر: مکتبہ شاہراہ، اردو بازار، دہلی)

حضرت خواجہ بندہ نواز چوں کہ "ہر فن مولیٰ" واقع ہوئے تھے، اس لیے آپ کے اندر شعر و سخن کا ملکہ بھی موجود تھا، لیکن اس فن سے آپ کو زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔ ہاں! جب کبھی شاعری کی طرف طبیعت کا میلان ہوتا اور جذبۂ عشق صادق سے مغلوب الحال ہو جاتے تو غزلیہ اشعار زبان پر مچلنے لگتے اور نہایت قادر الکلامی کے ساتھ اشعار موزوں فرماتے۔ آپ کے فارسی مجموعۂ غزلیات "انیس العشاق" کے نام سے موسوم ہے، جس میں کُل 327/غزلیات، 26/اشعار کی ایک مثنوی اور 9/رباعیات ہیں۔ آپ کی فارسی و دکنی شاعری زبان و ادب کا ایک بیش قیمت سرمایہ ہے۔ آپ کی شاعرانہ حیثیت، ادبی مہارت اور آپ کے فارسی و دکنی کلام کے ادبی و فنی محاسن پر پی. ایچ. ڈی. کی جا سکتی ہے۔ اللہ کرے کوئی نیک بندہ سامنے آئے اور اس مرحلۂ شوق کی تکمیل فرمائے۔

"اس مرحلۂ شوق کی تکمیل ہو یا رب"

دیوان کا آغاز حمدِ الٰہی سے ہوتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے عربی زبان میں ایک کلام ہے، جو حمد و نعت اور منقبتِ خلفائے راشدین پر مشتمل ہے۔ بعد ازاں آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کی منقبت ہے۔ اس کے بعد حروفِ تہجی کے اعتبار سے غزلیہ کلام کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ راقم الحروف کا مقصد آپ کے کلام کا تجزیہ کرنا نہیں، بلکہ بحیثیت شاعر آپ کا تعارف کرانا اور نمونۂ کلام پیش کرنا ہے۔ چند نمونۂ کلام ملاحظہ کریں :

تعالیٰ اللہ عن قیل و قال
و عن حد و رسم والمثال
قریب ذاته من کل شیئ
و لٰکن لیس یوصف باتصال
بعید ذاته ایضاً و لٰکن
بلا وصف التفرق و انفصال
تنزه عن مکان حال منه
و لا یوجد مکان عنه خال
صلوٰة و السلام علی رسول
حمید احمد حسن الخصال
کریم ، راحم ، برّ ، رؤف
شریف ، شافع اهل الضلال

tufailmisbahi@gmail.com

علیٰ اصحابِہ تسلیم عبد
ذلیل خاضع ذی الابتذال
(انیس العشاق، ص:5، مطبوعہ: گلبرگہ)

اے خداوندے کہ از جودش جہانے را وجود
اے خداوندے کہ از بودش ہمہ عالم بہ بود
اے خداوندے کہ او ذاتِ عالم را محیط
عالم و آدم ہم از وے یافتہ یک یک شہود
اے خداوندے کہ عینِ مابعین العین است عیاں
اے ابو الفتح ! او بیاید عین ما را در ربود
(انیس العشاق، ص:6، مطبوعہ: گلبرگہ شریف)

خواجہ بندہ نواز کو حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ سے بے پناہ عقیدت تھی۔ ان کی ایک مقبول ترین غزل کا مطلع ہے :

منزلِ عشق از جہانِ دیگر است
مردِ معنیٰ رانشانِ دیگر است

اسی غزل کی طرز پر اسی بحر اور ردیف و قافیہ میں خواجہ بندہ نواز کی بھی ایک غزل "انیس العشاق" میں موجود ہے۔ ضیافتِ طبع کے لیے دو اشعار نذرِ قارئین ہیں:

مردِ معنی از جہانِ دیگر است
گوہرِ لعلش ز کانِ دیگر است
کُشتگانِ غمزۂ عشاق را
ہر زماں از لطف جانِ دیگر است

علاوہ ازیں مندرجہ ذیل اشعار سلاست و روانی، نفاست و برجستگی اور وارفتگی و شیفتگی کا بے مثل نمونہ ہیں :

صباحے ، دلربائے ، مرحبائے
مبارک مطلعِ میموں لقائے
لبِ میگوں او یارب چہ لعلے است
کہ ہر دم می چکد از وے صفائے
اگر تو پند گوئی نیک خواہی
مزیدِ درد ما را کن صفائے
بخواں الحمد و بر دل زن بفرما
مبادا دردِ ایں دل را دوائے
ہمیشہ بودہ ام معشوقِ خوباں
کنوں عاشق شدم دیدم بلائے
نمی خواہد خداوندا محمد
کہ بیند عشقِ خود را انتہائے

آپ کی دکنی شاعری میں "چکی نامہ" خاصی مشہور نظم ہے، نمونے کے طور اس کے بھی چند اشعار ملاحظہ فرمائیں :

دیکھو واجب تن کی چکی
پیو چا تر ہو کے سکی
سوکن ابلیس کھنچ کھنچ تھکی
کے یا بسم اللہ ہو ھو ھو اللہ

الف اللہ اس کا دستا
میانے محمد ہو کو بستا
پہنچی طلب یوں کو دستا
کے یا بسم اللہ ھو ھو اللہ
(دیباچہ معراج العاشقین، مرتبہ: خلیق انجم، ص:86)

"معراج العاشقین" اردو کی پہلی تصنیف :

خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے اکثر کتب و رسائل فارسی زبان میں ہیں اور بعض عربی میں۔ لیکن "معراج العاشقین" آپ کا تحریر کردہ وہ واحد رسالہ ہے، جسے آپ نے اردو زبان میں تحریر فرمایا ہے اور یہ اردو زبان کی سب سے پہلی کتاب تسلیم کی جاتی ہے۔ خواجہ بندہ نواز کی طرف اس کے انتساب کو اگرچہ بعض محققین شبہات کی نظر سے دیکھتے ہیں، لیکن حقیقت یہی ہے کہ یہ آپ کی تصنیف ہے اور اردو زبان کی پہلی باضابطہ تصنیف ہے اور چوں کہ یہ اردو زبان میں لکھی گئی پہلی تصنیف ہے، اس لیے اردو کے بڑے بڑے محققین و ناقدین نے اپنی عنانِ تحقیق و تنقید اس کی جانب مبذول کی ہے۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق، پروفیسر گوپی چند نارنگ اور پروفیسر خلیق انجم کی تصحیح و تصویب اور تحقیق و ترتیب کے ساتھ یہ متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔

بابائے اردو مولوی عبدالحق لکھتے ہیں :

حضرت گیسو دراز صاحبِ تصانیفِ کثیرہ تھے۔ آپ کی کتابیں زیادہ تر فارسی میں ہیں اور بعض عربی میں۔ یہ بھی مشہور ہے کہ انھوں نے عام لوگوں کی تلقین (اصلاح و ہدایت) کے لیے بعض رسالے اپنی زبان (دکنی) میں بھی لکھے۔ ان کا ایک رسالہ "معراج

العاشقین" میں مرتب کر کے شائع کر چکا ہوں۔ اس کا سنِ کتابت 906ہجری ہے۔ (اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا کام، ص:23 مطبوعہ: انجمن ترقی اردو، کراچی، پاکستان)

اردو زبان کے قدیم کتب ورسائل ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ لیکن خواجہ بندہ نواز کی "معراج العاشقین" کو اس لیے اہمیت وفوقیت حاصل ہے کہ یہ اردو کے پہلے مصنف اور پہلے نثر نگار کی پہلی اردو تصنیف ہے۔ اس کی نثر اردو نثر کا اولین نمونہ سمجھی جاتی ہے۔ اس کتاب کے بعد ہی سے اردو نثر نگاری اور اردو کتب نویسی کا باضابطہ آغاز ہوتا ہے۔ ڈاکٹر سید مبارز الدین رفعت اپنے تحقیقی مضمون "شکارنامہ" میں لکھتے ہیں:

گلبرگہ کو تنہا یہی شرف حاصل نہیں کہ وہ ایک قدیم تاریخی مقام ہے اور دکن کی پہلی اسلامی ریاست کا صدر مقام رہا ہے، اس کی خاک میں مختلف مذاہب کے بڑے بڑے پیشوا آسودۂ خاک ہیں۔ بلکہ اس سرزمین کو یہ بھی افتخار حاصل ہے کہ اسی سرزمین پر اردو نے پہلی بار عام بول چال کی زبان سے بڑھ کر ادبی روپ اختیار کیا اور اسی کی گود میں اردو کا اولین نثر نگار (خواجہ بندہ نواز گیسو دراز) آسودۂ خاک ہے۔ حضرت مخدوم ابوالفتح صدر الدین سید محمد حسینی خواجہ گیسو دراز بندہ نواز کو ہم سب ایک ولی کامل اور ایک ہادی اعظم کی حیثیت سے جانتے اور مانتے ہیں۔ اکثر لوگوں کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ وہ بہت بڑے عالم دین اور عربی وفارسی زبانوں کئی بلند پایہ کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ لیکن کم ہی لوگوں کو یہ بات معلوم ہوگی کہ آپ نے اردو زبان میں بھی کئی رسالے تصنیف فرمائے ہیں اور آپ کے لکھے ہوئے یہی رسالے اردو نثر کے اولین نمونے سمجھے جاتے ہیں۔ اردو زبان کے لیے یہ بڑی فالِ نیک رہی کہ آج سے تقریباً چھ سو سال پہلے اس کی ادبی نثر کی ابتدا خواجۂ دکن جیسی مطہر اور مقدس ہستی کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی۔ یہ آپ ہی جیسے ولی کامل کے پاس انفاس کی برکت کا نتیجہ رہا کہ یہ زبان آگے چل کر خوب پھلی پھولی اور ہندوستان کی زبانوں میں اسے ایک اونچا اور باعزت مقام حاصل ہوا۔

(ماہنامہ شہباز، گلبرگہ شریف، جنوری وفروری 1962ء، ص:9)

اردو کی پہلی کتاب اور اردو نثر کا ابتدائی نمونہ ہونے کی وجہ سے "معراج العاشقین" کو لسانی حیثیت سے اردو کی اہم ترین کتاب مانی گئی ہے۔ اسی اہمیت وقدامت کے سبب یہ کتاب عرصۂ دراز سے دہلی یونیورسٹی اور پنجاب یونیورسٹی کے نصاب میں شامل ہے۔ اس کتاب کا موضوع تصوف ہے اور اس میں تصوف کا بنیادی نظریہ پانچ تن یعنی واجب الوجود، ممکن الوجود، عارف الوجود، ذکرِ جلی اور ذکرِ الٰہی پر خصوصیت کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ جناب مشتاق فاروق (ریسرچ اسکالر یونیورسٹی آف حیدرآباد، تلنگانہ) اپنے مضمون میں لکھتے ہیں:

اردو زبان و ادب کی تاریخ میں ہنوز "معراج العاشقین" اردو کی قدیم ترین نثری تصنیف مانی جاتی ہے۔ اس کتاب کے مصنف دکن کے مشہور ومعروف اور بلند پایہ صوفی بزرگ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز ہیں۔ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کو عربی، فارسی اور دکنی زبان پر کافی دسترس حاصل تھی۔ انہوں نے کئی رسائل اور کئی کتابیں تخلیق کی ہیں۔ ان کے جملہ رسائل وکتب کی تعداد مختلف محققین نے مختلف بتائی ہے۔ لیکن ان تمام تصانیف کا موضوع تصوف، مذہب اور احکام شریعت ہے۔ لیکن ان کی تمام تصانیف میں سب سے زیادہ شہرت ومقبولت "معراج العاشقین" کو حاصل ہوئی ہے۔ یہ ایک رسالہ ہے اور تصوف اس کا بنیادی محور و مرکز ہے۔ یہ کتاب دلّی یونیورسٹی اور پنجاب یونیورسٹی کے نصاب میں بہت عرصے سے شامل ہے، جس سے اس کتاب کی اہمیت وافادیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس رسالے میں قرآن و احادیث کے ذریعے مسلک تصوف کو بہتر طور پر سمجھانے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ تصوف کے ایک مخصوص نظریہ پانچ تن یعنی واجب الوجود، ممکن الوجود، عارف الوجود، ذکر جلی اور ذکر حق کے ذریعے ایک انسان کس طرح واجب الوجود تک رسائی حاصل کرسکتا ہے۔ "معراج العاشقین" اردو کی پہلی نثری کتاب تسلیم کی جاتی ہے۔ اسے سب سے پہلے مولوی عبد الحق نے مرتب کر کے مع مقدمہ 1343ھ مطابق 1927ء میں دو قلمی نسخوں کی مدد سے شائع کیا ہے۔

بہرکیف! اس مختصر سے مقالے میں "معراج العاشقین" پر تفصیلی روشنی ڈالنا ممکن نہیں، مقصد صرف تعارف پیش کرنا ہے۔ یہاں نمونے کے طور پر کتاب کے آغاز و اختتام کی عبارت پیش کی جاتی ہے، تاکہ کتاب میں موجود اردو کے اولین نثری نمونے کا اندازہ ہوسکے۔

نمونۂ نثر:

(الف) قال نبی علیہ السلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم): کہے انسان کے بوجنے کوں پانچہ تن۔ ہر ایک تن کوں پانچ دروازے ہیں۔ ہور پانچ دروازے ہیں۔ پیلا تن: واجب الوجود، مقام اس کا شیطانی۔

نفس اس کا امارہ یعنی واجب کے آنک سوں غیر نہ دیکھنا سو۔ حرص کے کان سوں غیر نہ سنا سو۔ حسد تک سوں بد بوئی نہ لینا سو۔ بغض کے زبان سوں بد بوئی نہ لینا سو۔ کینا کے شہوت کوں غیر جا کا خرچنا سو۔ پیر طبیب کامل ہونا نبض پچھان کو دوا دینا۔

طبیبِ عشق راد دّکان کدام است
علاجِ جاں کند او راچہ نام است

پیر منع کئے سو پرہیز کرنا۔ مراقبہ کی گولی مشاہدے کے کانسے میں میکائیل کے مدد کے پانی سوں۔ جلی کا کاڑا کر کو پیلانا۔ سگن کا کاڑا دینا۔ نرگن ہوا تو شفا پاوے گا۔ طبیب فرمائے، تیوں پر ہیز کرے۔

(ب) قال نبی علیہ السلام: علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ او معنا میری امت کے بوجنے سولوں گاان کے پیغمبراں اسے اچھینگے۔

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

اس کا معنی نبی جیوں بوجے بغیر نا انپڑے وطن کوں۔ اے عزیز، مریدِ صادق! اچھے پیر کے ہوا کون امر خدا ہور رسول پیدا کیا ہے۔ اپنے بوج کوں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو۔ یہی ہے نصیحت کرنے کوں۔ (معراج العاشقین، ص: 81/61، مطبوعہ: شاہراہ، اردو بازار، دہلی)

علماو مشائخ و مصنفین کے تاثرات و اعترافات:

صاحبِ مرآۃ الاسرار شیخ عبد الرحمٰن چشتی قدس سرہ (متوفیٰ: 1094ھ) لکھتے ہیں:

آں معدنِ عشق و ہمدمِ وصال، آں کلیدِ مخزنِ ذو الجلال، آں مستِ الست، نغماتِ بے ساز، محبوبِ حق حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہ بن سید یوسف الحسینی دہلوی۔ آپ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کے بزرگ ترین خلفا میں سے تھے۔ سید ہونے کے علاوہ آپ علم اور ولایت میں بھی ممتاز تھے۔ آپ شانِ رفیع، مشربِ وسیع، احوالِ قوی، ہمتِ بلند اور کلماتِ عالی کے مالک ہیں۔ مشائخ چشت کے درمیان آپ ایک خاص مشرب رکھتے ہیں۔ اسرارِ حقیقت میں آپ کا طریق مخصوص ہے۔ (مرآۃ الاسرار مترجم، ص: 975، مطبوعہ: لاہور)

مشہور محقق و مصنف مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں:

از عظمائے اولیائے حق ہیں و کبرائے مشائخ متقدمین و خلیفۂ راستین شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی است۔ جامع در میانِ سیادت و نجابت و کرامت و ولایت، شانِ رفیع و مراتبِ منیع و کلامِ عالی داشت۔ او را در مشائخ چشت اہل بہشت مشرب است خاص در بیانِ اسرارِ حقیقت و طریقے است مخصوص در بیانِ معرفت۔ (خزینۃ الاصفیاء، جلد اول، ص: 381، مطبوعہ: منشی نولکشور، کان پور)

خزینۃ الاصفیاء کی مذکورہ بالا عبارت "اخبار الاخیار" سے لی گئی ہے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے بعینہٖ یہی بات لکھی ہے اور خواجہ بندہ نواز کے فضل و کمال کا شایان شان تذکرہ کرتے ہوئے ان کی علمی جلالت اور روحانی فضل و کمال کا اعتراف کیا ہے۔ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز بلا مبالغہ بحرِ شریعت و طریقت کے غواص تھے۔ دینی علوم کا شاید ہی کوئی ایسا شعبہ ہو جو آپ کی دسترس سے باہر ہو۔ قرآن و حدیث اور تفسیر و فقہ میں مہارتِ تامہ حاصل تھی اور جہاں تک علمِ سلوک و تصوف کی بات ہے تو اس میں آپ کو درجۂ اختصاص بلکہ اجتہادی مقام حاصل تھا۔ "جوامع الکلم" میں مختلف علوم و فنون سے متعلق آپ نے ایسے ایسے دقیق مباحث اور نکات و غوامض بیان کیے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے اور آپ کی علمی مہارت کے آستانے پر جبینِ فکر و قلم سجدہ ریز ہوتی نظر آتی ہے۔ "نزہۃ الخواطر" کا یہ اقتباس ملاحظہ فرمائیں اور خواجہ بندہ نواز کی عظمت و رفعت اور بلند و بالا مقامِ علمیت کا اندازہ لگائیں:

آپ ایک بہت بڑے عالم، صوفی، عارف، قوی النفس، عظیم الہیئت اور جلیل الوقار تھے۔ شریعت و طریقت کے جامع تھے۔ بڑے متقی، پرہیزگار، عابد و زاہد اور حقائق و معارف کے سمندر میں غوطہ لگانے والے بزرگ تھے۔ فقہ، تصوف، تفسیر اور دیگر علوم و فنون کی ترویج و اشاعت میں آپ نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ (نزہۃ الخواطر)

سید صباح الدین عبد الرحمٰن لکھتے ہیں:

آپ صوفیائے کرام میں قطب الاقطاب، قامعِ بیخ کفر و بدعت، مقصودِ خلقتِ عالم، معدنِ عشق، ہمدمِ وصال، کلیدِ مخازنِ حضرت ذو الجلال، مستِ الست، نغماتِ بے ساز، محبوبِ حق وغیرہ جیسے بھاری بھرکم القاب و آداب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ حضرت سید

گیسو دراز کے عظیم المرتبت ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ جیسے جلیل القدر بزرگ بھی ان کی خدمت میں روحانی استفادہ کے لیے تشریف لائے۔(بزمِ صوفیہ ص:508/507، مطبوعہ: دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ)

وفاتِ حسرت آیات:

افسوس کہ نصف صدی سے زائد عرصے تک دعوت و تبلیغ، رشد وہدایت اور تصنیف و تالیف کی گراں خدمات انجام دینے والے اس بزرگ کا ایک سو چار سال کی عمر میں 825ھ میں وصال ہو گیا اور سلسلۂ چشتیہ کے آسمان کا یہ چمکتا دمکتا سورج پورے جاہ و جلال کے ساتھ اپنی شعائیں بکھیرنے کے بعد ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔" مخدومِ دین ودنیا" سے تاریخِ وفات برآمد ہوتی ہے، جو حقیقت پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علمی و روحانی فیوض و برکات سے ہم سب کو مالا مال فرمائے۔ آمین!!!

تعلیمات وارشادات:

بزرگانِ دین کی تعلیمات و ارشادات اور اقوال و ملفوظات، مادی و روحانی اعتبار سے بڑی اہمیت کے حامل ہوا کرتے ہیں۔ ان نفوسِ قدسیہ کی زبانِ فیض ترجمان سے ادا ہونے والے مبارک جملے، حیات بخش فقرات، نصیحت آمیز کلمات اور انقلاب آفریں الفاظ و حروف بڑے مؤثر اور دل پذیر ہوا کرتے ہیں۔ لہٰذا حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز علیہ الرحمہ کے مختصر احوال و آثار کے ذکر کے بعد آپ کے کچھ اقوال وارشادات نذرِ قارئین کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(1)- ایک بندہ حقیقت وطریقت کو شریعت کی ضد نہ سمجھے۔ بلکہ ان میں سے ہر ایک کو دوسرے کا خلاصہ تصور کرے۔ جس طرح اخروٹ کا مغز اخروٹ کے چھلکے سے بظاہر مختلف معلوم ہوتا ہے، پھر بھی مغز کا جز چھلکے میں اس طرح ملا ہوتا ہے کہ اس سے بھی تیل نکالا جاتا ہے۔ اسی طرح حقیقت و طریقت اور شریعت تینوں ایک ہی ہیں۔

(2)- رات کے وقت بستر پر انسان کو سوچنا چاہیے کہ اس نے دن میں کون کون سا کام کیا اور دن میں سوچنا چاہیے کہ رات کو کیا کیا۔ اپنے کاموں کا محاسبہ کرو۔ اگر دینی کام اور اچھے کام زیادہ کیے ہیں تو خدا کا شکر ادا کرو اور اس پر استقلال برتو اور اگر دین کے کاموں میں کچھ غفلت برتی ہے تو توبہ کرو اور جہاں تک ممکن ان کی تلافی کرو۔

(3)- اگر پیر، مرید کو نامشروع کاموں کی دعوت دیتا ہو تو مرید ایسے پیر کو چھوڑ دے، لیکن اس طرح کہ پیر کو معلوم نہ ہو کہ اس نے بداعتقادی کی وجہ سے علاحدگی اختیار کی ہے۔

(4)- جب تک ایک شخص تمام دنیاوی چیزوں سے فارغ نہ ہو جائے، راہِ سلوک میں قدم نہ رکھے۔

(5)- روزہ ارکانِ تصوف میں سے ہے۔ اس لیے صوفی کے لیے روزہ رکھنا ضروری ہے۔ روزے سے نفس مغلوب رہتا ہے اور اس میں عجب اور غرور پیدا نہیں ہوتا۔

(6)- اگر ایک سالک کمالات کے اعلیٰ درجہ پر بھی فائز ہو جائے تو بھی وہ اپنے اوراد و وظائف کے معمولات کو ترک نہ کرے۔

(7)- زوال کے وقت قیلولہ کریں، تاکہ شب بیداری میں آسانی ہو۔

(8)- سالکوں کو ہمیشہ باوضو رہنا چاہیے۔ ہر فرض نماز کے لیے تازہ وضو کرنا بہتر ہے۔ وضو کے بعد تحیۃ الوضو ادا کریں۔

(9)- دل سے ہوس کو دور کریں اور اگر دور نہ ہو تو اس کے لیے مجاہدہ و ریاضت کرتے رہیں۔

(10)- کسی بھی حال میں اپنے نام کو شہرت نہ دیں۔ بازار صرف شدید ضرورت کے وقت جائیں۔

(11)- گرسنگی و تشنگی (بھوک پیاس) اور شب بیداری کو دوست رکھیں۔

(12)- اپنے پاس لوگوں کی زیادہ آمد و رفت نہ ہونے دیں۔

(13)- نفس کی شکستگی کے لیے فاقہ ضروری ہے۔

(14)- امیروں کی صحبت سے دور و نفور رہیں۔

(15)- مصیبت کے وقت مضطر اور مضطرب نہ ہوں۔ کسی بھی حال میں نہ روئیں اور روئیں بھی تو اس لیے کہ کہیں منزلِ مقصود تک پہنچنے سے پہلے اس کو موت نہ آجائے۔

□◎◎◎◎◎□

حضرت مخدوم سید اشرف سمنانی اور لطائفِ اشرفی

مولانا محسن رضا ضیائی

حضرت سید مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی علیہ الرحمہ کا شمار اپنے وقت کے ان ممتاز صوفیا اور اولیائے کرام میں ہوتا ہے، جنہوں نے اپنی فکری، روحانی اور صوفیانہ تعلیمات سے اسلام و سنّیت کو بے پناہ فروغ دیا اور کفر و شرک میں مبتلا افراد کو تصوف و روحانیت کے ذریعہ جادۂ حق پر گامزن کیا۔ آپ اپنے عہد کے ایک متبحر عالم، مثالی صوفی، درویش کامل اور ایک خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ آپ ایک شاہانہ گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور خود خراسان کے شہر سمنان کے حکمراں تھے، لیکن دنیاوی تخت و تاج کو ٹھوکر مار کر درویشانہ اور فقیرانہ زندگی اختیار فرمائی اور تاعمر اسلام و سنّیت کی نشر و اشاعت اور قوم و ملت کی گراں بہا خدمات کا اہم فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ آپ کی حیاتِ مبارکہ کے روشن و تابناک پہلوؤں سے ظاہر ہے کہ آپ نے علم و تحقیق، وعظ و نصیحت اور تصوف و طریقت کے میدانوں میں ناقابلِ فراموش خدمات سرانجام دیں، جس سے آپ کی ہمہ جہت اور بلند قامت شخصیت کا خوب سے خوب تر اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

تصوف و روحانیت سے آپ کا گہرا ربط و تعلق تھا، اسی لیے آپ کی شخصیت پر جمالیاتِ تصوف کا پورا رنگ نمایاں اور غالب تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ کی تصانیف جہاں تاریخ تصوف کا ایک عظیم شاہ کار ہیں، وہیں متصوفانہ رنگ میں رنگی ہوئی ہیں، خاص طور سے لطائف اشرفی جس میں تصوف کے تمام اسرار و رموز، احوال و ظروف اور حقائق و معارف کا گراں مایہ خزینہ موجود ہے۔ یہ تصوف کا ایک ایسا بحرِ ذخّار ہے، جس کے ہر کنارے سے فیض و روحانیت کا منبع و سرچشمہ جاری ہے، جس سے ایک جہاں سیراب ہو رہا ہے۔ آئیے اسی خزینۂ علم و معارف "لطائف اشرفی" کا قدرے جائزہ لینے کی سعی و کوشش کرتے ہیں۔

لطائفِ اشرفی نہایت ہی علمی، تحقیقی اور مستند کتاب ہے، جو آپ کے حالاتِ زندگی، ملفوظات و ارشادات اور وقیع تعلیمات کا ایک عطر بیز مجموعہ ہے، جسے آپ کے مرید و خلیفہ حضرت نظام الدین یمنی المعروف نظام حاجی غریب یمنی رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کیا، جو تیس سال تک آپ کی خدمتِ بابرکت میں رہے اور آپ کے سنہری اقوال و ارشادات کو جمع و ترتیب دینے کے بعد آپ کی خدمت اقدس میں پیش کیا، جس کی آپ نے اصلاح و تصحیح فرمائی، بعد ازاں یہ مستقل طور پر کتابی شکل میں منصۂ شہود پر جلوہ بار ہوئی۔ یہ کتاب دو بار طبع ہو چکی ہے، پہلی بار مجددِ سلسلۂ اشرفیہ اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ نے 1295ھ میں مطبع نصرت المطابع دہلی سے طبع فرمایا اور دوسری بار 1298ھ میں دو جلد اسی مطبع سے شائع ہوئی ہے۔

یہ فارسی زبان میں ہونے کی وجہ سے قدرے مشکل تھی، جس سے ہر کہ و مہ کا استفادہ کرنا ممکن نہیں تھا، لہٰذا اردو زبان کی افادیت کے پیشِ نظر اس کا اردو ترجمہ کئی ایک مترجمین کی محنتوں اور کوششوں سے منظر عام پر آچکا ہے۔ اردو میں یہ تین جلدوں پر مشتمل ہے، اس میں ایک مقدمہ اور ساٹھ لطائف ہیں، جن میں سے ہر لطیفہ تصوف و طریقت، علوم و حکمت اور حیرت انگیز معلومات کے لحاظ سے اپنی ایک خصوصیت و معنویت رکھتا ہے۔ آپ نے مختلف عنوانات اور بیش بہا موضوعات پر سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے اور جہاں عقائد و اعمال کو سنوارنے پر زور دیا ہے وہیں تصوف کے سالکین و طالبین کو تزکیہ و تربیت کی ترغیب و تشویق بھی دلائی ہے۔ اس کے علاوہ قرآن و احادیث، صحابہ و تابعین، ائمہ و سلف صالحین کے اقوال و ارشادات اور واقعات و حکایات کو بڑی اثر آفرینی اور خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کیا ہے، مزید تصوف و طریقت کے روحانی اقدار اور اس کی بیش قیمتی

استاذ: شعبۂ عربی و فارسی (دی دکن مسلم انسٹی ٹیوٹ، کیمپ، پونے

اصطلاحات کو بھی نہایت ہی نزاکت و باریکی اور لطافت و عمدگی کے ساتھ جس طرح ذکر کیا ہے، وہ قاری کے ذہن و دماغ پر اپنے انمٹ اور گہرے نقوش چھوڑتی ہیں۔

اس کتاب کے بارے میں مزید جاننے کے لیے لطائف اشرفی کے دیباچہ سے ڈاکٹر خضر نوشاہی صاحب کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں، آپ لکھتے ہیں:

اس میں کہیں تصوف کی اصطلاحات ہیں، کہیں ذکر و فکر کی تفصیلات ہیں، کہیں صوفیانہ غوامض پر مباحث ہیں، کہیں صوفیائے کرام کے مختلف خانوادوں کی مختصر تاریخ، کہیں نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم، آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین، ائمۂ کبار اور صوفیا کے حالات ہیں اور کہیں صوفی شعرا پر دل چسپ تبصرہ ہے۔ غرض اسے تصوف کی ایک قاموس کہا جائے تو بے جانہ ہوگا۔ یہ اس عہد کی علمی، دینی اور عرفانی تاریخ بھی ہے اور بزرگانِ دین کا تذکرہ بھی، بہرحال اپنے موضوع کی منفرد اور لاجواب کتاب ہے۔ (لطائف اشرفی، دیباچہ، ص:10، از: ڈاکٹر خضر نوشاہی)

یقیناً یہ تصوف و طریقت، علوم و حکمت، زبان و ادب، تاریخ و تہذیب اور احکام و مسائل پر ایک شاندار اور بے مثال و بے نظیر کتاب ہے۔ جو جتنا ہی اس کو گہرائی و گیرائی اور دقیق نظری سے مطالعہ کرے گا، وہ اس کے لیے اتنی ہی بحرِ بے کراں ثابت ہوگی۔ اب آئیے یہاں کتاب کے کچھ لطائف کا سرسری جائزہ لیتے ہیں۔

اس کتاب کے حصۂ اول میں سب سے پہلے "علم اور کتبِ صوفیا کے دیکھنے اور کلماتِ مشائخ کے سننے کے فوائد اور اس کے شرائط و آداب" کے ایک اہم عنوان پر ایک طویل مقدّمہ ہے، جو نہایت ہی علمی، تحقیقی اور جامع و مستند ہے، جو اپنے جلو میں بہت سارے علمی جواہر لیے ہوئے ہے۔ اس کے بعد کل 21/ لطائف ہیں، جن کے عنوانات درج ذیل ہیں:

(1) توحید اور اس کے مراتب (2) ولی کی ولایت پہنچانا اور اس کے اقسام (3) معرفت عارف ومعترف و جاہل (4) صوفی و متصوف و ملامتی و فقیر (5) معجزہ و کرامت اور استدراج میں فرق، اور کرامت کے دلائل اور معراج شریف کا تذکرہ (6) شیخ ہونے کی اہلیت، اقتدا کی شرائط، مرشد و مرید کے آداب (7) اصطلاحاتِ تصوف (8) حقیقت معرف راہِ سلوک (9) شرائط تلقین اذکارِ مختلفہ (10) تفکر و مراقبہ (11) مشاہدہ و وصول در رؤیتِ صوفیہ و مومنان و یقین (12) صوف و خرقہ وغیرہ سے لباسِ مشائخ کے اقسام (13) حلق و قصر (14) مشائخ کے خانوادوں کی ابتدا (15) سلسلۂ حضرت قدوۃ الکبراء (16) مشائخ کرام کے کلمات شطحیات کے معانی (17) آدابِ صحبت و زیارت مشائخ و قبور و جبین سائی (18) معانی زلف و خال و امثال آن (19) دربیان معانی ابیات متفرقہ (20) سماع و استماعِ مزامیر۔

اسی طرح حصۂ دوم میں کل 18/ لطائف ہیں، جو حسبِ ذیل ہیں:

(21) اختیار، قضا و قدر، خیر و شر اور صوفیا کے بعض عقائد سے متعلق مسئلے کی تفصیل (22) بادشاہت کو ترک کرنے اور تختِ سلطنت کو ٹھکرانے کے بیان میں (23) مقامِ اشرفی کے تعین اور مراتبِ عالی کا بیان (24) امیروں، بادشاہوں، مسکینوں اور محتاجوں سے ملاقات اور سیف خاں کے اوصاف کا بیان (25) ایمان اور صانع کے اثبات (26) اربابِ علم و استدلال اور اصحابِ کشف و مشاہدہ (27) وحدتِ وجود کی دلیلوں اور مرتبۂ شہود کی وضاحتوں کے بیان میں (28) توبہ کے بیان میں (29) نماز کی معرف کے بیان میں (30) روزے کی معرفت کا بیان (31) زکات کا بیان (32) حج و جہاد کا بیان (33) امت کے فرقوں کی خصوصیات (34) سفر کے فائدہ اور شرطوں کا بیان (35) دنیا کے ان عجیب و غریب آثار کے بیان مین جو سیّد اشرف جہاں گیر سمنانی علیہ الرحمہ نے ملاحظہ فرمائے (36) بزرگوں کے طعام اور ضیافت کا طریقہ (37) اعتکاف کی شرائط (38) صبح و شام کے وظائف۔

حصۂ سوم میں باقی مزید 22/ لطائف ہیں:

(39) عشق اور اس کے درجات کا بیان (40) پرہیز گاری، دنیا سے بے رغبتی اور تقویٰ کا بیان (41) توکّل، تسلیم و رضا اور روزی کمانے کے بیان میں (42) خواب کی تعبیر کا بیان (43) بخل، سخاوت، رزق اور ذخیرہ کرنے کے بیان میں (44) ریاضت و مجاہدے

کا بیان اور سعادت و شقاوت کی وضاحت (45) رسم و رواج، خوش گوار مزاج اور معاملات کا بیان (46) حسنِ اخلاق، غصہ، شفقت اور معاملات سے متعلق وعظ و نصیحت (47) مومن و مسلم کے بیان میں (48) نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کی تفصیل (49) امامت کی معرفت، تولّا اور تبرّا کی وضاحت اور ترکِ تعلقات نیز تعلّقات اور موانع کا بیان (50) نفس، روح اور قلب کی معرفت کا بیان (51) طبل و علم اور زنبیل پھروانے والے کا بیان (52) نبی ﷺ کے مبارک نسب اور کسی قدر پاک سیرت کا بیان (53) خلفائے راشدین، بعض صحابہ اور تابعین نیز بارہ امام کے ذکر میں (54) ان بعض شعرا کا ذکر جو صوفیا اور طائفہ عالیہ کے مشرب کا ذوق رکھتے تھے (55) چند کرامات کا بیان (56) زبدۃ لآفاق (57) اودھ کے علاقے (58) بعض دعاؤں اور اسمائے اعظم کی تشریح (59) حضرت قدوۃ الکبراء کی رحلت کے ایام میں فیض و فضلِ الٰہی کا نزول (60) حضرت قدوۃ الکبراء کے بعض کلماتِ اشفاق۔

قارئینِ کرام مذکورہ بالا لطائف کے عنوانات سے ان کی اہمیت و افادیت کا بہ خوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔کیوں کہ ان لطائف میں علوم و معارف کا بیش بہا خزانہ موجود ہے۔ان میں سے ہر لطیفہ اپنے اندر عشق و عرفان اور علم تصوف و طریقت کا ایک جہاں سموئے ہوئے ہے۔ حضرت مخدوم سمنانی علیہ الرحمہ نے بعض لطائف کے تحت کئی ایک علمی عنوانات قائم کرکے ان میں اسلامی تاریخ کے سنہری واقعات، صحابہ و تابعین، اولیائے کرام کے احوال و آثار اور بے شمار فقہی مسائل و احکام کو دل نشیں انداز و اسلوب اور عمدہ پیرایۂ بیان میں ذکر کرکے ایک شاندار کارنامہ انجام دیا ہے۔ گرچہ یہ تصوف پر ایک مستقل کتاب ہے، لیکن اس میں فقہ و حدیث، حکمت و فلسفہ، تاریخ و ادب، عقائد و نظریات اور اعمال و اوراد کے مسائل و مباحث پر عالمانہ اور محققانہ گفتگو فرمائی ہے، جن کے مطالعہ سے کچھ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے حضرت مخدوم سمنانی علیہ الرحمہ نے ان تمام علوم کے دریا کو ایک کوزے میں بند کر دیا ہے، اسی لیے تو پڑھنے کے بعد ایک طرح کا کیف و سرور ملتا ہے۔

یہاں ہم کتابِ مذکورہ کی چند خصوصیات کو بیان کر رہے ہیں، جس سے کتاب کی اہمیت قارئین کے دلوں میں اور بھی زیادہ روزِ روشن کی طرح ظاہر و عیاں ہو جائے گی۔

چناں چہ آپ مذکورہ کتاب کے حصۂ سوم میں لطیفہ نمبر () کے تحت پرہیز گاری اور تقویٰ و بے رغبتی کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

اپنے اس لطیفے میں حضرت مخدوم سمنانی علیہ الرحمہ نے دنیا کی صلاح و فلاح کا راستہ ارشاد فرمایا اور اہل دنیا کو دنیا سے بے رغبتی و بے زاری پر زور دیا ہے۔

فقر کو اپنانے والا دنیاوی ساز و سامان اور وسائل و ذرائع کسی بھی چیز کا مالک نہیں ہوتا ہے۔ فقر صوفی کے اندر ایک امتیازی وصف کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک صوفی و درویش میں یہ فقر تمام اعمال و احوال اور مقامات میں اس کی ذات سے سلبِ نسبت بن جاتا ہے اور پھر کسی چیز پر اس کا تملک باقی نہیں رہتا۔

حضرت مخدوم اشرف سمنانی علیہ الرحمہ نے نہایت ہی سادہ، درویشانہ اور فقیرانہ زندگی گزاری اور خانقاہ میں بیٹھ کر لوگوں کے ظاہری و باطنی مسائل و معاملات کو حل کرتے رہے۔اس کے علاوہ فقیروں، محتاجوں، یتیموں اور تمام لوگوں کے حقوق و فرائض کا یکسر طور پر خیال رکھا کرتے تھے۔ اگر کوئی تہی دامن آپ کی خدمتِ با برکت میں چلا آتا تو وہ آپ کی بارگاہِ کرم نوازی سے اپنے دامن کو گوہرِ مراد سے بھر کر واپس لوٹتا۔ کوئی کیسا بھی حاجت مند آپ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو جاتا، آپ اس کی تمام تر ضرورتوں کو پورا فرما دیا کرتے تھے۔ جب آپ باحیات تھے تو سائلین کی تمام تر حاجتیں اور ضرورتیں پوری فرمایا کرتے تھے۔ ان کے حقوق کی ادائیگی کا اہتمام و انصرام فرمایا کرتے تھے۔ اور جب دنیا سے چلے گئے تو بھی قبرِ انور سے سائلین کی منہ مانگی مرادوں کو پورا کر رہے ہیں۔ آج بھی آپ کا آستانہ عالیہ بلا تفریق مذہب و ملت سبھی کے لیے کھلا ہوا ہے، جہاں روزانہ سیکڑوں کی تعداد میں زائرین آتے ہیں اور اپنی آرزوئیں و تمنائیں بر لاتے ہیں۔ یوپی کے معروف علاقہ کچھوچھہ شریف میں آپ کا مزارِ پُر انوار مرجعِ خلائق خاص و عام ہے۔

□□□

ذکرِ جمیل

ام المومنین
سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

محمد اعظم مصباحی مبارک پوری

اسم گرامی: رملہ یا ہند۔ **لقب:** ام المؤمنین۔ **کنیت:** ام سلمہ۔

سلسلۂ نسب اس طرح ہے: سیدہ ام سلمہ بنت ابو امیہ حذیفہ (بعض مؤرخین کے نزدیک سہیل ہے) بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم بن لقیظہ بن مُرہ بن کعب تھا۔ قریش کی ایک شاخ ''بنو مخزوم'' سے تعلق تھا۔ مکے کے دولت مند لوگوں میں سے تھے۔ جو بڑے مخیر اور فیاض تھے سفر میں جاتے تو تمام قافلہ والوں کی کفالت خود کرتے اسی لیے آپ کا لقب ''زاد الراکب'' مشہور تھا۔

والدہ کی طرف سے سلسلۂ نسب: ام سلسلہ بنتِ عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن مالک۔

سیدہ والد اور والدہ دونوں طرف سے ''قریشی'' تھیں۔ بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کی والدہ عاتکہ کو جناب عبد المطلب کی بیٹی اور سید عالم ﷺ کی پھوپھی تحریر کیا ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔

پہلا نکاح: آپ کا پہلا نکاح حضرت ابو سلمہ سے ہوا جو آپ کے چچازاد بھائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے۔ ابو سلمہ بن عبد الاسد۔ آپ کے شوہر بہت شریف اور سلیم الطبع تھے۔ انہوں نے آغاز اسلام میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ حالانکہ ان کا قبیلہ اسلام کا سخت دشمن تھا لیکن انہوں نے اس کی ذرہ بھر پروا نہ کی، ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے شوہر کے ساتھ ہی اسلام میں داخل ہو گئیں، اس طرح دونوں میاں بیوی قدیم الاسلام تھے۔

ہجرت: حضرت امِ سلمہ اور آپ کے سوہر حضرت ابو سلمہ نے اوّلاً حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر کسی غلط فہمی کی بنیاد پر واپس مکہ مکرمہ آگئے اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت کا حکم دیا تو پہلے پہل مدینہ منورہ ہجرت کرنے والوں میں آپ کا تین افراد پر مشتمل گھرانہ بھی تھا جس کا دردناک واقعہ آپ رضی اللہ تعالی عنہا کی زبانی سنئے چنانچہ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''جب حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ ہجرت کا عزم فرما لیا تو مجھے ایک اونٹ پر سوار کیا۔ میرا ننھا بیٹا سلمہ میری گود میں تھا۔ انہوں نے اونٹ کی نکیل پکڑ کر چلنا شروع کر دیا۔ ابھی ہم مکہ مکرمہ کی حدود سے بھی نہ نکلے تھے کہ میری قوم بنو مخزوم کے چند افراد نے ہمیں دیکھ کر ہمارا راستہ روک لیا اور ابو سلمہ سے کہا ''اگرچہ تم نے اپنی مرضی کو قوم پر ترجیح دے دی لیکن یہ ہماری بیٹی ہے ہم اسے تمھارے ساتھ جانے نہیں دیں گے، یہ کہہ کر وہ آگے بڑھے اور مجھے جانے سے روک دیا'' جب میرے شوہر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی قوم بنو اسد نے یہ منظر دیکھا تو غضبناک ہو کر کہنے لگے کہ: خدا کی قسم! ہم تمھارے قبیلہ کی اس عورت کے پاس اپنا بچہ نہیں رہنے دیں گے۔ یہ ہمارا بیٹا ہے اور اس پر ہمارا حق ہے۔ یوں وہ میرے بیٹے کو مجھ سے چھین کر اپنے ساتھ لے گئے۔ اس کھینچا تانی میں میرے بیٹے سلمہ کا ہاتھ بھی اتر گیا یہ سب میرے لیے ناقابل برداشت تھا۔ شوہر مدینہ منورہ روانہ ہو گئے تھے۔ بیٹے کو بنو عبد الاسد لے گئے تھے اور مجھے میری قوم بنو مخزوم نے اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ یوں ہمارے درمیان پل بھر میں جدائی ڈال دی گئی۔ میں غم دور کرنے کے لیے ہر صبح اس جگہ جاتی جہاں یہ واقعہ پیش آیا تھا۔ وہاں بیٹھ کر دن بھر روتی رہتی اور شام کے وقت گھر واپس آجاتی، تقریباً ایک سال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ ایک دن میں وہاں بیٹھی رو رہی تھی کہ میرا ایک چچازاد بھائی میرے پاس سے گزرا۔ میرا یہ حال دیکھ کر اسے رحم آ گیا اور اسی وقت جا کر میری قوم کے بڑوں سے کہا کہ تم اس عورت کو کیوں تڑپا رہے ہو۔ کیا تم اس کی حالت نہیں دیکھ رہے کہ یہ اپنے شوہر اور بیٹے کے غم میں کس قدر تڑپ رہی ہے آخر اسے ستانے سے تمھیں کیا ملے گا۔؟ چھوڑ دو اس بیچاری کو۔ اس کی یہ باتیں سن کر میرے قبیلے والوں کے دل نرم ہو گئے اور مجھ سے کہا کہ ہماری طرف سے اجازت ہے چاہو تو اپنے خاوند کے پاس جا سکتی ہو میں نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں مدینہ منورہ چلی جاؤں اور میرا بیٹا بنو اسد کے پاس رہے؟ یہ سن کر کچھ لوگوں نے بنو اسد سے بات کی تو وہ بھی راضی ہو گئے اور میرا بیٹا مجھے واپس دے دیا۔ میں نے جلدی

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

جلدی تیاری کی اور سوئے مدینہ منورہ اکیلی ہی چل پڑی، مخلوق خدا میں بیٹے کے علاوہ کوئی بھی میرے ساتھ نہ تھا جب میں مقام تنعیم پر پہنچی تو وہاں عثمان بن طلحہ ملے انہوں نے کہ "اے بیٹی کہاں جا رہی ہو؟"

میں نے کہا:۔ مدینہ منورہ اپنے خاوند کے پاس جا رہی ہوں۔

انہوں نے کہا:۔ کیا اس سفر میں تمھارے ساتھ کوئی نہیں ؟

میں نے کہا:۔بخدا! میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں۔

وہ کہنے لگے کہ "اللہ کی قسم! اب میں تمہیں مدینہ منورہ پہنچا کر ہی واپس آؤں گا" اور اونٹ کی نکیل پکڑ کر آگے چل دیے۔

اللہ کی قسم! میں نے عرب میں اس سے زیادہ نیک دل اور شریف انسان نہیں دیکھا۔ جب یہ ایک منزل طے کر لیتے تو، میرے اونٹ کو بٹھا دیتے پھر دور ہٹ جاتے۔ جب میں اتر آتی تو اونٹ سے ہودج اتار کر اسے درخت کے ساتھ باندھ دیتے پھر خود دوسرے درخت کے سائے میں لیٹ جاتے۔ روانگی کے وقت اونٹ تیار کر کے میرے پاس لاتے۔ میں اونٹ پر سوار ہو جاتی تو اس کی نکیل پکڑ کر چل دیتے۔ مدینہ منورہ پہنچنے تک اسی طرح میرے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے رہے۔

جب بنو عمرو کی بستی نظر آئی تو مجھے کہا کہ "آپ کا خاوند اس بستی میں رہائش پذیر ہے۔ اس میں چلی جائیے۔" ہمیں وہاں چھوڑ کر وہ مکہ معظمہ واپس لوٹ گئے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح: حضرت ابو سلمہ غزوۂ احد میں شریک ہوئے۔ لڑائی کے دوران جو زخم آئے کچھ عرصہ مندمل ہونے کے بعد جاں بر نہ ہو سکے اور انہی زخموں کی وجہ سے 4ھ میں اس دارِ فانی سے کوچ فرمایا۔

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے شوہر کے وصال کے بعد اس دعا کو اپنا ورد بنا لیا ہے جسے حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مسلمان کو مصیبت کے وقت پڑھنے کی تعلیم فرمائی وہ دعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ أْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا

ترجمہ: "اے اللہ! عزوجل مجھے اجر دے میری مصیبت میں اور میرے لیے اس سے بہتر قائم مقام بنا" سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اپنے شوہر کے وصال کے بعد اس دعا کو پڑھتی تھی اور اپنے دل میں کہتی کہ ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر مسلمانوں میں کون ہوگا۔ لیکن چونکہ یہ ارشاد رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا تھا اس لیے اسے میں ورد زبان رکھتی

دوسری روایت میں ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جو میت کے سرہانے موجود ہو وہ اچھی دعا مانگے، اس وقت جو بھی دعا مانگی جائے فرشتے آمین کہتے ہیں۔ جب ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصال فرمایا تو بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد ان کے فراق میں کیا کہوں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: یہ کہو "اے اللہ! عزوجل انہیں اور مجھے بخش دے اور میری عاقبت کو اچھی بنا۔ پھر میں اسی دعا پر قائم ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر عوض عطا فرمایا۔ اور وہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح میں آنے سے پہلے حضرات ابو بکر و عمر نے بھی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا لیکن حضرت ام سلمہ نے قبول نہ کیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام بھیجا تو آپ نے مرحبا کہتے ہوئے لبیک کہا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت ام سلمہ کے لیے ابو سلمہ سے بہتر شوہر عطا فرمایا۔

فضل وکمال: ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بہت ہی ذہین وفطین، صائب الرائے، ذی علم اور حسن اخلاق کا پیکر ہونے کے ساتھ ساتھ درجہ اجتہاد پر فائز تھیں، آپ کا شمار محدثین صحابہ وصحابیات میں ہوتا ہے۔ یوں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج عالمہ فاضلہ اور صاحب فضل وکمال تھیں لیکن ان میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ اور ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کوئی جواب نہ تھا۔

چنانچہ محمود بن لبید کہتے ہیں "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج احادیث کا مخزن تھیں، تاہم عائشہ اور ام سلمہ کا ان میں کوئی مقابل نہ تھا۔"

مروان بن حکم ان سے مسائل دریافت کرتا اور علانیہ کہتا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کے ہوتے ہوئے ہم دوسروں سے کیوں پوچھیں۔

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عباس دریائے علم ہونے کے باوجود ان کے دریائے فیض سے مستغنی نہ تھے۔ تابعین کرام کا ایک بڑا گروہ ان کے آستانہ فضل پر سر جھکاتا تھا۔ قرآن اچھا پڑھتیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرز پر پڑھ سکتی تھیں، ایک مرتبہ کسی نے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیونکر قرأت کرتے تھے؟ (باقی ص:13 پر)

فکر ونظر

ہمارے ملک کی جمہوری قدریں

بزمِ دانش میں آپ ہر ماہ بدلتے حالات اور ابھرتے مسائل پر فکر و بصیرت سے لبریز نگارشات پڑھ رہے ہیں۔ ہم اربابِ قلم اور علمائے اسلام کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ دیے گئے موضوعات پر اپنی گراں قدر اور جامع تحریریں ارسال فرمائیں۔ غیر معیاری اور تاخیر سے موصول ہونے والی تحریروں کی اشاعت سے ہم قبل از وقت معذرت خواہ ہیں۔ از: مبارک حسین مصباحی

اگست 2023 کا عنوان — سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہماری بچیاں
ستمبر 2023 کا عنوان — شاعروں اور مقرروں کا متعیّن اوقات کی اجرت طے کرنا — شرعی نقطۂ نظر

یکساں سول کوڈ کے نفاذ کا معاملہ انتہائی مشکل ہے

از: صابر رضا رہبر مصباحی

مختلف مذاہب اور متنوع تہذیبوں کی آماجگاہ ملک ہندستان کی اصل خوبصورتی اور ہمہ جہت ترقی کا راز اس کی وحدت میں کثرت کے فلسفے میں مضمر ہے۔ یہاں جمہوریت کی جڑیں کافی پختہ ہیں کیوں کہ اسے آئین کی تمہید میں جگہ دی گئی ہے لیکن دائیں بازو کے نظریات کے حامل افراد اس سے اس کی اصل خوبصورتی پر گہن لگانے کی تاک میں ہیں۔ ملک کی اعلیٰ اقتدار پر قابض جماعتیں ہندوستان کی روح کا سودا کرنے کے لیے پے در پے تجربے کر رہے ہیں جیسے کوئی منجمد پانی میں پتھر اچھال کر چشم بینا کا اندازہ لگاتا ہے۔ ہندستان سے جمہوریت کا سہاگ چھیننا ایسا ہی ہے جیسے اس کی روح ختم کر دی جائے اور ایک سڑی گلی لاش زندہ و سلامت تصور کر لیا جائے۔

آر ایس ایس اور اس کی ہم نوا جماعتیں ملک کی مختلف ریاستوں میں اقلیتوں، دلتوں اور آدیواسیوں کے آئینی حقوق پر حملے کر رہی ہیں۔ کبھی لباس، کبھی طلاق، کبھی شادی بیاہ اور ایجوکیشن کے نام پر ایسے پروپیگنڈے کیے جا رہے ہیں جن سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاری ہے کہ ہندستان ایک ہندو راشٹر ہے۔ ہندوتوا تنظیموں کی جانب سے اس طرح کے ہنگامے کوئی اتفاق نہیں بلکہ اسے حکومت وقت کی سرپرستی حاصل ہے۔ پہلے لو جہاد کے نام پر مسلمانوں کے خلاف نفرت کا ماحول پیدا کیا گیا اور اب لینڈ جہاد کے نام پر اتراکھنڈ میں مزاروں کی مسماری کا سلسلہ جاری ہے اور یہ کسی حکومتی فرمان کے تحت انتظامیہ کی جانب سے نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ بھگوا بریگیڈ کے لونڈے گلے میں بھگوا رومال پہن کر یہ تخریبی کارروائیاں انجام دے رہے ہیں اور اس کے آگے حکومتی اصول، ملکی آئین اور عدالتی گائیڈ لائن سب پانی بھر رہے ہیں۔ کیا یہ سب اتفاق ہے؟

گئو رکشا کے نام پر کھلے عام ماب لنچنگ اور پھر ان قاتلوں کا پھولوں سے استقبال یہ سب صرف یہ جتانے کے لیے کیا جا رہا ہے کہ اب لوگوں کو یہ تسلیم کر لینا چاہیے کہ ہندستان ایک ہندو راشٹر ہے۔

ہندوستانی جمہوریت کے نکلتے جنازے پر پوری دنیا چیخ رہی ہے۔ حقوق انسانی کے علمبر دار چراغ پا ہیں اور ہندستان کی جمہوری قدروں کی حفاظت کے لیے انصاف پسند افراد کی جانب سے آوازیں بلند کی جا رہی ہیں مگر حکمراں محاذ کان بند کیے یہ کہے جا رہا ہے کہ ہمارے یہاں سب کچھ چنگا ہے۔

آئین میں ذات پات اور مذہب کی بنیاد پر کسی طرح کی تفریق کی گنجائش نہیں رکھی گئی ہے، مگر آئین کی حفاظت کا حلف لینے والوں نے آئینی اصولوں کی دھجیاں اڑانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رکھی ہے۔

اقلیتوں خاص کر مسلمانوں کے لیے یہ ایک آزمائش اور امتحان کا دور ہے۔ دانش مندی اور دور اندیشی سے ہی اس کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

ایڈیٹر روزنامہ انقلاب پٹنہ

ہندوستان کی جمہوری قدروں کی پامالی کا سلسلہ انتہائی افسوس ناک ہے مگر ابھی اس پر اناللہ پڑھنے کا وقت نہیں آیا اور نہ یہ آسان ہے۔ یکساں سول کوڈ کے نفاذ کا معاملہ ہو یا پھر حقوق کی بازیافت و بحالی کا اس کے لیے قوت وطاقت سے زیادہ درست فہم اور دیرپا حکمت عملی کی ضرورت ہے۔ یکساں سول کوڈ کے نفاذ کا معاملہ انتہائی مشکل ہے کیوں کہ اس کی مخالفت میں جنوبی ہند کی ریاستیں سب سے آگے ہیں۔ قبائلی، آدیواسی اور دلت اسے کبھی قبول نہیں کریں گے۔ سکھوں کو رام کرنا بھی سہل نہیں ہے اس لیے اس معاملے پر مسلمانوں کو فرنٹ لائنر بننے کی غلطی نہیں کرنی چاہیے کیوں کہ جب مسلمان رہنما منظر نامے پر آکر اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا ہے تو اسے ایک خاص طبقہ سے جوڑ دیا جاتا ہے اور اس طرح حکومتی افراد دوسرے مذاہب افراد کو یہ جتانے کی کوشش کرتے ہیں کہ دیکھو اس سے مسلمانوں کو خطرہ ہے تمھیں نہیں کیوں کہ تم تو ہندستانی ہو اور پھر مسلمانوں کی آواز صدا بہ صحرا ثابت ہوتی ہے۔ آپ کی پوزیشن ایسی نہیں ہے کہ لال قلعے پر سبز جھنڈا گاڑ دو لیکن سکھوں نے کسان آندولن کے دوران اپنا مذہبی پرچم لہرایا اور ان کا سینہ پولیس فورس کی گولیوں سے محفوظ رہا۔

ابھی حال میں سپریم کورٹ میں ہم جنس شادی کو قانونی درجہ دینے کا معاملہ زیر سماعت تھا۔ مرکزی حکومت اس کے خلاف تھی اس کے باوجود مسلم تنظیمیں کود پڑیں اور پٹیشن دائر کر کے فریق بن گئیں جس کے بعد اسلام بہ نام ہم جنس پرستی بحث چھڑ گئی۔ میرے خیال میں یہ ایک غلط فیصلہ تھا جس کے سبب وکیلوں کی موٹی فیس کے نام پر محض پیسے کا ضیاع ہوا۔ اس لیے ہندستان کی جمہوری قدروں کے تحفظ کے لیے مسلم تنظیموں کو فرنٹ لائنر بننے کے بجائے ہم خیال برادران وطن کے ساتھ مل کر اپنی لڑائی لڑنی ہوگی۔ اس لیے مسلمانوں کو جذبات میں آئے بغیر اپنی حکمت عملی وضع کرنی ہوگی۔

دراصل اگلے لوک سبھا انتخابات کے پیش نظر بی جے پی نے فرقہ وارانہ پولرائزیشن کی اپنی کوششیں تیز کر دی ہیں۔ یکساں سول کوڈ کا مسئلہ ایک بار پھر سامنے لانا اس سمت میں ایک قدم ہے۔ 2016ء میں مودی حکومت نے اس معاملے پر لاء کمیشن سے واضح رائے مانگی تھی۔ کمیشن نے اس سے متعلق تمام حقائق کا جائزہ لیا۔ تمام جماعتوں سے مشاورت کی۔ کمیشن نے 2018ء میں واضح رائے دی تھی کہ اس پر عمل درآمد کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ منصفانہ بھی نہیں ہے۔ ایسے میں اس معاملے کو دوبارہ اٹھانا ملک کو فرقہ وارانہ انتشار میں ڈالنے کی سازش کہلائے گا۔ انہوں نے کہا کہ مرکزی حکومت کو بتانا چاہیے کہ 2018ء کے بعد ملک کے سماجی ڈھانچے یا مختلف مذاہب کے لوگوں کی سوچ میں کیا تبدیلی آئی ہے۔ ہمارا آئین مختلف مذاہب کے لوگوں کو اپنی مذہبی روایت پر عمل کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ اس کے مطابق شادی، طلاق، جانشینی، گود لینے، جائیداد حاصل کرنے وغیرہ کا کام آسانی سے ہو رہا ہے۔ مختلف فریقوں کے لوگوں کو اعتماد میں لیے بغیر یکساں سول کوڈ کے نفاذ کا معاملہ غیر ضروری تنازع اور تناؤ کو ہی جنم دے گا۔ یقین مانیں اس بار بھی لاء کمیشن کی رپورٹ کچھ اسی طرح کی ہوگی۔

نریند مودی نے ناقابل تکمیل وعدے اور ہندتوا کے ایجنڈے کے ساتھ اقتدار پر قبضہ حاصل کیا تھا اس کے بعد سے میڈیا کے سہارے دھرم کا افیون کھلا کر ہندوؤں کو مسلمانوں کا خوف دکھا کر ہندو راشٹر کا خواب دکھاتے رہے مگر جب نان شبینہ کی بات آجاتی ہے تو سارا نشہ ہرن ہو جاتا ہے۔ نوٹ بندی اور لاک ڈاؤن کے بعد مہنگائی اور بے روزگاری سے پریشان ہو کر ہندوؤں کے اکثریتی طبقہ نے اب حکومت سے سوال کرنا شروع کر دیا ہے۔ آر ایس ایس کے ترجمان 'آرگنائزر' نے بھی اپنے اندرونی سروے میں واضح کر دیا ہے کہ مودی اور ہندوتوا کے نام پر عام انتخابات میں فتح حاصل کرنا پنگھٹ کی کٹھن ڈگر کے مترادف ہے۔ اب بی جے پی پھر اپنے سارے پتے دھیرے دھیرے پھینکنے لگی ہے۔ اس لیے یکساں سول کوڈ کا معاملہ ایک بار پھر گرم کر کے پولرائزیشن کی کوشش کر رہی ہے۔

ادھر لاء کمیشن نے رائے عامہ کی طلبی شروع کر دی ہے ایسے میں مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس کی سائٹ پر جا کر اپنی رائے دیں اور یہ صرف ایک کوشش ہوگی ورنہ جمہوریت میں تعداد کی بنیاد پر فیصلے ہوتے ہیں اور ہماری تعداد اکثریت کے مقابلے بہت ہی کم ہے۔ بہرحال لاء کمیشن کے سامنے اپنی بات مضبوطی سے رکھنے کی ضرورت ہے۔

مودی حکومت کے نو سالہ دور اقتدار کے دوران مسلمانوں کو ایک طرح سے نفسیاتی خوف میں مبتلا کر دیا گیا ہے مگر اطمینان کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے حوصلے نہیں ٹوٹے ہیں اور نہ ہی وہ مایوس ہے۔ اس دوران مسلمانوں کا ضبط اور گہری خاموشی نے حکمراں محاذ کو بے چین کر رکھا ہے کیوں کہ اب مسلمان کے نام پر اس کی سیاست نہیں چمک رہی ہے اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ حالات کا مقابلہ حکمت عملی اور خاموشی کے ساتھ کریں۔ چیخ و پکار اور شور و غل سے کچھ نہیں ہونے والا ہے کیوں کہ ابھی ہر طرف کی ہوا آپ کے خلاف ہے۔ یقین جانیں کہ ہوائیں آوارہ ہوتی ہیں اور ان کے اندر ٹھہراؤ نہیں ہوتا۔ آنے والا کل قدرے بہتر ہوگا۔ ٭٭٭

ملک کی کمزور ہوتی جمہوری قدریں

از: مولانا محمد عابد چشتی

انگریزوں کی تقریباً دو سو سالہ آمرانہ حکومت اور ظلم و تعصب پر مبنی نظام سے آزادی حاصل کرنے کے لیے ہندوستان کے ہزاروں جیالوں اور سرفروشوں نے اپنی جان کے قیمتی نذرانے مادر وطن کے قدموں میں پیش کر دیے اور مسکراتے ہوئے دار و رسن کی منزلوں سے گذر گئے، ان کی بے لوث قربانیاں رنگ لائیں اور طویل جدو جہد کے بعد آخر ایک صبح آئی جس میں آزادی کا سورج نوید جاں فزا بن کر نمودار ہوا اور یہیں سے ایک نئے ہندوستان کی شروعات ہوئی۔

آزادی کے بعد ملک عزیز کو از سر نو اپنے آئین کی بنیاد رکھنا تھی، ایک ایسا آئین جو کروڑوں ہندوستانیوں کے لیے یکساں طور پر قابل قبول ہو، جس کے لیے ارباب اقتدار اور ملک کے وہ دانشور سر جوڑ کر بیٹھے جنہیں ملک کی آئینی جہت کا تعین کرنا تھا، بحث و مباحثے ہوئے، رد و تکرار ہوئی، فکر و قلم کی ساری توانائیاں بروئے کار لائی گئیں اور پھر ملک کی فضا اور حالات کے نشیب و فراز کا صحیح اندازہ کرنے کے بعد نظام کے طور "جمہوریت" پر آخری مہر ثبت کر دی گئی اور متفقہ طور پر "جمہوری نظام" کو اس ملک کے آئین کی روح قرار دے دیا گیا جس سے انحراف بلا واسطہ آئین سے انحراف کے مترادف مانا گیا۔

ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جہاں قدم قدم پر مختلف قبائل، طبقات، رنگ و نسل، علاقہ و زبان اور رسم و رواج کے ماننے والے رہتے ہیں اس تناظر میں دیکھا جائے تو بخوبی اس بات کا احساس مزید گہرا ہو جاتا ہے کہ "جمہوریت" اس ملک کی "پسند" نہیں بلکہ "مقدر" ہے اور جمہوریت میں ہی اس ملک کی بقائے باہمی، سالمیت، تحفظ اور بین الاقوامی سطح پر اس کی ہمہ جہت ترقی کا راز مضمر ہے، اس لیے کہ جمہوری نظام حکومت کے علاوہ کوئی اور متبادل نظام حکومت نہ تو اس ملک کی مختلف المزاجی، گوناگوں تہذیبوں، رنگا رنگ ثقافتوں اور متضاد عقائد و رسوم کی نمائندگی کر سکتا ہے اور نہ ہی سوا سو کروڑ عوام کو اپنے اعتماد میں لے سکتا ہے۔ خیر! آزادی کے بعد ملک کے آئین کے طور میں جمہوریت کا جو فیصلہ لیا گیا تھا جیسے جیسے زمانہ آگے بڑھتا گیا اور زمانے کے رفتار بڑھتی گئی ویسے ویسے ہندوستانی قوم کے حق میں لیا گیا یہ فیصلہ اپنی صالحیت کا اعتراف کراتا چلا گیا اور آج ہندوستان کی جمہوری قدروں اور اس کے تکثیری مزاج کی گونج چہار دانگ عالم میں سنائی دیتی ہے اور دنیا کے نقشے میں سب سے بڑی جمہوریت کے نام پر اسے عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، جو اپنے سوا سو کروڑ باشندوں کے اندر مذہب و عقیدہ اور تشخصات کے تحفظ کا مضبوط احساس بنائے رکھنے میں مجموعی طور پر ہمیشہ کامیاب رہا ہے۔

مگر ایک طرف مندرجہ بالا تاریخی اور تجرباتی حقائق ہیں تو دوسری طرف جمہوریت کے اس پورے سفر میں کچھ تلخ حقیقتیں بھی ہیں جو ہمیشہ سے ہندوستان کے جمہوری مزاج کا نہ صرف پیچھا کرتی رہی ہیں بلکہ انہیں روز اول سے چیلنج بھی کرتی رہی ہیں۔ در اصل ہندوستان کی آزادی کے بعد سے ہی ایک طبقہ نظریاتی سطح پر ہندوستان کے جمہوری نظام سے نہ صرف ناخوش رہا بلکہ اس کی مخالفت پر بھی آمادہ رہا، جن کا ماننا تھا کہ ہندو سماج کی اکثریت کی بنیاد پر اس ملک کو "ہندو راشٹر" بنا دیا جائے، تاکہ یہاں کی دیگر اقلیات ہمیشہ دوئم درجہ کا شہری بن کر اکثریتی سماج کے رہین منت اور ان کے رحم و کرم پر زندگی گزاریں۔ "ساورکر" اور "گوڈسے" جیسے عناصر اس نظریہ کی بھرپور وکالت اور پور زور حمایت کر رہے تھے اور در پردہ اکثریتی سماج کی ذہن سازی کر کے اس نظریہ کو ہندوستان کی عوام پر تھوپنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگائے ہوئے تھے۔ مگر اس وقت کے سیکولر اور اعتدال پسند ذہنوں اور امن پسند عوام نے اس نظریہ کو پوری طرح بحث سے خارج کر کے مسترد کر دیا اور ملک کی سالمیت کے لیے جمہوری نظام کی بنیاد رکھی جس نے صدیوں سے چلی آ رہی گنگا جمنی تہذیب کی روایت کو نہ صرف آگے بڑھایا بلکہ اس کی جڑوں کو اور مضبوط کر دیا۔

جمہوریت اور جمہوری نظام کے خلاف اٹھنے والی ان آوازوں کو وقتی طور پر دبا تو دیا گیا تھا مگر جمہوریت مخالف نظریات کے لیے ذہن سازی کا یہ عمل اندر ہی اندر پوری تندہی کے ساتھ چلتا رہا جو آر ایس ایس جیسی انتہا پسند تنظیموں کے بینر تلے مکمل تحریک کی شکل اختیار کر گیا، اور

مرکز میں بی جے پی کی حکومت کے بر سر اقتدار آنے کے بعد، جو آر ایس ایس کے سیاسی نظریات کی نمائندگی کرتی ہے، جمہوریت مخالف آوازیں جو مصلحت اور حالات کی ناسازگاری کی تہ میں کہیں دبی ہوئی تھیں وہ کھلے عام اور بلا خوف اٹھنا شروع ہوگئیں ہیں جس نے ملک کے امن پسند شہریوں اور سیکولر مزاج قائدین کو تشویش وفکر میں مبتلا کر رکھا ہے۔

جمہوریت اپنے شہریوں کو مذہب و عقیدہ اور تحریک و عمل کی آزادی کی ضمانت دیتی ہے اور اقلیات کے آزادانہ حقوق کو تحفظ فراہم کرتی ہے، کسی بھی جمہوری ملک کی یہی بنیاد اور اس کی شناخت کا امتیازی حوالہ ہوتا ہے، اگر اس پس منظر میں گذشتہ نو، دس سالوں کا جائزہ لیا جائے تو مایوس کن نتائج نکل کر سامنے آتے ہیں جو ہندوستان کی قدیم اور مضبوط جمہوری قدروں کی متزلزل ہوتی بنیادوں کا واضح اشارہ دے رہے ہیں۔

2014ء میں بھارتیہ جنتا پارٹی واضح اکثریت کے ساتھ مرکز میں بر سر اقتدار آئی جس کی مسلم دشمن شبیہ کسی خارجی ثبوت کی محتاج نہیں ہے، اقتدار میں آتے ہی نہ صرف یہ کہ مسلم مخالف ماحول بنایا گیا بلکہ مسلم مخالف نظریات کی بھرپور پشت پناہی کے ساتھ ساتھ غیر اعلانیہ حوصلہ افزائی بھی کی گئی جس سے شہ پاکر شر پسند عناصر مسلسل ملک کی سب سے بڑی اقلیت کے خلاف منافرت کا زہر اگل رہے ہیں اور انہیں ہر سطح پر ہراساں کر کے عدم تحفظ کے احساس کی طرف ڈھکیل رہے ہیں اور اب اس منظم نفرت انگیزی کے اثرات سماجی سطح سے لے کر تعلیمی، تجارتی اور معاشرتی ہر سطح پر محسوس کیے جا رہے ہیں۔

حجاب پر پابندی کے تعصب آمیز مطالبے، تین طلاق کو شرعی حیثیت پر خط تنسیخ کھینچ کر پرسنل لا میں مداخلت، اذان پر پابندی، دینی تعلیم کے مراکز پر سوالیہ نشان، اور نان نہاد "لو جہاد" جیسے بے بنیاد پروپیگنڈوں کے ذریعہ مسلم نوجوان نسل کو مسلسل ٹارچر کرنے کی ناپاک اور منصوبہ بند کوششیں اصل میں جمہوریت مخالف زعفرانی فکر کی ہی زائیدہ ہیں۔ سردست اس فہرست میں "یکساں سول کوڈ" کو جوڑا جا سکتا ہے جسے لے کر زعفرانی فکریں اور موجودہ حکومت ضرورت سے زیادہ جذباتی دکھائی دے رہے ہی۔ "ایک ملک اور ایک آئین" یہ نعرہ جس قدر خوش نما معلوم ہوتا ہے اس کی تہ میں اتنے ہی زیادہ خطرناک عزائم چھپے ہیں، ماہرین کے مطابق یہ قانون ملک کی جمہوری قدروں کو نیست و نابود کرنے کی طرف ایک مضبوط اور مستحکم قدم ثابت ہو سکتا ہے۔

ملک کے پریشان کن حالات، مسموم ہوتی فضا، تعصب و منافرت، پروپیگنڈے، سب ہمارے سامنے ہیں مگر اس پورے منظر نامے میں سب سے زیادہ تشویش اور فکر کی بات یہ ہے کہ جمہوری قدروں کی بنیاد جن چار ستون پر مانی جاتی ہے یعنی حکومت، پارلیمان، عدلیہ اور میڈیا، اب ان چاروں ستونوں پر زعفرانی نظریات کا تسلط بالکل صاف دکھائی دے رہا جس نے ملک کے سنجیدہ طبقہ کو بری طرح بے چین کر رکھا ہے۔ اصل میں عدلیہ اور میڈیا جمہوری ملک میں حکومتوں کی ظالمانہ کارروائیوں کے خلاف عوام کی طاقت کے مضبوط حصے سمجھے جاتے ہیں جن کی بدولت مطلق العنان حکومتوں اور ان کے آمرانہ رویوں پر نہ صرف قدغن لگایا جا سکتا ہے بلکہ میڈیا اور عدلیہ کی غیر جانب داری نہ جانے کتنی حکومتوں کے تختے بھی پلٹ دیتی ہے۔ مگر افسوس کہ ہندوستان میں عدلیہ اور میڈیا اب حکومت کے اشارۂ ابرو پر اپنی ترجیحات طے کرتا ہوا نظر آ رہا، آپ خود دیکھیں کہ ملک کا میڈیا کس طرح اسلام اور مسلمانوں کے خلاف رات دن زہر اگلنے میں لگا ہوا ہے ان حالات میں ملک عزیز کی جمہوریت اور جمہوریت کی بقا پر سوالیہ نشان قائم ہونا فطری ہے جس سے جمہوریت کا شفاف تصور مستقبل کے آئینہ میں دھندھلا سا ہوتا جا رہا ہے۔

یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں ہے کہ اگر ہندوستان کی جمہوری قدروں پر کوئی آنچ آتی ہے تو اس کے منفی اثرات آنے والی نسلوں کی عزت و آبرو، روشن مستقبل، شخصی حقوق اور ان کی زندگی کے ہر پہلو پر بہت گہرے اور دور تک پیوست ہوں گے جس سے ابر پانا بہت مشکل ہو سکتا ہے۔ تعصب زدہ ماحول کے اندھیروں میں اگر جمہوری قدروں کا وجود گم ہوتا ہے تو اس کا براہ راست اثر اگر چہ ملک کی سب سے بڑی اقلیت پر پڑے گا تاہم اس کے منحوس اثرات کا دائرہ دیگر اقلیات کو بھی اپنی چپیٹ میں لیے بغیر نہیں رہے گا۔ ایسے حالات میں وقت کا جبری تقاضا یہ ہے کہ ملک کے وہ تمام سلجھے دماغ جو ملک کی جمہوریت کا تحفظ چاہتے ہیں اب وہ بحث و مباحثہ کی میزوں سے اٹھ کر میدان عمل میں آئیں اور حال کے بین السطور سے مستقبل کی سنگینی کا اندازہ لگا کر اس کے لیے پورے ملک کو تیار کریں اس لیے کہ نوشتہ دیوار ہمارے سامنے ہے اگر وقت رہتے ٹھوس اقدامات نہ کیے گئے تو ہم آنکھوں کے سامنے ہی تعصب کے افق پر جمہوریت کا چمکتا سورج غروب ہوتے دیکھیں گے جس کے بعد صرف اندھیرے ہوں گے، نفرت کے، حقارت کے، حیوانیت کے اور ان مظالم کے جن کے تصور سے ہی پورا وجود کانپ سا اٹھتا ہے۔■

نورِ علم

خیر القرون میں خواتین کا علم و فضل

ادارہ

تفسیر ابن کثیر میں مذکور ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم نے ایک بار مسجد نبوی میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے اعلان کیا کہ بعض لوگوں نے نکاح میں مہر کے لیے بڑی بڑی رقمیں مقرر کرنا شروع کر دی ہیں جس سے مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔ اس لیے وہ یہ پابندی عائد کر رہے ہیں کہ کوئی شخص نکاح میں چار سو درہم سے زیادہ مہر مقرر نہ کرے۔ حضرت خطبہ ارشاد فرما کر باہر تشریف لائے تو ایک قریشی خاتون نے انہیں روک لیا اور کہا کہ عورتوں کو خاوندوں کی طرف سے دی جانے والی رقوم کو قرآن کریم (سورۃ النساء آیت 20) میں "قنطار" سے تعبیر کیا گیا ہے جس کا معنی ڈھیر ہے۔ اور جب قرآن کریم ہمیں ڈھیروں دلواتا ہے تو آپ کو اس پر پابندی لگانے کا اختیار کس نے دیا ہے؟ یہ سن کر حضرت عمر واپس منبر پر تشریف لے گئے اور دوبارہ اعلان کیا کہ میرے فیصلے پر ایک عورت نے اعتراض کیا ہے جو درست ہے اور وہ قرآن کریم کے مفہوم کو مجھ سے زیادہ بہتر سمجھی ہے اس لیے میں اپنا فیصلہ واپس لیتا ہوں۔

تابعین میں حضرت سعید بن الحسیب معروف بزرگ ہیں جنہیں "افقہ التابعین" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض روایات کے مطابق حضرت حسن بصری جیسے بزرگ بھی مشکل مسائل میں ان سے رجوع کیا کرتے تھے۔ ان کے سوانح نگار لکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے شاگردوں میں سے ایک ذہین شخص سے کر دیا۔ شادی کے بعد شب عروسی گزار کر صبح جب وہ صاحب گھر سے نکلنے لگے تو نئی نویلی دلہن نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہیں؟ جواب دیا کہ استاد محترم حضرت سعید بن الحسیب کی مجلس میں حصول علم کا سلسلہ جاری رکھنے کے لیے جا رہا ہوں۔ اس خاتون نے جواب دیا کہ اس کے لیے وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے، اباجان کا سارا علم میرے پاس ہے اور وہ میں ہی آپ کو سنا دوں گی۔

امام مالک بن انس اہل سنت کے چار بڑے اماموں میں سے ہیں۔ امام اہل سنت اور امام مدینہ کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں اور اتباع تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ قاضی عیاض نے "ترتیب المدارک" میں لکھا ہے کہ حضرت امام مالک جب حدیث پڑھانے بیٹھتے تو ان کی بیٹی بھی دروازے کے پیچھے بیٹھتی تھی۔ امام مالک کے سامنے شاگردوں کا ایک بڑا ہجوم ہوتا تھا، ان میں سے کوئی صاحب احادیث سناتے تو حضرت امام مالکؒ سن کر تصدیق فرما دیتے یا ضرورت ہوتی تو اصلاح کر دیتے اور معنیٰ و مفہوم بیان فرما دیتے۔ ان کی دختر نیک اختر دروازے کے پیچھے بیٹھ کر یہ سب سنتی تھیں اور اگر حدیث پڑھنے والا کہیں غلطی کرتا تو وہ دروازہ کھٹکھٹا دیتیں جس پر امام مالک پڑھنے والے کو ٹوک دیتے کہ تم نے کہیں غلطی کی ہے۔ چنانچہ اسے دوبارہ چیک کیا جاتا تو کہیں نہ کہیں غلطی ضرور نکل آتی۔ قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ بیٹی کا حال یہ تھا جبکہ امام مالکؒ کا بیٹا جس کا نام محمد تھا ادھر ادھر گھومتا پھرتا رہتا اور لاپروائی کے ساتھ سامنے سے گزر جاتا۔ اس پر امام مالک نے کئی بار شاگردوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ خدا کی شان دیکھو، وہ میری بیٹی ہے اور یہ میرا بیٹا ہے۔ ایک موقع پر فرمایا کہ اس بیٹے کو دیکھ کر بات سمجھ میں آتی ہے کہ علم وراثت میں منتقل نہیں ہوتا۔

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اہل سنت کے بڑے اماموں میں سے ہیں اور ان کے پیروکاروں کی ایک بڑی تعداد دنیا کے مختلف حصوں میں آباد ہے۔ امام تاج الدین السبکی نے "طبقات الشافعیۃ الکبریٰ" میں حضرت امام شافعی کی والدہ محترمہ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ انہیں کسی مقدمہ میں گواہ کے طور پر قاضی کی عدالت میں پیش ہونا پڑا۔ اصول کے مطابق ان کے ساتھ ایک اور خاتون بھی گواہ تھیں کیونکہ قرآن کریم نے بعض معاملات میں دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کے برابر قرار دیا ہے۔ قاضی نے دونوں کی گواہی سنی اور جرح کے لیے دونوں کو الگ الگ کرنا چاہا تاکہ وہ گواہی میں ایک دوسرے کی معاونت نہ کر سکیں۔ امام شافعی کی والدہ محترمہ نے اس موقع پر قاضی کو ٹوک دیا کہ وہ دو خاتون گواہوں کو ایک ہی معاملہ میں گواہی دیتے ہوئے الگ الگ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ قرآن کریم (سورۃ البقرۃ آیت 282) میں دو عورتوں کی گواہی کا ذکر کرتے ہوئے اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا سکے۔ اس لیے دونوں کو الگ الگ کر کے گواہی لینا قرآن کریم کی منشا کے خلاف ہے۔ چنانچہ قاضی کو ان کا موقف تسلیم کرنا پڑا۔ (ماخوذ از انٹرنیٹ)◎

زندگی میں رشتوں اور محبتوں کی اہمیت

خالدہ فوڈکر

انسانی زندگی میں رشتوں کی خوبصورتی کو قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ قرابت داروں سے میل جول قائم کیا جائے۔ بدگمانی یا انا کی وجہ سے ٹوٹے ہوئے رشتوں کو باہمی افہام وتفہیم سے جوڑنے کی کوشش کی جائے۔ چھوٹے چھوٹے تنازعات اور ناراضگی بروقت دور کر لی جائے تو کئی قیمتی تعلق ٹوٹنے سے بچ جائیں

رشتہ داروں کی خوشی اور غم میں پورے خلوص سے شرکت خاندان کے افراد کو دائمی انس ومحبت کی ڈور میں باندھے رکھتی ہے۔

فطری طور پر انسان ایک سماجی جاندار ہے۔ تنہا رہنا کبھی بھی انسان کی سرشت نہیں رہی۔ گروہ میں رہنا انسانوں کی فطرت بھی ہے اور سماجی ضرورت بھی ہے۔ زندگی ہر انسان کو کسی نہ کسی مرحلے پر کسی دوسرے کا محتاج بنائے رکھتی ہے کہ ہماری متفرق ضرورتوں کی تکمیل ایک دوسرے کے وسیلے اور تعاون پر منحصر ہے۔ احباب اور رشتہ داروں کا ساتھ زندگی کے مشکل مراحل میں بڑی غنیمت ہے۔ مل جل کر رہنے میں تحفظ اور اپنائیت کا جو احساس ملتا ہے وہ سماج سے کٹ کر تنہا رہنے میں حاصل نہیں ہوتا۔ عزیزوں اور قرابت داروں سے جڑے رہنے والے طرز حیات کی بہترین مثالیں پرانے زمانوں کے مشترک رہائش والے خاندانوں میں پائی جاتی تھیں جہاں سارے قریبی رشتے ایک چھت کے نیچے رہتے تھے اور ایک دوسرے کے شریک حال ہوا کرتے تھے، آپسی محبت، ہمدردی، تعاون اور غمگساری جیسے سارے اوصاف اور سہولتیں اس طرز زندگی کا طرہ امتیاز ہوا کرتے تھے۔

وقت بدلتا گیا، بدلتی ضروریات و رجحانات اور شہروں کی مصروف ومشینی زندگی نے اب بڑے خاندانوں کو چھوٹی چھوٹی اکائی میں بانٹ دیا ہے۔ تعلیم و روزگار کی خاطر شہروں کی جانب ہجرت کرنے پر مجبور افراد کے لیے پرانے زمانے والی مشترک رہائشیں اور بڑے کنبوں کا نظم اب ممکن نہیں رہا۔ اس سماجی تغیر کا کافی منفی اثر ہماری روایات اور اخلاقیات پر پڑا ہے۔ ہمارے معاشرتی رویوں اور زندگی کے اسلوب میں ہونے والی تبدیلیوں نے ہمارے متحد خاندانی نظام کا شیرازہ بکھیر دیا ہے جس کے نتیجے میں نہ صرف ہم اپنے قریبی رشتوں سے دور ہوتے جا رہے ہیں بلکہ آپسی تعلقات، ایک دوسرے کی خبر گیری، مدد اور تعاون کے اوصاف بھی ہماری زندگیوں سے دن بدن معدوم ہوتے جا رہے ہیں۔ تعلقات اور رشتے داری نبھانے کا جذبہ اور وقت دونوں ہی باقی نہیں رہے، ہر تعلق اب زبانی اور تکلف تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔

گو کہ مواصلات کے جدید ترین ذرائع، موبائل اور سوشل میڈیا کے ان گنت ایپس نے فرد کو فرد سے غائبانہ یا آج کل کی زبان میں آن لائن سے جوڑ رکھا ہے مگر روبرو ملاقات والا لطف اور احساس و اخلاص غائب ہے۔ مصروفیات کے باعث کئی دفعہ ضرورت کے وقت بھی ہم اپنے دوستوں، عزیزوں کو ذاتی طور پر میسر نہیں ہو پاتے۔ رشتہ داری نبھانے کا کام موبائل کے سر ڈال دیا گیا ہے۔ اپنی آسانی کی خاطر مبارکبادی، تعزیت اور خبر گیری کے آن لائن پیغامات اور جوابی پیغام فارورڈ کر کے ذمہ داری سے فارغ ہو جانے کا مزاج عام ہوتا جا رہا ہے، اس تن آسانی نے ہمارے آپسی تعلق اور رشتہ داریوں کو برائے نام کر دیا ہے گویا

مختلف انداز میں اب ہے مزاج دوستی
رابطہ سب سے ہے لیکن واسطہ کوئی نہیں

والی صورتحال ہے۔ ٹوٹتے بکھرتے رشتوں کی ایک افسوسناک حقیقت یہ بھی ہے اب صرف ہمارے خاندان ہی چھوٹی چھوٹی اکائیوں میں نہیں بٹ رہے ہیں بلکہ دلوں اور گھروں کی وسعتیں بھی سکڑتی جا رہی ہیں۔ **(باقی ص:53 پر)**

تقدیم

چین اسلام اور مسلمان

مبارک حسین مصباحی

چین کی اپنی ایک تاریخ ہے، یہاں اسلام عہدِ رسالت ہی میں پہنچنا شروع ہو گیا تھا، محب گرامی حضرت مولانا نور الحسن قادری مصباحی مراد آبادی اپنی فراغت 1426ھ/2005ء میں ایک مختصر کتاب تحریر فرمائی تھی، اس وقت ہم سے تقدیم لکھنے کا حکم دیا تھا۔ اس کے بعد حالات مختلف ہوتے رہے تاہم یہ ایک یادگار تحریر ہے، ہم اسے نذر قارئین کر رہے ہیں۔ ادارہ

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور عہد حاضر میں اپنی تعلیمی اور تربیتی خدمات میں شہرہ آفاق ہے فضلائے اشرفیہ داعیان اسلام کی حیثیت سے محسوس دنیا کے بیشتر ممالک میں دعوت و تبلیغ کی گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ داعیانہ زندگی میں تحریر و تقریر کی ضرورت و اہمیت یکساں مسلم ہے لیکن گذشتہ دہائیوں سے جماعت اہلسنت تحریر کے مقابلے تقریر کی رسیا ہو کر رہ گئی ہے اس کا نتیجہ ہے کہ ارباب قلم کے مقابلے میں خطبا و مقررین کی فراوانی ہے جبکہ عالمی منظر نامہ پر نگاہ رکھنے والوں پر یہ امر مخفی نہیں کہ یہ قلم کا دور ہے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا نے سانسوں کے زیر و بم پر اپنی گرفت بنا رکھی ہے اس پس منظر میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کی تربیت گاہ لوح و قلم نے اپنا عمل تیز کر دیا ہے جس کے خوشگوار نتائج بڑی کثرت اور برق رفتاری کے ساتھ منصۂ شہود پر آ رہے ہیں۔ حسب روایت عرس حافظ ملت منعقدہ (یکم جمادی الآخرہ 1426ھ/5/جولائی 2005ء) کے فیض بار موقع پر جشن فراغت بھی ہو رہا ہے شعبہ فضیلت کے فارغین میں ایک نام عزیز القدر مولانا نور الحسن قادری مراد آبادی کا بھی ہے جو اپنے علمی و قلمی ذوق، تدبر و اخلاق اور عمل پیہم میں اپنے اقران میں قابل قدر ہیں یہ ان کے قلمی ذوق ہی کا نتیجہ ہے کہ وہ اپنے جشن دستار فضیلت کے زریں موقع پر اپنے احباب و متعلقین کو اپنی قلمی کاشت کا لازوال تحفہ پیش کر رہے ہیں۔ خدائے قدیر ان کے اس قلمی ذوق کی عمر دراز فرمائے اور ان کے علم و اقبال کو بلند فرمائے۔

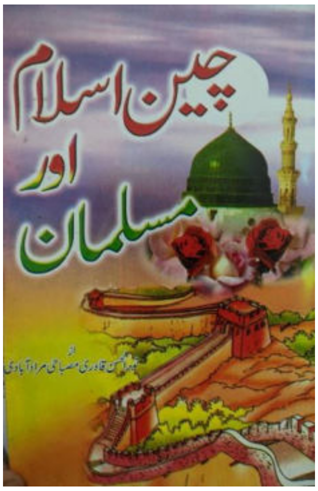

پیش نظر رسالہ کا موضوع نام ہی سے ظاہر ہے "چین، اسلام اور مسلمان اہل سنت و جماعت کی بساط پر یہ بالکل اچھوتا موضوع ہے، اور اپنے موضوع پر یہ تحریر مختصر اور جامع ہے، موصوف آئندہ اسی بنیاد پر ایک مبسوط مقالہ سپردِ قلم کر سکتے ہیں۔ چین ایک انتہائی قدیم اور دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے، چین کی نشاۃ ثانیہ جو سوئی خاندان سے شروع ہوئی تھی، دوسرے ٹانگ حکمراں 1927ء کی سلطنت جنوب میں انام کے اندر تک اور مغرب کی طرف بحیرہ کیسپین کے علاقے میں پھیلی ہوئی تھی اور شمالی سرحد صحرائے گوبی کے شمال میں میدان کو غیزا اور الٹائی سے لیکن اس میں کوریا شامل نہیں تھا۔ اردو انسائکلو پیڈیا کی تحقیق کے مطابق اسی دور میں 628ء میں ایک ممتاز جماعت ٹائی سنگ کے دربار میں آئی تھی، یہ عربوں کی جماعت تھی جو تجارتی جہاز کے ذریعہ سمندر کے راستے بندر گاہ بیغ سے کینٹن آئی تھی، ان عربوں کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا، چینی حکمراں نے ان کا استقبال کیا، ان کے دینی تصورات میں بہت دلچسپی کا اظہار کیا، کہا جاتا ہے کہ کینٹن میں عرب تاجروں نے عبادت کے لیے ایک مسجد بھی تعمیر کرائی تھی یہ مسجد اب بھی قائم ہے اور دنیا کی قدیم ترین مساجد میں سے ایک ہے۔ چین کی سرزمین پر مبلغین اسلام کا یہ پہلا قافلہ 628ء میں اترا اور اس کے بعد مخالفتوں کے طوفانوں سے گزرتا ہوا اسلام آگے ہی بڑھتا رہا۔ موجودہ چین کی کل آبادی ایک سو تیس کروڑ ہے ان میں مسلمانوں کی تعداد کروڑ بتائی جاتی ہے مرتب کتاب نے چین کی اسلامی تاریخ کا مختلف جہتوں سے مطالعہ کیا ہے۔ اب ورق الٹ کر رسالے کا مطالعہ کیجئے اور مرتب کتاب کو اپنی دعاؤں سے نوازیئے۔ مولی تعالی اس تحریر کو قبول عام عطا فرمائے اور چین کی سرزمین پر دعوت و تبلیغ کی نئی راہیں کھولنے کا ذریعہ بنائے۔ آمین

(7/جمادی الاولی 1426ھ/15/جون 2005ء) ■■■

آنکھ - شاہکارِ قدرت و جہانِ حیرت

مفتی محمد اعظم مصباحی مبارک پوری

نام کتاب: آنکھ شاہ کار قدرت و جہان حیرت
مصنف: افضل العلما مفتی محمد علی قاضی مصباحی جمالی، نوری ایم اے
صفحات: 135
ناشر: تاج پرنٹرس، بنگلور

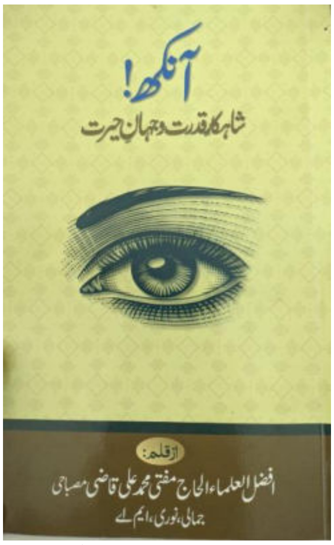

خداے وہاب نے انسان پر اپنی عنایات ونوازشات کا دریا بہایا ہے، کائنات کی ہر شے اس کے لیے مسخر فرمائی، لقد کرمنابنی آدم کا تاج زریں اس کے سر پر سجایا، اس کی بہترین تخلیق فرمائی۔ اپنی ہر قسم کی نعمتوں سے اسے بہرہ ور فرمایا، خود اس کے وجود میں اپنی بے شمار نعمتیں ودیعت فرمائیں، ہر نعمت اپنی جگہ بیش قیمت، انمول اور نایاب ہے ان ہی نعمتوں میں سے ایک نعمت آنکھ بھی ہے۔ جس سے بندہ مظاہرِ قدرت کا نظارہ کرتا ہے، کائنات کی رنگینیوں سے لطف اندوز ہوتا ہے، اچھے برے کی پہچان کرتا ہے۔ یہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ پانچ سو سال کی عبادات بھی اس کا عوض نہیں بن سکتیں۔ حدیث پاک میں ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ ابھی میرے پاس سے جبرئیل یہ بیان کرتے ہوئے نکلے کہ اے محمد! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ایک بندے نے سمندر کے اندر اور پہاڑ کی چوٹی پر پانچ سو سال تک عبادت کی جس کی چوڑائی اور لمبائی تیس ضرب تیس گز تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ایک انگلی کی چوڑائی کا میٹھا چشمہ جاری فرمایا جس سے میٹھا پانی نکلتا اور وہ پہاڑ کی تہ میں چلا جاتا، ایک انار کا درخت اگایا جس میں ہر رات اس کے لیے ایک انار اگتا ہے، دن بھر وہ رب کی عبادت کرتا ہے اور جب شام ہوتی ہے تو نیچے اتر کر وضو کرتا ہے اور انار کا پھل توڑ کر کھالیتا ہے اور پھر نماز کے لیے کھڑا ہوتا اپنی وفات کے وقت اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اے اللہ تعالیٰ مجھے سجدے کی حالت میں موت عطا فرما اور مرنے کے بعد زمین میں دوسری چیزوں سے میری حفاظت فرما کہ وہ میرے جسم کو نقصان نہ پہنچائیں یہاں تک کہ اے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھے سجدے کی حالت میں اٹھا۔ راوی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ فرمایا، پھر قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں اسے کھڑا کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کو میری رحمت سے جنت میں داخل کردو، بندہ کہے گا میرے عمل کے عوض مجھے جنت میں داخل فرما پھر اللہ فرمائے گا اے میرے فرشتو میری رحمت کے عوض اس بندے کو جنت میں داخل کر پھر بندہ کہے گا بلکہ میرے عمل کی وجہ سے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرمائے گا میرے اس بندے پر جو میں نے انعام فرمایا ہے اسے اور اس کی عبادات کو وزن کرو پھر آنکھ کی نعمت پانچ سو سال کی عبادت کے برابر ہو جائے گی اور جسم کی باقی نعمتیں اس پر مزید۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے اس بندے کو میرے عدل کی بنیاد پر جہنم میں داخل کردو۔ فرشتے اسے جہنم کی طرف لے چلیں گے تو وہ پکارے گا اللہ اپنے فضل سے مجھے جنت میں داخل فرما۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے اس بندے کو میری بارگاہ میں کھڑا کرو، اس کے بعد اللہ اس سے پوچھے گا ؛آے میرے بندے تجھے کس نے پیدا کیا حالانکہ تو کچھ نہیں تھا، پھر پوچھے گا کہ پانچ سو سال تک عبادت کی قوت تجھے کس نے عطا کی؟ بھنور کے بیچ میں پہاڑ پر تجھے کس نے بسایا؟ تیرے لیے کھاری پانی سے میٹھا پانی کس نے نکالا، ہر رات انار کے پھل کا کس نے انتظام کیا؟ حالاں کہ انار سال میں ایک بار اپنے موسم میں اگتا ہے۔ تو نے دعا کی تھی کہ مجھے سجدے کی حالت میں موت آئے تو تجھے یہ سب نعمتیں عطا کی گئیں۔ بندہ عرض کرے گا تو نے یا رب! پھر اللہ فرمائے گا اے میرے بندے یہ میری رحمت ہے، میری رحمت ہے میں تجھے اپنی رحمت سے جنت میں داخل کروں گا تو کتنا خوش نصیب بندہ ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ اسے جنت میں

استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور

داخل فرمائے گا۔(الترغیب والترہیب)

زیر تبصرہ کتاب "آنکھ کا شاہکار قدرت وجہان حیرت" افضل العلما مفتی محمد علی قاضی مصباحی کی تصنیف ہے۔آپ کا تعلق ہبلی کرناٹک سے ہے، جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے ایک فرزند ہیں۔آپ کی شناخت کے کئی حوالے ہیں ،مثلاً آپ ایک داعی، مبلغ، انشا پرداز صاحب خامہ وقرطاس اور قوم ملت کے خادم ہیں۔کئی کتابیں آپ کے نوک قلم سے منصۂ شہود پر آچکی ہیں جن میں "عدد تین کی حیرت انگیز دنیا، عدد چار کی حیرت انگیز دنیا، میرے چاند کہاں گئے، مضامین قرآن، مساجد میں تکرار عید کے مسائل" وغیرہ قابل ذکر ہیں۔آپ کے مضامین ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور، ماہنامہ کنزالایمان، سہارا، المیزان بھیونڈی، ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف وغیرہ جرائد ورسائل میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔

مذکورہ بالا کتاب میں مصنف نے آنکھ کے حوالے سے دل چسپ اور معلوماتی باتیں بیان کی ہیں، آنکھ اور نظر کی شرعی و سائنسی حیثیت کو بھی اجاگر کیا ہے، آنکھ پر مشتمل بزرگوں کے واقعات، بری نظر ڈالنے والوں کے مفسدات، اس کے متعلق عقل مندوں کے اقوال و نظریات، شعر وسخن میں آنکھوں کے حسن و جمال، قرآن واحادیث میں نظر کی اہمیت وافادیت، نظر سے متعلق شرعی احکام، نظر کو کمزور کر دینے والے امور، نگاہوں کو تیز کر دینے والے اعمال و وظائف اور دعا اور آنکھوں کے عطیہ سے متعلق علمائے کرام کا نقطۂ نظر وغیرہ عناوین کے تحت خامہ فرسائی کی ہے۔

یقیناً آنکھ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور اللہ کی جانب سے بندوں کے لیے پیش بہا تحفہ ہے، انسانی اعضا کے درمیان آنکھ کو خصوصی اہمیت حاصل ہے، اس کے بغیر دنیا تاریک ہے، اگر کوئی انسان بینائی سے محروم ہو جائے تو اس کے لیے زندگی کی ساری بہاریں ماند پڑ جاتی ہیں۔سچ پوچھیے تو سارا کھیل آنکھوں کا ہے، آنکھیں بڑی اہمیت کی حامل ہیں، مصنف کتاب آنکھ پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"آنکھ قدرت کا ایک حیرت انگیز تحفہ ہے۔غور کیجیے کہ ہماری آنکھیں جب دیکھتی ہیں تو سمندر سے موتی نکال لیتی ہیں آنکھیں جب مسکراتی ہیں تو کائنات کی تمام معصومیت اپنے اندر جذب کر لیتی ہیں، آنکھیں جب روتی ہیں تو عرش الٰہی کو ہلا کر رکھ دیتی ہیں، آنکھیں جب چمکتی ہیں تو زمانے بھر کی حیا اپنے اندر سمو لیتی ہیں، آنکھیں جب کھلتی ہیں تو کائنات کے راز کے پردے کھول دیتی ہیں اور آنکھیں جب چاہتی ہیں تو دنیا بھر کو روشنی عطا کر دیتی ہیں۔

آنکھ دروازۂ دل ، دل ہے چراغ محفل
دل سے روشن ہے جہاں ورنہ جہاں ہے بے آب

چشم حق بیں ہو تو ہے نافع دین و دنیا
چشم بد بیں ہو تو دارین کا خسران و عذاب

(ص:10،11)

کہنے کو تو یہ آنکھیں چہرے کی طاق نما دو ہڈیوں کے درمیان انڈے کی شکل میں گوشت کے دو ٹکڑے ہیں اور ان کے وسط میں رائی کے دانہ برابر دو پتلیاں ہیں لیکن ان سے وہ کام لیے جاتے ہیں جو مصنوعی آلہ سے نہیں لیے جا سکتے اور ان کی بناوٹ، ساخت، سجاوٹ میں احسن الخالقین کی حسن تخلیق اور احسن تقویم کا بہترین نظارہ ہے۔ اتنے چھوٹے گوشت کے ٹکڑے میں کیا کیا کاریگری ہے، کون کون سی چیزیں اور ان کے عمل کیا کیا ہیں؟ آئیے مصنف کی زبانی سنتے ہیں:

"آنکھ کا موازنہ اگر دنیا کے سب سے بڑے ٹیلی وژن سے کیا جائے تو یہ آنکھ کی insult ہوگی۔اور اگر دنیا کے سب سے چھوٹے کیمرے سے بھی ملایا جائے تو بھی اس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔آئیے آنکھ کے اندر چلیں اور دیکھیں کہ اندر کا حال کیا ہے؟ سب سے پہلے آنکھ کا پہلا حصہ cornea ہمیں ملتا ہے جس کا کام ہے کہ جو کچھ ہم دیکھتے ہیں انہیں شعاعوں کی شکل دے کر آنکھ کے اندر لے۔پھر ان شعاؤں کو موڑ کر وہ شبیہ بنا دیتا ہے اور دیکھی ہوئی چیز کا image آنکھ کے اندر بن جاتا ہے۔آگے بڑھیے تو ہمیں ایک بڑا gateway ملے گا جس کا کام ہوتا ہے کہ روشنی کی ضرورت کے مطابق گیٹ کو بند کر دے کھول دے، تھوڑا کھولے یا زیادہ کھولے یہ گیٹ اٹومیٹک کام کرتا ہے۔زیادہ روشنی میں اگر ہم چلے جاتے ہیں تو اس روشنی کو کم کرنے کے لیے ہمارا گیٹ وے یعنی pupil خود بخود کام کرنے لگ جاتا ہے۔زیادہ روشنی میں بالکل چھوٹا ہو جاتا ہے، تاکہ زیادہ روشنی سے اندر کا ماحول خراب نہ ہو جائے، بالکل اسی طرح ہمارے pupil اندھیری راتوں میں پوری طرح کھل جاتے ہیں تا کہ کم روشنی میں ہم بہت کچھ دیکھ سکیں۔ہم آگے بڑھیں تو ہمیں ایک lens دکھائی دے گا جو شکل سے کسی وٹامین کی گولی کے سائز کا ہے۔ہمارا یہ lens ایک envelope سے بنا ہے جس میں رطوبت بھری ہوئی ہے، اگر ہم دور کی چیز دیکھتے ہیں تو یہ لینس اٹومیٹک لمبا ہو جاتا ہے اور اگر ہم نزدیک کی چیز دیکھتے ہیں تو یہ سکڑ کر موٹا بن جاتا ہے۔واہ رے قدرت! ہمیں پتہ بھی نہیں چلتا کہ ہم نے کتنی بار دور کی چیز دیکھی اور کتنی بار نزدیک کی چیز دیکھی مگر یہ سب کچھ آٹو میٹک چلتا رہتا ہے۔لینس کے اطراف ذرا غور سے دیکھیں کہ اس لینس کے اطراف بہت نازک اور بے حد مضبوط muscles کا حلقہ بنا ہے آپ انھیں چھو کر دیکھیں یہ بے حد مضبوط اور لگاتار کام کرنے والے مسلس بنائے گئے ہیں۔جن کا کام ہر

سکنڈ جاری رہتا ہے انھی مسلس کا کام ہے کہ یہ لینس کو سکوڑیں اور لمبا کریں ایسا سمجھیے کہ یہ لینس کو کھینچ کر لمبا کرتے ہیں جب ہم دور کی چیز دیکھتے ہیں ۔اور جب ہم نزدیک کی چیز دیکھتے ہیں تو یہ مسلس لینس کو ٹھونس کر دبا کر گول کر دیتے ہیں ۔ آپ سوچیے کہ آپ نے دن بھر کتنی بار دور دیکھا اور کتنی بار نزدیک دیکھا“ ۔(ص:9،10،11)

آنکھیں اور نظریں بھی کئی قسم کی ہوتی ہیں ان کی حیثیت بھی الگ الگ ہوتی ہے ۔ مومن کی نظر کا کچھ اور ہی مقام ہے کہ اس کی نظر میں حیا اور بصیرت ہوا کرتی ہے اور اللہ کے نیک بندوں مثلاً انبیاے کرام و اولیاے عظام کی نظریں لوح محفوظ پر ہوتی ہیں، عرش الٰہی کا نظارہ کرتی ہیں، اللہ تعالی کے جلووں کا مشاہدہ کرتی ہیں اور جس پر اٹھ جاتی ہیں اس کی تقدیریں بدلتی ہیں، اسے بلندیوں کے ثریا تک پہنچا دیتی ہیں اور وہ ان کی نگاہ کی برکت سے صاحب نظر ہو جاتا ہے ۔ اور ہمارے آقا سید المرسلین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نظر کا کیا کہنا وہ جس طرف اٹھ جاتی ہے دم میں دم آجاتا ہے ۔ ان کھلی آنکھوں کا معجزہ یہ ہے کہ ان کے لیے کوئی شے حاجز نہیں، آگے، پیچھے، دائیں بائیں، اجالے اندھیرے میں یکساں دیکھا کرتی ہیں ۔ ان کے لیے مرئی غیر مرئی سب برابر ہیں ۔ مصنف کتاب نے اس کتاب میں خاص طور پر نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نگاہ کیمیا اثر پر کئی صفحات میں گفتگو کی ہے جو یقیناً ہر عاشق رسول کے لیے قابل مطالعہ ہے ۔ ان آنکھوں کا کمال یہ ہے کہ ۔

سر عرش پر ہے تری گزر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

مصنف لکھتے ہیں:

”صحیح معنوں میں اگر کسی کو آنکھ ملی ہے تو وہ سید المرسلین خاتم النبیین حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہے ۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ک ارشاد عالی ہے: اَوَّلُ عَیْنٍ تَنْظُرُ اِلَی اللّٰہِ عَیْنِیْ. حضور نے فرمایا سب سے پہلی آنکھ جو اللہ کو دیکھے گی وہ میری آنکھ ہوگی ۔

بخاری شریف کی ایک روایت ہے: وَاللّٰہِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ رُکُوعُکُمْ وَلَا خُشُوعُکُمْ خشوع دل میں خوف الٰہی اور عاجزی کی ایک کیفیت کا نام ہے جو آنکھ سے دیکھنے کی چیز ہی نہیں ہے مگر نگاہ نبوت کا یہ معجزہ دیکھو کہ ایسی چیز کو بھی آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ۔ امام اہلسنت فرماتے ہیں ۔

شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال
دھوم وَالنَّجْم میں ہے آپ کی بینائی کی
فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر
بس قسم کھائیے اُمّی تری دانائی کی

پھر وہ آنکھیں بڑی شرمیلی بھی ۔

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم جن کی نظر فلک رسا و ماوری اور جن کی چشم حق بیں کی شان کا کیا کہنا کہ قرآن کا ارشاد ہوتا ہے مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی لَقَدْ رَاٰی مِنْ آیَاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی (النجم 53 آیت 17-18) ترجمہ! آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں ۔

فرشتے بھی دیکھیں تو کھل جائیں آنکھیں
بشر کو وہ جلوے دکھائے گئے ہیں

(ص:77،78)

کافر اور بعض گنہ گاروں کی نظریں بڑی بری ہوتی ہیں ۔ ان کی نگاہ اور نظر جب کسی ہرے بھرے درخت کو لگ جاتی ہیں تو وہ سوکھ جاتا ہے ، انسانوں پر پڑتی ہیں تو وہ بیمار ہو جایا کرتا ہے ، ایسی نظروں سے حفاظت کے لیے صاحب کتاب نے اس کتاب میں کئی دعائیں نقل کی ہیں ان میں سے ایک دعا کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں اور وہ یہ ہے:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ هَامَّةٍ وَعَيْنٍ لَامَّةٍ.

آنکھوں سے متعلق کئی ایک مسائل صاحب کتاب نے "اس کتاب میں ذکر کیے ہیں لیکن ”آنکھوں یا جسم کے دیگر اعضا کے عطیہ سے متعلق علماے کرام کا نقطۂ نظر“ عنوان کے تحت مصنف نے جو خامہ فرسائی کی ہے وہ محل نظر ہے آنکھ یا جسم کے دیگر اعضا کو کسی دوسرے شخص کو ہبہ کرنے کے حوالے سے جن مفتیوں کی رائیں ذکر کی ہیں، ان میں علماے اہل سنت کا کہیں تذکرہ نہیں ۔ حالاں کہ علماے اہل سنت کے اس موضوع کے حوالے سے کئی فتاویٰ ہیں اور جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی مجلس شرعی نے اس موضوع سے متعلق سیمینار بھی منعقد کیا اور اس کے فیصلے بھی کتابی صورت میں دستیاب ہیں، مصنف کو اس کی طرف مراجعت کر کے علماے اہل سنت کا بھی نقطۂ نظر پیش کرنا چاہیے ۔

من جملہ کتاب کے مندرجات اور معلومات قابل مطالعہ ہیں، کتاب کا ٹائٹل دیدہ زیب ہے ، پروف کی غلطیاں بھی برائے نام ہیں البتہ مصنف نے حوالے کے التزام میں ثانوی مآخذ پر اعتبار کیا ہے اور انھی کا حوالہ کتاب میں ذکر کیا ہے ۔ ■■■

خیابان حرم

نعتیں

ان کی شان نرالی دیکھ

ان کی عظمت، ان کی سطوت، انکی شان نرالی دیکھ
ختم رسل ممدوح خدا ہیں ان کا رتبہ عالی دیکھ!

رحمت عالم کے گلشن کی پاکیزہ ہریالی دیکھ
ایمان کے پھولوں سے مزین وحدت کی ہر ڈالی دیکھ

جن کا بستر ایک چٹائی ان کا رتبہ عالی دیکھ
انکے در پہ شاہ جھکے ہیں جن کے ایک سوالی دیکھے

رشک صد گلزار نہ کیوں ہو گوشہ گوشہ طیبہ کا
جن وملک کرتے ہیں جن کی ہر لمحہ رکھوالی دیکھے

سائل کو جو دے کر روٹی خود بھوکے رہ جاتے ہیں
فقر وفاقہ شان ہے جن کی میرے وہی ہیں والی دیکھ

دین کے رہبر شافع محشر صدق وصفا کے پیکر ہیں
لب پہ تبسم شیریں لہجہ ان کی نرم مقالی دیکھ

بادۂ عرفاں کا طالب ہوں اپنے آقا سے ہمدم تشنہ
لبی کی شدت ہے اور جام ہے میرا خالی دیکھے

دن جو بچے ہیں ان کو اطہرؔ، ہوں ہی تو برباد نہ کر
اچھا ہے جا باغِ مدینہ عرفاں کی ہریالی دیکھ

اطہر عبداللہ سوداگر ٹانڈوی

جانِ عجم، شاہِ عرب

نور افزائے قمر، شمعِ شبستانِ عرب
نازشِ لالہ و گل، خارِ مغیلانِ عرب

کاش مل جائے پئے مدحتِ سلطانِ عرب
کعب کا حُسنِ ادا ، لہجۂ حسانِ عرب

"ورفعنا لك ذكرك" کا وہ نقشِ کامل
حاملِ شانِ "فَتَرْضىٰ" شہِ شاہانِ عرب

آپکو رب نے "سَيَكْفِيكَهُمُ اللهُ" کہا
آپ ہو سکتے نہیں زیر بہ مردانِ عرب

جوہرِ دیدۂ یعقوب نہ ہرگز گھٹتا
دیکھ لیتے وہ اگر جلوۂ کنعانِ عرب

ہم کہاں عیب صفت، ننگ نما، عار نشان
تم کہاں نورِ ازل، جانِ عجم، شانِ عرب

طبِ یونان کا ہر قضیہ ہے مرہونِ حجاز
حکمتِ مصر بھی خیراتِ دبستانِ عرب

تحتِ امکان کہاں تجھ سے تقابُل میرا
میں سیہ فامِ عجم، تو مہِ تابانِ عرب

قالبِ اُسوۂ سرکار میں ڈھل کر ثاقبؔ!
حُسنِ تہذیب کا پیکر بنا دہقانِ عرب

ثاقب قمری مصباحی

کاش میں سنگِ درِ سیدِ والا ہوتا

حور و غلماں کے لیے جان تمنا ہوتا
کاش میں سنگ در سید والا ہوتا
اپنے دل نذر مجھے کرتے زمانے سارے
روضۂ سید عالم کا دریچہ ہوتا
چوم لیتا کبھی آقائے دوعالم کے قدم
یوں جو ہو جاتا کہ سنگ رہِ طیبہ ہوتا
سرور کون و مکاں سامنے بیٹھے ہوتے
حسن میں عارض گل رنگ کا لکھتا ہوتا
اپنی چاہت کے گہر مجھ کو عطا کرتے حضور
دور میں ان کے جو میں چھوٹا سا بچہ ہوتا
رشک کرتے مری تقدیر پہ شاہان زماں
خادم در جو میں سرکار کے گھر کا ہوتا
میری آنکھیں کیا کرتیں ہمہ دم ان کا طواف
گرد سرکار کے ہر وقت میں پھرتا ہوتا
چاہتا جب بھی چلا جاتا میں ان کے در پر
کوئی انسان نہ ہوتا میں پرندا ہوتا
اپنا دربان مقرر جو مجھے کرتے حضور
سوچتا رہتا ہوں کیا ہوتا جو ایسا ہوتا
خاک میں ان کی گلی کی میں نہاتا دن رات
کل بدن میرا کسی گل سا مہکتا ہوتا
چومتا گنبد خضرا کو مرا دیدۂ شوق
مسجد سرور کونین میں بیٹھا ہوتا
شہر طیبہ مرا گھر میرا وطن ہوتا کاش
کاش اے کاش کہ بھارت میں نہ پیدا ہوتا
جتنا سوچا ہے وہ سب ایک حقیقت ہوتی
کیا ضروری تھا کہ میں خواب گزیدہ ہوتا
نور دیدار کا ہر روز ملا کرتا شرف
ان کے کوچے میں اگر میرا ٹھکانا ہوتا

سید محمد نورالحسن نورؔ نوابی

سفر آخرت

آہ! حضرت مولا محمد فاروق عزیزی مصباحی رحمہ اللہ تعالیٰ

مفتی بدر عالم مصباحی

مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد فاروق عزیزی مصباحی رحمہ اللہ تعالیٰ دار العلوم اشرفیہ کے قدیم فضلا سے تھے، 23 جون 2023ء جمعہ مبارکہ کی رات گزار کر تقریباً 3 بجے شب داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

مولانا موصوف حضور حافظ ملت کے قدیم تلامذہ میں ایک مخلص وجاں نثار کی حیثیت سے جانے جاتے، محبت و عقیدت کا عالم یہ تھا کہ حضور حافظ ملت ہی سے مرید بھی ہو گئے اور تا حیات اسیر حافظ ملت بن کر ان کے مشن سے وابستہ رہے، جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے والہانہ لگاؤ تھا، جامعہ اشرفیہ کی ملازمت سے الگ ہونے کے باوجود پوری وفاداری کے ساتھ جامعہ اشرفیہ کی تعمیر و ترقی کے لیے کوشاں رہے۔ جامع اشرفیہ کے خلاف ایک لفظ بھی سننا گوارا نہ کرتے۔ مذہب اہل سنت مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے کاربند رہ کر دوسروں کو بھی اسی مسلک پر قائم رہنے کی تلقین کرتے اور مخالفین کو منہ توڑ جواب دیتے، اپنی اولاد کی تربیت بھی اسی انداز سے کی کہ ان کے اندر بھی جامعہ اشرفیہ کی محبت و وفاداری، مسلک اعلیٰ حضرت کی حمایت کا جذبہ کامل طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔

ع: ابر رحمت ان کی مرقد پر گہرباری کرے

مولا کریم انہیں اپنے جوار قدس میں جگہ عطا فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل کی برکات سے نوازے۔ ان کی دینی خدمات کو شرف قبول عطا فرمائے اور بہترین جزا عطا فرمائے۔ حضرت مولانا موصوف کی نماز جنازہ کے بعد فوراً موسلادھار بارش ان کے لیے نیک فال ہے۔

دعا ہے کہ مولا تعالیٰ ان کے فرزندوں کو مذہب اہل سنت مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم ودائم رکھے۔ اور دین و دنیا کی فلاح و بہبودگی سے نوازے۔ آمین

بدر عالم المصباحی
خادم دار العلوم اشرفیہ
مبارک پور اعظم گڑھ (یوپی)

مبلغ اشرفیہ حضرت مولانا محمد فاروق مصباحی علیہ الرحمہ

مبارک حسین مصباحی

دنیا میں جو بھی آتا ہے اسے ایک دن جانا بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ مبلغ اشرفیہ حضرت مولانا محمد فاروق مصباحی 5 ذی الحجہ 1444ھ/24 جون 2023ء بروز پنجشنبہ بشب 3 بجے، اعظم گڑھ کے ایک ہاسپٹل میں وصال فرما گئے، آپ کے وصال کی المناک خبر ہر طرف پھیل گئی۔ ہم نے دعاے مغفرت کرنے کا شرف حاصل کیا، موصوف موضع دیولی خالصہ کے باشندے تھے، یہ موضع جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے متصل ہے۔ سند کے اعتبار سے آپ کی ولادت یکم فروری 1956ء ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم کے بعد پرائمری کی تعلیم دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور میں حاصل کی اور اس کے بعد درس نظامی کی تعلیم کے لیے بھی اسی ادارہ میں داخل ہوئے۔ آپ پر جلالۃ العلم حضرت حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی علیہ الرحمہ کی خاص نگاہ تھی، آپ نے حضور حافظ ملت سے صرف درس نظامی کی کتابیں ہی نہیں پڑھیں بلکہ آپ سے معرفت کے جام بھی پیے اور آپ سے مرید ہو کر سلسلۂ عالیہ قادریہ کے نامور عالم دین اور مصباحی فاضل کہلائے۔ آپ کے مرید ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ حضور حافظ ملت نور اللہ مرقدہ بغیر فوٹو کے حج و زیارت کے لیے نکلنے والے تھے تو آپ اور حضرت قاری جمیل احمد عزیزی دامن سے وابستہ ہوئے۔

یوں تو آپ برسوں سے شوگر وغیرہ کے مریض تھے اور اب تو عام طور پر اس قسم کے امراض لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔ لوگ علاج کراتے رہتے ہیں گرتے اور سنبھلتے رہتے ہیں۔ آپ نے اپنے وصال سے قبل دو وصیتیں کی تھیں، ہماری نماز جنازہ حضرت سربراہ اعلیٰ پڑھائیں

گے اور ہماری قبر قبرستان میں ہمارے والد صاحب مرحوم کی قبر سے جانب پچھم بنائیں۔ خیر نماز عصر کے بعد آپ کی نماز جنازہ عزیز ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ عزیزی سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ نے پڑھائی اور آپ کی قبر بھی آپ کے والد مرحوم کی قبر سے متصل آبائی قبرستان میں بنی، نماز جنازہ میں کثیر علما اور عوام تھے سب نے بصد حسرت وغم آپ کو سپرد لحد کیا اور مغفرت کے لیے خوب خوب دعا کی گئی۔

آپ حضور حافظ ملت نور اللہ مرقدہ اور الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور سے حد درجہ محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ خاندان کے دیگر افراد کو بھی ٹوٹ کر چاہتے تھے۔ دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں آپ کے دیگر اساتذہ میں مرتب فتاویٰ رضویہ حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف بلیاوی، اشرف العلما حضرت مولانا سید حامد اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی، قاضی شرع حضرت مولانا محمد شفیع مبارک پوری، بحر العلوم حضرت مفتی عبد المنان اعظمی مبارک پوری، حضرت علامہ مظفر حسن ظفر ادیبی مبارک پوری، شیخ القرا حضرت مولانا قاری محمد یحییٰ مبارک پوری اور سعدیِ وقت حضرت مولانا سید شمس الحق گجہڑوی وغیرہ تھے۔ آپ محنت سے پڑھتے مضبوط عزم وہمت کے فرد فرید تھے۔ آپ کی فراغت 10 شعبان المعظم 1389ھ/23 اکتوبر 1969ء میں ہوئی۔

آپ پنج وقتہ نمازوں کے سخت پابند تھے، تہجد اور دیگر اوراد و وظائف بھی آپ کی حیات کے حصے تھے، بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے، تعلقات بنانے اور نبھانے کا فن خوب جانتے تھے۔ حضور حافظِ ملت نے آپ کو دعوت وتبلیغ کی ذمہ داری سونپی، علاقے کے دیہاتوں اور قصبوں میں آپ خوب معروف تھے، بد عقیدوں کو ایک نظر دیکھنا گوارا نہیں تھا، اپنے علم و حوصلے کے مطابق تقریریں بھی خوب کرتے تھے، عام طور پر بدعقیدوں سے ٹھنی رہتی تھی، مناظرانہ دماغ رکھتے تھے۔ عقد مسنون کیا آپ کی اہلیہ محترمہ نیک اور صالحہ ہیں آپ کی اولاد میں چار فرزند جناب عثمان غنی، جناب صہیب رومی، مولانا تحسین رضا نقش بندی، محمد ارقم عزیزی اور تین صاحب زادیاں ہیں۔ باقی پورا خاندان، اعزہ واقارب اور متعلقین ہیں۔ ہم بارگاہ الٰہی میں دعا گو ہیں۔ مولا تعالیٰ انھیں جنت الفردوس میں بلند مقام عنایت فرمائے اور پسماندگان کو صبر و شکر کی توفیق ارزانی فرمائے آمین یارب العالمین بجاسید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

-*-*-*-

حضرت مولانا اسرار الحسن انصاری اشرفی علیہ الرحمہ

مبارک حسین مصباحی

19 جون کی شب میں 11 بج کر 30 منٹ پر قائد ملت حضرت مولانا اسرار الحسن انصاری اشرفی محلہ پورہ رانی اپنی رہائش گاہ پر انتقال فرما گئے، آپ عرصۂ دراز سے زیر علاج تھے۔ آپ قصبہ مبارک پور کی معروف دینی اور سیاسی شخصیت تھے، آپ کے والد ماجد محترم امین گرہست مرحوم تھے، خاندانی رکھ رکھاؤ بھی خوب تھا، بلند اخلاق، حالات کے مد و جزر پر نگاہ رکھنے والے تھے۔ کامیابی اور ناکامی تو اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے مگر آپ محنتی اور جفاکش تھے، بلند اخلاق اور ملنسار تھے۔ آپ جب بھی ملتے خوش ہوتے اور دل جمعی کے ساتھ مصافحہ کرتے۔ آپ سے مبارک پور میں بارہا ملاقاتیں ہوتی رہیں ایک بار سریا شریف خانقاہ میں ملاقات ہوئی، بعد میں معلوم ہوا کہ آپ شیخ طریقت حضرت سید حامد حسن میاں قادری نقش بندی سجادہ نشین خانقاہ قادریہ نقش بندیہ سریا شریف کے خلیفہ ہیں۔

آپ یتیم خانہ مدرسہ اسلامیہ اشرفیہ اور مدرسہ جامعۃ الزہرا نسواں کے بانی ہیں اور تا حیات ان کے نگراں اور سربراہ بھی رہے۔ بزم احباب کے زیر اہتمام ہونے والے نعتیہ مشاعرے کی آپ نے 25 برس صدارت فرمائی، نیز دیگر اداروں کے ذمہ دار بھی رہے۔

آپ کی نماز جنازہ آپ کے صاحبزادے مولانا حافظ عبد اللہ نے پڑھائی اور محلہ حیدر آباد شاہ کا پنجہ میں تدفین عمل میں آئی۔ نماز جنازہ میں عزیز ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ عزیزی سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور، نعیم ملت حضرت مولانا محمد نعیم الدین عزیزی، جامعہ اشرفیہ کے ناظم اعلیٰ الحاج سرفراز احمد، سابق چیرمین ڈاکٹر شمیم احمد، حاجی سلیمان

اختر شمسی، حاجی محمود اختر نعمانی وغیرہ اہم شخصیات تھیں۔

آپ مبارک پور سے دو بار ایم ایل اے کے امیدوار تھے، آپ 1989 اور 1991 میں الیکشن لڑے مگر فتحیابی سے ہمکنار نہیں ہوئے۔ اسی طرح مبارک پور سے دو بار 1988 اور 2020 میں چیئر مینی کا الیکشن لڑے مگر اس میں بھی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ آپ سیاسی اعتبار سے مختلف پارٹیوں سے وابستہ رہے۔ اس کے علاوہ آپ کی بے شمار سماجی خدمات ہیں، آپ کی رحلت قوم وملت کا عظیم خسارہ ہے۔ آپ کے وارثین میں چار لڑکے مولانا حافظ عبد اللہ، عبد الرحمٰن، محمد احمد، محمد حسنین اور چھ لڑکیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہیں مولا تعالیٰ تو اپنے فضل سے ان کی مغفرت فرما اور پس ماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل سے سرفراز فرما۔ آمین

آہ! کاتب تنویر احمد ٹانڈوی بھی نہیں رہے

مبارک حسین مصباحی

المناک خبر یہ ہے کہ کاتب تنویر احمد ٹانڈوی کلرک دفتر تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارکپور رما ہاسپیٹل، اعظم گڑھ میں 3 جولائی 2023، صبح 6/ بجے اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔ یہ جانکاہ خبر دلوں پر بجلی بن کر گری، جامعہ اشرفیہ کے ذمہ داران، اساتذہ اور طلبہ کے چہرے فق ہو گئے، سب نے کلمات استرجاع پڑھے اور سب نے ان کی روح کو ایصال ثواب کیا۔

پس منظر یہ ہے کہ ہمارے کاتب صاحب قریب تیس برس سے جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں خدمت انجام دے رہے تھے، ابتدا میں ہم نے انھیں ماہنامہ اشرفیہ کی کتابت کے لیے مدعو کیا تھا، پھر کاتب کے امور کمپیوٹر انجام دینے لگا، ہم نے موصوف سے بار بار کہا کہ آپ کمپیوٹر چلانا سیکھ لیں مگر وہ یہی کہتے رہے کہ مشہورہ تو اچھا ہے ہم ضرور سیکھیں ہے مگر بات آئی گئی ہوتی رہی، انتظامہ کی نظر انتخاب پڑی اور آپ آفس میں بیٹھنے لگے دفتر تعلیمات کے بہت سے تعلیمی امور آپ کے حوالے کر دیے گئے، پھر آپ گورنمنٹ سروس میں آگئے۔

آپ رمضان المبارک اور دیگر چھٹیوں کے اوقات حسب دستور جامعہ اشرفیہ میں گزارتے، عید قرباں کے موقع پر انتظامیہ کلرک حضرات وغیرہ کو چمڑا گودام میں تحریری امور کے لیے روکتی ہے۔ حسب سابق آپ بھی چمڑا گودام میں خدمات انجام دے رہے تھے، ٹھیک عید الاضحیٰ کے پہلے دن شام کو سات بجے کے بعد آپ آٹو سے جامعہ اشرفیہ کے باب حافظ ملت پر اترے، اندر داخل ہونے کے لیے گیٹ پر پہنچنے سے پہلے کسی بندۂ خدا کی کال آئی آپ نے موبائل سے بات کرنا شروع کی اور روڈ کے کنارے کھڑے ہو کر محوِ گفتگو ہو گئے، آپ کے دوسرے ہاتھ میں دستی بیگ تھا، اتنے میں ایک برق رفتار بائک والے نے اپنی بدحواسی میں سائڈ میں کھڑے کاتب صاحب کو ٹکر مار دی، ضرب اتنی شدید تھی کہ آپ دور جا کر گرے، ایک پیر فریکچر ہو گیا سینے میں بھی چوٹ لگی مگر آپ اچانک گرے جس کی وجہ سے آپ کے سر میں شدید چوٹ آئی اور آپ پر غشی طاری ہو گئی، اتنے میں کافی لوگ جمع ہو گئے، الحاج ماسٹر فیاض احمد عزیزی نے بتایا کہ میرے پاس پونے آٹھ بجے کال آئی کہ کاتب صاحب کا ایکسیڈنٹ ہو گیا آپ اسی وقت آجائیے، ماسٹر صاحب نے فرمایا کہ میں نے ڈائننگ ہال سے آکر ابھی کرتا اتارا ہی تھا کہ اتنے میں ایکسیڈنٹ کی خبر مل گی، فرمایا، میں نے فون کرنے والے سے کہا کہ بغل میں اشرفیہ ہاسپیٹل ہے وہاں لے کر چلو میں بھی آرہا ہوں۔ ماسٹر صاحب اشرفیہ ہاسپیٹل پہنچے تو کوئی ڈاکٹر موجود نہیں تھا، کاتب صاحب کی ٹانگ فریکچر ہو گئی تھی اور وہ بے ہوش تھے، آپ نے ڈاکٹر محمد فہیم عزیزی سے رابطہ کیا تو انھوں نے فرمایا کہ انھیں آپ اعظم گڑھ لائف لائن ہاسپیٹل لے جائیے۔

الحاج ماسٹر فیاض احمد عزیزی اور دو طالب علم محمد فضیل احمد گڑھوا اور غلام جیلانی کٹیہار آپ کو لائف لائن لے گئے۔ اس کے بعد الحاج سرفراز احمد ناظم اعلیٰ جامعہ اشرفیہ، الحاج جمال احمد نوادہ اور ماسٹر صدر عالم بھی پہنچ گئے، وہاں سٹی اسکین اور ایکسرے وغیرہ کیے گئے رپورٹ میں آیا کہ ان کے دماغ میں کافی چوٹیں ہیں اسی وقت آپریشن ضروری ہے۔ ہمارے یہاں بروقت آپریشن کرنے والا ڈاکٹر نہیں ہے

اس لیے انہیں کسی دوسرے ہاسپٹل میں لے جائیں، ناظم اعلیٰ نے ڈاکٹر محمد فہیم عزیزی سے رابطہ کیا انھوں نے رما ہاسپیٹل اعظم گڑھ کا مشورہ دیا اور خود بھی ہاسپیٹل بات کر لی، یہ لوگ وہاں لے کر پہنچے۔ ناظم اعلیٰ صاحب نے گفتگو کی۔ انھوں نے کہا کہ صورت حال انتہائی نازک ہے، آپریشن تو ہم کر دیں گے بس آپ دعا کریں۔ رات کے ایک بجے ہوں گے، آپریشن سے 15 منٹ پہلے کاتب مرحوم کے گھر سے بڑے صاحب زادے احمد رضا اور برادر صغیر آفتاب احمد وغیرہ ہاسپیٹل پہنچ گئے، بر وقت دو بوتل خون کی ضرورت تھی مرحوم کے برادر نسبتی محمد حسن ٹانڈوی اور ابو سعد ٹانڈوی نے ایک ایک بوتل خون دیا، ان حضرات نے کاتب مرحوم کو دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا تو ڈاکٹروں نے کہا اب مریض کو دکھانا انتہائی مشکل ہے آپریشن تھیٹر میں لے جائیں گے تو آپ دیکھ سکتے ہیں۔ خیر دیکھا گیا، بقول ماسٹر فیاض عزیزی قریب ساڑے تین گھنٹے آپریشن جاری رہا، جب ڈاکٹر فارغ ہو کر نکلے تو ساڑھے تین بج چکے تھے ڈاکٹر کا کہنا تھا سر کی باریک رگوں میں خون جم چکا تھا، صورت حال انتہائی مشکل تھی، اب 72 گھنٹے کے بعد صحیح صورت حال کا اندازہ ہوگا۔ اس دوران لوگوں کا آنا جانا لگا رہا۔ موت کا ایک وقت معین ہے۔ 3 جولائی 2023 کو صبح سات بجے الحاج ماسٹر فیاض عزیزی کے پاس ہاسپیٹل سے کال آئی کہ آپ ہاسپیٹل آجائیے۔ خیر آپ جامعہ اشرفیہ کی گاڑی سے رما ہاسپیٹل اعظم گڑھ پہنچے، آپ کو اندر لے گئے اور کہا کہ افسوس آپ کے مریض صبح چھ بجے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گئے، ہزار کوشش کے باوجود ہم انھیں بچا نہیں پائے۔ اسی دن جامعہ اشرفیہ عید قرباں کی تعطیل کے بعد کھلا تھا بہت سے اساتذہ صبح ہی اپنی قیام گاہوں سے واپس آئے تھے، آٹھ بجے کے بعد ماسٹر صاحب جامعہ اشرفیہ واپس آئے، صبح سے کاتب صاحب کے تعلق سے باہم غم و افسوس کی گفتگو ہو رہی تھی، اب ماسٹر صاحب کا چہرہ دیکھ کر سب اساتذہ صورت حال جاننے کے لیے بے چین تھے۔ آپ اسٹاف روم میں تشریف لائے اور یہ اندوہناک خبر سنائی، سب کے چہرے فق ہو گئے اور سب نے کلمات استرجاع پڑھے اور مرحوم کے لیے اپنے اپنے طور پر دعاے مغفرت کی اشرفیہ ہاسپیٹل کی ایمبولنس سے مرحوم کو ٹانڈہ روانہ کر دیا گیا۔

سوشل میڈیا کا دور ہے ہر طرف خبر عام ہو گئی ہم نے بھی کاتب مرحوم کے وطن ٹانڈہ متعدّد حضرات سے گفتگو کی، معروف ادیب و شاعر جناب انس مسرور سے گفتگو ہوئی، انھوں نے کہا ہمیں اس الم ناک حادثے کی کوئی خبر نہیں ہم تو منتظر تھے کہ کاتب تنویر صاحب آئیں گے تو ملاقات ہو گی مگر آہ! وہ تو ہمیشہ کے لیے اپنے مالک حقیقی کی بارگاہ میں پہنچ گئے، انھوں نے دعاے مغفرت کرتے ہوئے بات ختم کی جب کہ ان سے پہلے حضرت مفتی عبید الرحمٰن ٹانڈوی سے گفتگو ہو چکی تھی۔ ابھی انھیں بھی وصال پر ملال کی کوئی خبر نہیں تھی، پھر محترم ابو طلحہ عطاری سے شرف ہم کلامی حاصل کیا، انھوں نے کہا ہمیں خبر مل چکی ہے ہم دعوت اسلامی کی جانب سے ایک ٹیم کو غسل دینے کے لیے بھیجیں گے، انھوں نے ہی بتایا کہ شام تین بجے نماز جنازہ کا اعلان ہو چکا ہے۔

جامعہ اشرفیہ میں ہر طرف موصوف شہید مرحوم کی یادوں کے چراغ روشن تھے، ہر مجلس میں ان ہی کے المناک ذکر خیر کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی، جامعہ اشرفیہ سے خاصے اساتذہ نے آخری رسومات میں شرکت کی سعادت حاصل کی، پانچ گاڑیاں نکلیں، محب گرامی حضرت مفتی زاہد علی سلامی مدظلہ العالی نے فرمایا لگ بھگ ایک ہزار کا مجمع رہا ہو گا جن میں مقامی اور بیرونی علما، حفاظ اور طلبہ نے بھی بڑی تعداد میں شرکت فرمائی۔ نماز جنازہ جانشین حضور حافظ ملت حضرت عزیز ملت علامہ شاہ عبد الحفیظ عزیزی سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ نے پڑھائی، دیگر اہم شرکا میں صدر المدرسین حضرت مفتی بدر عالم مصباحی، نعیم ملت حضرت مولانا محمد نعیم الدین عزیزی، حضرت مولانا مسعود احمد برکاتی اور الحاج فیاض احمد عزیزی وغیرہ تھے۔

قرآن حکیم میں ہے: "وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ" (الاعراف:34)

اور ہر قوم کے لیے ایک میعاد مقرر ہے جب وہ میعاد پوری ہو جائے گی تو وہ نہ ایک گھڑی پیچھے ہو سکیں۔ گے اور نہ ایک گھڑی آگے ہو سکیں گے۔

اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا کام حرام کیے ہیں اور اس میں بتا دیا کہ اس کی زندگی کا ایک وقت معین ہے اور جب وہ وقت آجائے گا تو اس پر لا محالہ موت آجائے گی اور اس کی موت کا وقت بتایا نہیں گیا ہے اس لیے ہر وقت وہ موت کا منتظر رہے اور حرام کاموں سے بچتا رہے، ایسا نہ ہو کہ وہ کسی حرام کام میں مشغول ہو اور اس کی موت کا وہی وقت مقرر ہو۔

بلاشبہ ہمارے کاتب مرحوم جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے

تعاون چرم قربانی کے نظم ونسق میں لگے ہوئے تھے۔ اپنے وطن سے دور دین و دانش کے فروغ سے جڑے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل وکرم سے انھیں غریق رحمت فرمائے۔

آپ کی ولادت قصبہ ٹانڈہ محلہ سکراول پورب گوٹھ ضلع امبیڈکر نگر میں ہوئی۔ گھر گھرانہ دینی اور مذہبی ہے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد آپ نے کتابت کی مشق شروع کی اور ماشاء اللہ تعالیٰ اچھے کاتب ہوگئے، پہلے آپ اہلِ سنت کے معروف ڈائجسٹ ماہنامہ استقامت کان پور کی کتابت سے منسلک تھے مبارک پور آنے کے بعد اپنے کانپور آنے جانے کی روداد بھی سناتے تھے، ہمیں آپ کے بارے میں معلوم ہوا تو آپ سے رابطہ کیا ،خیر آپ تیار ہو گئے ، یہ کوئی تیس برس قبل کی بات ہے۔ آپ نے مبارک پور جامعہ اشرفیہ میں قدم رنجہ فرمایا اور حسب گفتگو ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور کی کتابت شروع فرمادی۔ یہ سلسلہ کئی برس تک جاری رہا۔

آپ لفظوں کے لکھنے میں بڑی گہری نگاہ رکھتے تھے۔ عام طور پر لوگ کس طرح لکھتے ہیں صحیح املا کیا ہے، قدیم رسم الخط کیا تھا اور جدید رسم الخط کیا ہے۔ ماہرین کتابت کے درمیان اس کا املا مختلف فیہ ہے مگر راجح یہ ہے۔ اسی دوران 1332 صفحات کے ضخیم سیدین نمبر کی کتابت شروع ہوئی۔ سیدین سے مراد خانقاہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے دو حقیقی برادران سید العلما حضرت علامہ سید آل مصطفےٰ قادری برکاتی قدس سرہ العزیز اور احسن العلما حضرت شیخ طریقت حافظ سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں قادری برکاتی سابق سجادہ نشین خانقاہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ۔ خیر آپ نے بڑی عقیدت ومحبت سے کتابت کی خدمت انجام دی، مختلف انداز سے دیدہ زیب عنوانات، اہل قلم اور قارئین کے دلوں کو بھانے والی دلکش کتابت ، ہر دو چار صفحے کے بعد جلیل القدر خوش نویسوں کے بنائے ہوئے طغرے لگائے ، ورق پلٹتے جائیے اور دل و دماغ فرحت و انبساط سے جھومتے چلے جاتے ہیں۔ سیدین نمبر کے بعض مضامین کی کتابت معروف کاتب زرق الماسی رام پوری نے بھی کی، 2003ء میں عرس قاسمی کے موقع پر ہم محترم کاتب تنویر احمد مرحوم کو مارہرہ مطہرہ لے کر گئے ، آپ جانتے ہیں کہ عرس قادری برکاتی قاسمی کے زرین موقع پر مارہرہ مطہرہ میں بھی کافی بھیڑ ہوتی ہے۔ مگر ہم نے آپ کو زحمت نہیں ہونے دی، حضرت رفیق ملت سید نجیب حیدر قادری برکاتی دامت برکاتہم القدسیہ سے شرف نیاز بھی حاصل کرایا ہم نے حضرت کی بارگاہ میں چند جلے نمبر کی کتابت اور تزئین کاری کے حوالے سے عرض کیے ، حضرت نے فرحت و انبساط کا مظاہرہ فرمایا اور کچھ تبرک بھی عطا فرمایا۔ اور ہم سب کو ڈھیر ساری دعاؤں سے سرفراز فرمایا۔

شہید کاتب تنویر احمد مرحوم بڑے اوصاف و کمالات کے حامل تھے ، گول نورانی چہرا، چہرے پر مسنون داڑھی، اوقات اور ذمہ داریوں کے پابند، نمازوں کا اہتمام دیگر دینی اور اخلاقی امور کی رعایت ،نزافت اور پاکیزگی میں اپنی ایک شناخت رکھتے تھے۔ ماہنامہ اشرفیہ سے حد درجہ لگاؤ رکھتے تھے ، تقریبًا ہر ماہ اداریے پر اظہار مسرت فرماتے ، فرماتے تھے کہ میں سب سے پہلے آپ کا اداریہ پڑھتا ہوں اس کے بعد دیگر مضامین، آپ صرف پڑھتے ہی نہیں تھے بلکہ اسلوب بیان، لفظوں کے انتخاب اور مفاہیم اور معانی پر گفتگو فرماتے تھے، ہم نے بارہا آپ سے عرض کیا؛ آپ صرف زبانی اظہار مسرت فرماتے ہیں کم از کم چند سطریں لکھ کر بھجوا دیجیے ، فرماتے؛ آپ صحیح فرما رہے ہیں تحریری چیزیں محفوظ رہتی ہیں۔ چند ماہ پہلے فرمایا: ہم نے لکھنا شروع کر دیا ہے بہت جلد آپ تک پہنچ جائے گا۔ ہم موصوف سے بڑے بے تکلف تھے کبھی کبھی ان کے آفس میں پہنچ جاتے ماشاء اللہ آپ چائے وغیرہ پلواتے آفس میں بنی کالی بے شکر کی لیمو والی چائے دل خوش کر دیتی، کبھی ٹانڈہ کے شناسا حضرات پر تبادلۂ خیالات ہوتا، کبھی دار العلوم منظر حق ٹانڈہ کا ذکر ہوتا۔ معروف شاعر فیاض احمد ٹانڈوی بھی کبھی کبھی اپنے کلام آپ کے توسط سے ارسال فرماتے، موصوف شاعر مرحوم بڑی بلند اخلاق اور ملنسار شخصیت تھی ، آپ کے اشعار میں افکار کی وسعت اور خیالات کی ندرت ہوتی تھی، بحروں اور لفظوں کے انتخاب میں بھی اپنی انفرادیت رکھتے تھے، آپ کے متعدّد مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ پروگراموں کے سلسلے میں ہمارا ٹانڈہ اور اسی سے متّصل مبارک پور آنا جانا بہت ہوا ہے۔ ایک بار محب گرامی حضرت قاری ابوذر مصباحی مبارک پوری استاذ جامعہ اشرفیہ نے اپنے عہد طالب علمی میں ہمیں مبارک پور کے اجلاس کے لیے مدعو کیا تو آپ اپنے رفیق سفر کے ساتھ مبارک پور تشریف لے آئے اور بڑی دیر تک اپنی شاعری اور فکر وفن کے موضوع پر گفتگو فرماتے رہے۔ آپ کے بھتیجے حضرت مولانا مختار احمد مدظلہ العالی دار العلوم منظر حق ٹانڈہ میں استاذ رہے، وہ بھی متعدّد بار اپنے چچا مرحوم شاعر کے تعلق سے گفتگو کرتے رہے ہیں۔

حضرت مولانا عقیل احمد مصباحی معروف استاذ دار العلوم منظر

حق ٹانڈہ نے بھی متعدّد بار مدعو کیا، ایک بار عرس حضرت حقانی شاہ کے موقع پر مدعو کیا عرس کا زبر دست اجلاس تھا، اس میں خاص بات ہم نے یہ دیکھی کہ شرکا قرآن کریم کی تلاوت بڑے پر شوق انداز سے کر رہے ہیں، بعد میں معلوم ہوا کہ یہ بزرگ ایک دن کے حافظ قرآن ہیں۔ انھیں تیس طلبہ نے ایک ایک پارہ سنایا اور آپ کو وہ پارے حفظ ہو گئے، یہ کرامت تھی ان طلبہ کے استاذکی اور جن طلبہ نے وہ پارے سنائے ان کے حافظے سے غائب ہو گئے، انھوں نے بعد میں انھیں حفظ کیا۔ حضرت شاہ حقانی علیہ الرحمہ کی برکت سے قرآن عظیم بہت جلد حفظ ہو جاتا ہے۔ شاید ٹانڈہ کا کوئی گھرانہ ہو جہاں دو ایک حافظ قرآن نہ ہوں، جو حضرات حفظ کر کے بھولنے لگتے ہیں وہ ان کے مزار شریف پر یاد کرتے ہیں تو بہت جلد یاد ہو جاتا ہے۔ فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ بھی اسی مزار شریف پر آکر اپنا حفظ شدہ قرآن عظیم مزید پختہ کیا کرتے تھے۔

حضرت مفتی عبید الرحمٰن دام ظلہ العالی اپنی معروف کتاب ”شہرِ اولیا کے تاج دار حضرت حقانی شاہ رحمۃ اللہ علیہ“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

”مجھے یاد ہے حضرت علامہ و مولانا مفتی جلال الدین صاحب امجدی اوجھاگنجوی رحمۃ اللہ علیہ نے خود مجھ سے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ میں حافظ قرآن ہو گیا لیکن اکثر تلاوت کرتے ہوئے بھول جایا کرتا تھا۔ کچھ عقیدت مند لوگوں نے مشورہ دیا کہ ٹانڈہ چلے جاؤ اور دربار حقانی میں بیٹھ کر قرآن پاک یاد کرو۔ حضرت حقانی شاہ کا فیضان آج بھی جاری و ساری ہے چنانچہ حضرت علامہ امجدی صاحب نے ٹانڈہ کا رخ کیا۔ اور دربار حقانی شاہ میں بیٹھ کر قرآن پاک پڑھنا شروع کیا۔ ایک سال کے عرصہ میں اس طرح قرآن پاک حفظ ہوا کہ آج پچاسوں سال کا عرصہ ہوا مجھے قرآن پاک زیر و زبر کے ساتھ یاد ہے۔ اور یہ بھی بتایا کہ آج میں ہندوستان میں قرآن پاک پر اتھارٹی سمجھا جاتا ہوں“۔

حضرت مفتی عبید الرحمن ٹانڈوی اور معروف شاعر و ادیب انس مسرور صاحب کی کتابیں بھی کاتب مرحوم لاتے رہے۔ پیش نظر کتاب ”شہر اولیا کے تاجدار حضرت حقانی شاہ رحمۃ اللہ علیہ“ بھی آپ لے کر آئے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ 232 صفحات کی یہ کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اسی کے ساتھ آپ انس مسرور انصاری کی کتاب ”دھوپ اور سائبان“ بھی لے کر آئے تھے۔ ایک بار حضرت مفتی صاحب کی کتاب پر پیش لفظ لکھوا کر لے گئے تھے۔

شہید کاتب تنویر احمد مرحوم ایک دین دار گھرانے کی یادگار تھے۔ آپ کے وصال کے بعد پس ماندگان میں دو فرزند جناب احمد رضا، تسلیم رضا اور تین بچیاں ہیں، اہلیہ محترمہ کے علاوہ دو بھائی۔ ایک بڑے جلیس احمد اور ایک چھوٹے آفتاب احمد ہیں۔ آپ کے متعلقین اور محبین کی بھی لمبی تعداد ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں مولا تعالیٰ تو اپنے خصوصی فضل و کرم سے ان کی مغفرت فرما دے اور جنت الفردوس میں بلند مقام سے سرفراز فرما اور تمام پسماندگان کو صبر و شکر کی توفیق ارزانی فرما، آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

*****

مولانا ناظم علی مصباحی جموئی

مبارک حسین مصباحی

فاضل نوجوان عزیز القدر مولانا ناظم علی مصباحی، جموئی بہار نے 17 جون 2023ء میں اپنے وطن جموئی میں آخری سانس لی، آپ چند برسوں سے زیر علاج تھے۔ مولانا ابھی جوان تھے عزم و حوصلے بھی جوان تھے۔ 2020ء میں آپ کی جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے فراغت ہوئی تھی۔ مولانا نیک طینت، ملنسار اور خوش اخلاق تھے، اساتذہ کا حد درجہ ادب و احترام آپ کی عادت میں شامل تھا۔ اکہرا بدن، نستعلیق رہن سہن اور آنکھوں پر چشمہ لگاتے تھے۔ دراصل ایک برس قبل آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوا، آپ پر اس کا بھی کسی قدر اثر تھا۔ جب انسان خود اعتمادی کے ساتھ صبر و شکر کے مراحل سے گزرتا ہے تو حادثات کے غموں کو بھی سہ لیتا ہے۔ آپ کا عقد مسنون ہو چکا ہے ایک بچی آپ کی یادگار ہے۔ آپ کے وصال کا ہمیں بھی شدید غم ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں مولا تعالیٰ تو اپنے خصوصی فضل و کرم سے ان کی مغفرت فرما اور پسماندگان اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرما، آمین۔

-*-*-*-

صدائے بازگشت

عالمِ اسلام کو عید الاضحیٰ کی مبارک باد

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

نحمده ونصلي ونسلم على رسوله النبي الامين خاتم النبيين صلى الله عليه وآله واصحابه اجمعين .

کئی ممالک میں آج 1444ویں عید الاضحیٰ نہایت ہی اہتمام سے منائی جا رہی ہے اور کچھ ممالک بالخصوص ہمارے ملک پاکستان میں کل عید الاضحیٰ کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔

ناچیز ہیچ مدان کی جانب سے تمام عالم اسلام کی خدمت میں عید الاضحیٰ کی مبارک باد پیش کی جاتی ہے۔

یہ عید سعید مسلمانانِ عالم کے لیے ہر سال ہر قسم کی قربانیوں کی یادیں اپنے ساتھ لاتی ہے اسی لیے اسے عید قربان بھی کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل کے محبوبان کرام کی ادائیں ہمارے لیے تاقیامت مشعلِ راہ ہیں۔

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کے حکم پر نہ صرف اپنی اولاد، مال بلکہ اپنی جان بھی حاضر فرما دی تھی۔

ہمارے پیارے نبی آخر الزماں حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف خود ساری زندگی اپنے عمل اور کردار سے سنت ابراہیمی کو اپنائے رکھا بلکہ اپنی امت کے لیے بھی اسے لازمی قرار دیا۔ اسی لیے ہر سال دنیا بھر کے صاحب نصاب مسلمان سنت ابراہیمی کی یاد میں قربانی ادا کرتے ہیں۔

لفظ "قربانی" اپنے اندر وسیع وعریض معانی و مفہوم رکھتا ہے۔ ہمیں نہ صرف اللہ تعالیٰ کی راہ میں جانور قربان کرنے چاہئیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں اپنا مال، اولاد اور جان کو جب بھی اور جس وقت بھی ضرورت پڑے اللہ تعالیٰ کی راہ میں حاضر کرنے میں ذرا بھی تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ اس پر ہمارے پیارے نبی آخر الزماں حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کردار و عمل ہمارے سامنے ہے۔ آپ کے صحابہ کبار اور اہل بیت اطہار کی قربانیاں اظہر من الشمس ہیں۔ اسلام کے تبلیغ واشاعت کے لیے تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین کا کردار عزیمت ہمارے سامنے ہے۔

ہمیں اس عید سعید کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کا جائزہ اور اعادہ لینا چاہیے۔ ہمیں اپنی انا کے بتوں کو پاش پاش کر دینا چاہیے اور عجز وانکساری کو اپنانا چاہیے۔ یہود و نصاریٰ کے اوچھے ہتھکنڈوں سے مرعوب نہیں ہونا چاہیے۔ ہمیں اپنی اسلامی روایات اور ثقافت پر سختی سے گامزن رہنا چاہیے۔

ختم نبوت اور ناموسِ رسالت کی حفاظت کے لیے ہمہ وقت کمربستہ رہنا چاہیے۔

الحمدللہ علی احسانہ۔ اس ناچیز ہیچ مدان نے جہاد بالقلم کے محاذ پر سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹرنیشنل) کا اجرا کیا۔ اس کا دوسرا خصوصی شمارہ 888 صفحات پر محیط ہے اور شائع ہو چکا ہے۔ مملکت خداداد پاکستان سے باہر کے احباب کرام کی خدمت میں اس کی پی ڈی ایف فائل روانہ کر دی گئی ہے۔ اس کا مطالعہ فرمائیں اور اپنی آراء سے نوازیں اور اس عید الاضحیٰ کے پرمسرت موقع خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ یہ سلسلہ جاری وساری رہے اور اللہ تعالیٰ اسے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شرف قبولیت سے نوازے اور ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔

آمين ثم آمين يارب العالمين بجاه سيد المرسلين خاتم النبيين صلى الله تعالىٰ عليه وآله واصحابه وازواجه وذريته واولياء امته وعلما ملته اجمعين۔

-*-*-*-

برہان شریف، ضلع اٹک، پنجاب، پاکستان

صدائے بازگشت

سہ ماہی مجلہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (انٹر نیشنل) کی دوسری خصوصی اشاعت

بملاحظہ گرامی محبی مخلصی محترم المقام حضرت العلام زید مجدہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ علی احسانہ، ختم نبوت اکیڈمی برہان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان کی جانب سے سہ ماہی مجلہ ”خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“(انٹر نیشنل) کے دوسرے خصوصی شمارے کی اشاعت پایۂ تکمیل تک پہنچی اور مملکت خداداد پاکستان کے باذوق قارئین اس کی مطبوعہ کاپی حاصل کرکے اس کا مطالعہ کریں اور بیرونی اہل علم وقلم کی ضیافت طبع کے لیے ان خدمت میں فی الحال اس کی پی ڈی ایف فائل بھیجی جارہی ہے۔ اسے پڑھیں اور اپنے گراں قدر تاثرات وخیالات سے آگاہ فرمائیں تاکہ تیسرے شمارے میں شامل کئے جاسکیں۔ عقیدۂ ختم نبوت، موضوعات ختم نبوت اور منکرین ختم نبوت کے رد میں اپنے مضامین ومقالات اور منظومات پہلی فرصت میں بھیج دیں۔

اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں تاکہ ختم نبوت کے تحفظ میں جہاد بالقلم کے محاذ پر یہ حسین وجمیل سلسلہ جاری وساری رہے۔

والسلام مع الاکرام

گدائے کوئے مدینہ شریف

احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

برہان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان

سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹر نیشنل) کے لیے لکھنے والے متوجہ ہوں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امت مسلمہ نہایت پر فتن دور سے گزر رہی ہے۔ اسلام، مسلمین، ختم نبوت اور ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جہاں یہود ونصاریٰ کی ریشہ دوانیاں عروج پر پہنچی ہوئی ہیں وہاں لبرل اور سیکولر طبقے کی کارستانیاں بھی کچھ کم نہیں ہیں۔

خلیفۂ اوّل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جب یمامہ سے مسیلمہ کذاب اپنے لاؤ لشکر سمیت رونما ہوا تو آپ کے حکم پر ختم نبوت کے خلاف اٹھنے والے اس فتنۂ عظیمہ کی سرکوبی کے لیے سیف اللہ حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں ایک عظیم لشکر روانہ فرمایا جس نے اس فتنۂ عظیمہ کی ایسی سرکوبی کی کہ صفحۂ ہستی سے یہ فتنہ خبیثہ مٹ کر رہ گیا لیکن سامان عبرت کے طور پر تاریخ میں مسیلمہ کذاب کا صرف نام ہی رہ گیا ہے لیکن ہندوستان کے خطۂ قادیان سے مرزا غلام احمد آنجہانی مسیلمۂ پنجاب بن کر ایسے سامنے آیا کہ اس کے خلاف ہر محاذ پر جہاد ہوا۔ یہ خود تو مر گیا لیکن اس کا برپا کیا ہوا فتنۂ قادیان زندہ ہے۔ آج پھر نہایت ہی تیزی سے یہ فتنہ پر پرزے نکال رہا ہے اور سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا رہا ہے۔

ان ناگفتہ بہ حالات میں ہمیں بیدار مغزی کا ثبوت دینا چاہیے اور ہر محاذ پر ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کمربستہ ہونا چاہئے۔

ناچیز ہیچ مدان نے ختم نبوت اکیڈمی برہان شریف ضلع اٹک کے زیر اہتمام سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹر نیشنل) کا اجراعمل میں لایا ہے اس کا پہلا اور دوسرا شمارہ نہایت ہی شان وشوکت سے طباعت کے مراحل سے گزر کر باذوق قارئین کی نذر کیا جاچکا ہے۔

اس کا پہلا شمارہ 248 صفحات پر مشتمل ہے اور دوسرا شمارہ 888 صفحات پر محیط ہے حسب سابق اب اس کے تیسرے شمارے کی تیاریاں جاری ہیں۔

تیسرے شمارے کے لیے چند مجوزہ عناوین ارسال خدمت ہیں۔ آپ ان عنوانات پر اپنی توجہ مرکوز رکھیں اور اگر ممکن ہو سکے تو ان عنوانات میں سے بھی کسی ایک پر اپنا قلم ضرور اٹھائیں:

- مرزا قادیانی کے دام فریب میں طبقۂ علما میں سے لوگ کیوں پھنسے؟

مرتد کیوں ہوئے جیسے نور الدین بھیروی اور دلپذیر بھیروی وغیرہ

- آج کل مسلمان قادیانیت ذریت کے ہاتھوں اپنا ایمان کیوں گنوا رہے ہیں؟ اسباب، عوامل
- مسلمانوں کو مرزائیت کی تحریک ارتداد سے متاثر ہونے سے کیسے روکا جائے؟
- مسلمانوں کو قادیانی لٹریچر سے کیسے روکا جائے؟
- ختم نبوت کے تحفظ میں لڑی جانے والی پہلی جنگ یمامہ میں شہید ہونے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی مکمل فہرست
- تحریک ختم نبوت 1953ء میں زخمی و شہداء کی حتمی فہرست
- تحریک ختم نبوت 1974ء میں زخمی/شہید اور اسیر ہونے والے سنی علماء و مشائخ اور کارکنان کی فہرست
- پشتو زبان میں تحفظ ختم نبوت
- ہندی زبان میں تحفظ ختم نبوت
- ختم نبوت کے تحفظ میں فضلائے جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں فضلائے جامعہ مظہر اسلام بریلی شریف کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں فضلاء جامعہ نعیمیہ مراد آباد کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں فضلائے جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں فضلائے جامعہ قادریہ بدایوں شریف کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں فضلائے جامعہ اشرف کچھوچھہ شریف کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں فضلاء جامعہ امجدیہ کراچی کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں فضلاء جامعہ نعیمیہ لاہور کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں جامعہ نعیمیہ کراچی کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں فضلائے جامعہ رحمانیہ ہری پور کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں فضلاء جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راول پنڈی کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں دارالعلوم احسن المدارس راول پنڈی کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں بندیالوی علما و فضلا کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں سیالوی علما و فضلا کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں فیض ملت علامہ محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ و خلفا کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں سعیدی علما و فضلا کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں فقیہ اعظم ابوالخیر علامہ محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ و خلفا کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں خطۂ بریلی شریف کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں خطۂ اجمیر شریف کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں خطۂ جبل پور کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں بدایونی علما و مشائخ کا کردار
- ختم نبوت کا تحفظ اور مشائخ مارہرہ مطہرہ
- ختم نبوت کے تحفظ میں سہروردی علما و مشائخ کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں چشتی علما و مشائخ کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں قادری علما و مشائخ کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں نقشبندی علما و مشائخ کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں نعیمی علماء و مشائخ کا کردار
- ختم نبوت کا تحفظ اور ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور
- ختم نبوت کے تحفظ میں ماہ نامہ "نور الحبیب" بصیر پور اوکاڑہ کا کردار
- فارسی زبان میں تحفظ عقیدۂ ختم نبوت
- پنجابی زبان میں تحفظ عقیدۂ ختم نبوت
- انگریزی زبان میں تحفظ عقیدۂ ختم نبوت
- ہندکو زبان میں تحفظ عقیدۂ ختم نبوت
- سیرت النبی کے حوالے سے لکھی جانے والی کتابوں میں عقیدۂ ختم نبوت
- عقیدۂ ختم نبوت اور ہمارا تعلیمی نصاب
- عقیدۂ ختم نبوت اور کتب تصوف
- عقیدۂ ختم نبوت اور فارسی نعتیہ ادب
- عقیدۂ ختم نبوت اور عربی نعتیہ ادب
- عقیدۂ ختم نبوت اور پنجابی نعتیہ ادب
- عقیدۂ ختم نبوت اور اردو نعتیہ ادب
- عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں ہزارہ کے سنی علماء و مشائخ کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں سندھ کے سنی علماء و مشائخ کا کردار
- ختم نبوت کے تحفظ میں بلوچستان کے سنی علماء و مشائخ کا کردار

- ختم نبوت کے تحفظ میں بنگلہ دیش کے سنی علماء ومشائخ کا کردار
- تحفظ عقیدۂ ختم نبوت۔۔یمامہ سے فیض آباد تک
- ختم نبوت کے تحفظ میں پنجاب کے سنی علماومشائخ کا کردار
- ختم نبوت کا تحفظ اور ہماری ذمہ داریاں
- ختم نبوت کا تحفظ اور ہمارے علمائے کرام کی ذمہ داریاں
- ختم نبوت کے تحفظ میں ہماری خانقاہوں کا کردار
- ختم نبوت کا تحفظ اور سوشل میڈیا

ان مجوزہ عناوین کے علاوہ بھی آپ ایسے عنوان پر قلم اٹھا سکتے ہیں جوان عنوانات سے مطابقت رکھتا ہواور غیر مطبوعہ ہو یا آپ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے محافظین ختم نبوت کی لکھی گئی تصانیف میں سے کسی کا تجزیاتی اور تحقیقی جائزہ بھی پیش کرسکتے ہیں۔ یا کسی ایسی سنی شخصیت کی ختم نبوت کے حوالے سے خدمات کا تعارف بھی پیش کرسکتے ہیں جوگمنام ہو یا معروف ہو لیکن ان کی خدمات عوام سے پوشیدہ ہوں۔

نوٹ: آپ جس عنوان/موضوع پر لکھنے کا ارادہ رکھتے ہوں تو پیشگی اطلاع ضرور دیں تاکہ تکرار سے بچا جاسکے۔

نیز تیسرے خصوصی شمارے کے لیے اپنے پیغامات/تاثرات اور منظومات بھی روانہ کرسکتے ہیں۔ آپ اپنی نگارشات یکم دسمبر 2023 تک ہر صورت میں پہنچا دیں تاکہ مجلہ میں آپ کی شمولیت ممکن ہوسکے۔ نگارشات کمپوز/ٹائپ کرکے ان پیج فائل میں بھیجیں اور اس کی پی ڈی ایف فائل بھی وہاٹس ایپ پر بھیجنا نہ بھولیں۔

امید واثق ہے کہ اہل علم وقلم اس جانب اپنی نظر توجہ ضرور رکھیں گے اور اپنی نگارشات ارسال فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ سب صاحبان کو دنیا و آخرت میں کامیابی وکامرانی عطافرمائے اور سرکار دوعالم نور مجسم شافع روز جزا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کبریٰ نصیب فرمائے۔ آمین

وہاٹس ایپ نمبر: 03118164591
جی میل ایڈریس: sabirbukhari50@gmail.com

والسلام مع الاکرام

احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

(ص:38 کا بقیہ)۔

دیگر قریبی ترین رشتے تو در کنار، اکثر گھروں میں اب بزرگوں اور ضعیف والدین کی بھی گنجائش نہیں ہوتی، ہماری نیوکلیئر فیملی کی تعریف میں اب بوڑھے والدین بھی اضافی شمار ہونے لگے ہیں۔ ہماری تنگ مزاجی کو بزرگوں کی باتیں، نصیحتیں اور رویے برداشت نہیں ہوتے۔ اولڈ ایج ہومز کے عام ہوتے رجحان اس تکلیف دہ صورتحال کے غماز ہیں۔

یہ حقیقت مسلم ہے کہ خاندانی نظام اپنی آبائی شناخت اور رشتوں سے جڑے رہنے کا واحد ذریعہ ہے جس کی افادیت اور اہمیت سے کسی کو انکار نہیں۔ انسانی زندگی میں رشتوں کی خوبصورتی کو قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ قرابت داروں سے میل جول قائم کیا جائے۔

بدگمانی یا انا کی وجہ سے ٹوٹے ہوئے رشتوں کو باہمی افہام و تفہیم سے جوڑنے کی کوشش کی جائے۔ چھوٹے چھوٹے تنازعات اور ناراضگی جو اکثر اوقات برسوں تک چلتی رہتی ہیں اگر بروقت دور کی جاسکیں تو کئی قیمتی تعلق ٹوٹنے سے بچائے جاسکتے ہیں۔ امیری غریبی اور ادنیٰ واعلیٰ اسٹیٹس کی تفریق بھی رشتہ داریوں کے کئی قیمتی تعلق برباد کردیتی ہے، برتری اور تفاخر کے زعم سے بالاتر ہوکر رشتہ داروں کی خوشی اور غم میں پورے خلوص سے شرکت خاندان کے افراد کو دائمی انس و محبت کی ڈور میں باندھے رکھتی ہے۔

شائستہ وشیریں زبان ہر تعلق کی استواری کی بنیاد ہے لہٰذا ہم کوشش کریں کہ ہماری بدزبانی یا رویوں کی سختی و خرابی کسی رشتے کے ٹوٹنے کی وجہ نہ بن سکے۔

رشتہ داری اور تعلقات کو خلوص اور ذمہ داری سے نبھانے کا وصف و ہنر ہمیں اپنی اولاد تک منتقل کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ ہمارے مشرقی خاندانی نظام کی خوبصورتی، رشتوں اور تعلقات کی قدر وقیمت مستقبل کی نسلوں تک پہنچے اور قائم و دائم بھی رہے۔ محبتوں اور خیر خواہی کا خوبصورت سفر جو ازل سے شروع ہوا تھا ابد تک جاری رہے۔

▫▫▫

عالمی خبریں

قرآن مجید کی بے حرمتی کرنے والے کو سخت سزادی جائے گی: پوتن

ماسکو: روس کے صدر ولادیمیر پوتن نے کہا ہے کہ جو بھی قرآن کو جلانے کا مجرم پایا جائے گا اسے ملک کے مسلم اکثریتی علاقوں میں سزا بھگتنی ہوگی۔ روس کی سرکاری خبر رساں ایجنسی 'ساس' کے مطابق پوتن نے کہا ہے کہ جو بھی قرآن کو نذر آتش کرے گا، اُسے روس کے مسلمان اکثریتی خطے میں سخت قید کی سزا ہوگی۔ پوتن کا مذکورہ بالا فیصلہ روس کے حامی عسکری صحافیوں اور ٹیلی گرام چینلز کے مصنفین کے ساتھ ایک ملاقات کے دوران سامنے آیا ہے۔ واضح رہے کہ پوتن کا یہ بیان وولگوگراڈ شہر کی رہائشی نکیتا زوراویل کو گزشتہ ماہ ایک مسجد کے سامنے قرآن نذر آتش کے جرم میں حراست میں لینے کے بعد سامنے آیا ہے۔ اسی طرح رواں سال کے شروع میں روس نے سویڈن کے دارالحکومت اسٹاک ہوم میں انتہائی دائیں بازو کی جماعت کے رہنما راسم پالوڈان کی طرف سے قرآن کو نذر آتش کیے جانے کی بھی سخت مذمت کی تھی۔

ترکی میں زیر زمین شہر کی دریافت

آپ نے دنیا کے سب سے بڑے شہروں کے بارے میں تو بہت سنا ہوگا لیکن کیا آپ سب سے بڑے زیر زمین شہر کے بارے میں جانتے ہیں؟ ایک ایسا شہر جہاں کبھی 200 سے زیادہ قصبے تھے اور 20 ہزار کے قریب لوگ رہتے تھے۔ ترکی میں واقع یہ شہر 1963ء میں دنیا کے سامنے آیا۔ آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ مرغیوں کی وجہ سے ہمیں معلوم ہوا کہ زمین کے نیچے اتنا خوبصورت شہر ہے۔ آج بھی لاکھوں لوگ انہیں دیکھنے جاتے ہیں۔ ہم ترکی میں واقع کپاڈوشیا کے ڈیرنکویو کی بات کر رہے ہیں۔ 11 سطحوں پر مشتمل اس سرنگ میں 600 داخلی راستے ہیں۔ اس کے اندر چرچ، باتھ روم، قبرستان اور پینے کے پانی کے لیے کنویں تک بنائے گئے ہیں۔ واضح رہے کہ اس کی گہرائی تقریباً 200 فٹ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہزاروں سال پہلے لوگوں نے یہ سرنگ بنائی اور جا کر اس میں چھپ گئے۔ کھدائی میں نکلنے والا دنیا کا سب سے بڑا شہر ہزاروں سال تک زندہ رہا۔ بلند و بالا عالیشان عمارات کی طرح اس سرنگ کے اندر گھر بنائے گئے تھے۔ آپ کو یہ جان کر اور بھی حیرت ہوگی کہ ان پر جانے کے لیے سیڑھیاں بھی بنائی گئی تھیں۔ داخلی راستے پر پتھر کے دروازے لگائے گئے جو ڈیڑھ میٹر تک لمبے اور 200 سے 500 کلو تک وزنی ہیں۔

اس شہر کے ملنے کی کہانی بہت دلچسپ ہے۔ نیویارک پوسٹ نے بی بی سی کے حوالے سے بتایا کہ یہ شہر 1963ء میں اس وقت منظر عام پر آیا جب ایک آدمی کی مرغیاں اچانک غائب ہونے لگیں۔ اس نے چھان بین کی تو اس کے گھر کے تہ خانے میں کچھ دراڑیں نظر آئیں۔ اس میں ایک سوراخ تھا اور یہ ایک سرنگ کی طرح دکھائی دیتا تھا۔ اس کے بعد اس شخص نے دیوار گرادی، اور جو نظارہ دیکھا اس سے سب ہکا بکا رہ گئے۔ بعد میں جب کھدائی کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہاں 600 سے زائد سرنگیں موجود ہیں۔ ان میں زیر زمین مکانات، کھانے کے گودام، مویشیوں کے شیڈ، اسکول، شراب خانے، چیپل جیسی چیزیں بھی ان میں دیکھی گئیں اور دنیا کے مورخین حیران رہ گئے۔ 1985ء میں ڈیرنکو کو یونیسکو کے عالمی ثقافتی ورثے کی فہرست میں شامل کیا گیا۔

یہ شہر کب تعمیر ہوا اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے فلوریڈا اسٹیٹ یونیورسٹی کے پروفیسر اینڈریاڈی جیورگی نے بتایا کہ کپاڈوشیا کی مٹی میں پانی کی کمی ہے جس کی وجہ سے چٹانیں آسانی سے اکھڑ جاتی ہیں۔ اسی لیے زیر زمین مکان بنانے کا عمل یہاں سے شروع ہوا ہوگا۔ اس علاقے میں کدال اور بیلچے سے پتھر تراشنا نسبتاً آسان تھا۔ لیکن ڈیرنکو کس نے بنایا اور کس کو کریڈٹ دیا جائے اس سوال کا صحیح جواب آج تک نہیں مل سکا۔ جیورگی کے مطابق شہر کو فریکیوں نے ڈیزائن کیا ہوگا۔ وہ

کہتے ہیں، فریگین اناطولیہ کی سب سے اہم سلطنتوں میں سے ایک تھی۔ انہیں چٹانوں میں یادگار تراشنے کا ہنر حاصل تھا۔ ڈیرتک کو ذخیرہ کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا لیکن جب غیر ملکی حملے بڑھے تو مقامی افراد نے اس میں عارضی پناہ لینا شروع کردیا۔ بازنطینی دور میں شہر کی آبادی 20 ہزار تک پہنچ گئی۔

58 کیمپوں میں 60 لاکھ سے زائد فلسطینی پناہ گزین ہیں: اقوام متحدہ

جینیوا: اقوام متحدہ میں رجسٹرڈ 164 لاکھ سے زیادہ فلسطینی پناہ گزین اب بھی کیمپوں میں زندگی گزار رہے ہیں۔ خبر رساں ادارے کے مطابق عالمی یوم مہاجرین کے موقع پر فلسطینی مرکزی ادارہ شماریات نے جاری کردہ اپنی ایک رپورٹ میں کہا ہے کہ 4.28 فیصد فلسطینی پناہ گزین اقوام متحدہ کی ریلیف اینڈ ورکس ایجنسی برائے فلسطینی پناہ گزینوں (انروا) کے 58 سرکاری کیمپوں میں مقیم ہیں۔ رپورٹ کے مطابق فلسطینی پناہ گزینوں کے اردن میں 10 کیمپ، شام میں 9 کیمپ، لبنان میں 12 کیمپ، مغربی کنارے میں 19 کیمپ اور غزہ پٹی میں 8 کیمپ ہیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ 1948ء میں 800 ہزار سے زیادہ فلسطینی بے گھر ہوئے، اور 200 ہزار سے زیادہ فلسطینی جن میں سے اکثریت نے اردن میں پناہ لی، جون 1967ء کی جنگ کے بعد بے گھر ہو گئے تھے۔ رپورٹ کے مطابق 2021ء کے آخر میں دنیا میں فلسطینیوں کی کل تعداد تقریباً 14 ملین تھی، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ 1948ء کے نکبہ کے واقعات کے بعد سے فلسطینیوں کی تعداد میں تقریباً 10 گنا اضافہ ہوا ہے، جن میں سے تقریباً نصف یعنی تقریبا 7 ملین تاریخی فلسطین میں آباد ہیں۔

آبادی کے اندازوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2021ء کے آخر تک مغربی کنارے (بشمول مقبوضہ بیت المقدس میں فلسطینیوں کی آبادی 2.3 ملین اور غزہ کی پٹی میں تقریباً 1.2 ملین افراد تک پہنچ گئی۔ مقبوضہ بیت المقدس میں 2021ء کے آخر میں فلسطینی آبادی تقریباً 477 ہزار تک پہنچ گئی، جن میں سے تقریبا 65 فیصد (تقریباً 308 ہزار لوگ) مقبوضہ بیت المقدس کے ان علاقوں میں مقیم ہیں جنہیں اسرائیل نے 1967ء میں مغربی کنارے پر قبضے کے فورا بعد طاقت کے ذریعے ضم کرلیا تھا۔

تاریخی مسجد آیا صوفیا میں روسی سیاح کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا، ویڈیو وائرل

ترکیہ کی تاریخی مسجد ”آیا صوفیا“ کی سیاحت پر آئے روسی سیاح نے صحیح بخاری کا درس سننے کے بعد مسلمان ہونے کا فیصلہ کرلیا۔ سوشل میڈیا پر وائرل ہونے والے ایک ویڈیو میں دیکھا جاسکتا ہے کہ آیا صوفیا کے امام ایک روسی سیاح کو کلمہ پڑھا رہے ہیں۔ روسی سیاح کلمہ پڑھ کر دائرۂ اسلام میں داخل ہوجاتا ہے اور اس کا نام احمد دنیز رکھا گیا۔ روسی سیاح جن کا اسلامی نام احمد دنیز رکھا گیا ہے۔ ترکیہ کی سیاحت پر آئے تھے اور جس وقت تاریخی مسجد آیا صوفیا کو دیکھنے پہنچے تھے وہاں صحیح بخاری کا درس جاری تھا۔ روسی سیاح بھی باادب ہوکر بیٹھ گئے اور درس سننے لگے۔ روسی سیاح نے بخاری کا درس سنا تو اسلامی تعلیمات سے متاثر ہوکر مسلمان ہونے کا فیصلہ کرلیا۔ روسی سیاح نے اسلام قبول کرنے کی خواہش کا اظہار کیا جس پر امام مسجد نے کلمہ پڑھایا۔ روسی سیاح نے کلمہ پڑھ کر اللہ کی وحدانیت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا دل سے اقرار کیا۔ روسی سیاح کے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کا ویڈیو ترکیہ اردو نے اپنے ٹوئٹر اکاؤنٹ پر شیئر کیا۔

اسرائیل کے صدر نے قرآن پاک کی بے حرمتی پر سویڈن کی شدید مذمت کی

تل ابیب۔ اسرائیلی صدر اسحاق ہرزوک نے سویڈن میں قرآن پاک کی بے حرمتی کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ مقدس کتاب کی بے حرمتی پر خاموش نہیں رہ سکتے۔ عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق اسرائیلی صدر اسحاق ہرزوک نے قرآن پاک کی بے حرمتی کو ذلت آمیز فعل قرار دیتے ہوئے کہا کہ کسی بھی مذہب کی مقدس کتب کو جلانا سنگین جرم ہے۔ اسرائیلی صدر نے مزید کہا کہ اسی طرح کسی بھی مذہب کے مقدس مقامات کی توہین کرنا بھی سنگین جرم ہے۔ مذہبی کتب اور مقدس مقامات کی بے حرمتی پر کسی بھی صورت میں خاموش نہیں رہ سکتے۔ اسرائیلی صدر اسحاق برزوک نے عالمی برادری سے مطالبہ کیا ہے کہ مذہبی رواداری، نفرت اور پر تشدد واقعات کی روک تھام کے لیے فوری توجہ اور مشترکہ کوششیں کرے۔ واضح ہو کہ سویڈن میں انتہا پسند رہنما نے عید الاضحیٰ کے روز مرکزی مسجد کے باہر احتجاجی مظاہرہ کیا جس میں قرآن پاک کے مقدس اوراق کو جلانے کی ناپاک جسارت کی گئی تھی۔

خیر و خبر

جامعہ اشرفیہ میں محفلِ ایصالِ ثواب

جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے مخلصین محبین کے لیے بڑی اندوہ ناک خبر رہی کہ 23 جون 2023 اور 3 جولائی 2023 کو جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے یکے بعد دیگرے اپنے دو مخلص ترین دیرینہ رفیق کو کھو دیا۔ ایک تو جامعہ کے قدیم فارغ التحصیل، جامعہ کے مبلغ، حضرت مولانا محمد فاروق عزیزی مصباحی، اور دوسرے محترم کاتب تنویر احمد ٹانڈوی۔ اول الذکر مولانا رحمہ اللہ حضور حافظ ملت کے تلامذہ اور مریدوں میں بڑے عاشق زار اور وفادار رہے۔ مبارک پور کے اطراف وجوانب میں مذہب اہل سنت مسلک اعلیٰ حضرت کے تحفظ، ترویج واشاعت میں ان کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ ثانی الذکر کاتب تنویر احمد مرحوم تقریباً تیس سال تک اشرفیہ کے بہت ہی وفادار مخلص خدمت گار کی حیثیت سے مسلسل مصروف عمل رہے، اپنے ذاتی گھریلو کام پر جامعہ کے کام کو ترجیح دیتے، بقرعید جیسی اہم تقریب میں بھی اپنی فیملی میں نہ جاکر لگاتار تین دن تک جامعہ کے لیے مبارک پور ہی میں قیام کرتے اور پوری دل چسپی کے ساتھ مصروف کار رہتے، ہمیشہ ماہ رمضان جامعہ ہی میں گزارتے۔ نماز جنازہ میں تقریباً پورا اسٹاف شریک رہا اور حسن اتفاق کہ دونوں کی نماز جنازہ سربراہ اعلیٰ حضرت عزیز ملت دام ظلہ الاقدس نے پڑھائی، اوّل الذکر ان کی آبائی قبرستان دیولی میں سپرد خاک کیا گیا اور کاتب تنویر احمد مرحوم کو ٹانڈہ امبیڈکر نگر، یوپی قدیم قبرستان محلہ سکراول میں دفن کیا گیا، نماز جنازہ میں مسلمانان اہل سنت کی کثیر تعداد شریک رہی۔ دونوں کی رحلت سے اسٹاف کو بڑا صدمہ پہنچا ہے، لوگوں کی آنکھیں نم رہیں، کتنوں کے آنسو نکل پڑے کاتب تنویر احمد مرحوم کے ساتھ کام کرنے والا عملہ اور اساتذہ غم میں ڈوبے ہیں اور آج صبح جامعہ کھلنے کے وقت بڑا خلا محسوس کیا اور دیر تک لوگ ان کو یاد کرتے رہے، یقیناً اپنی خدمات، اپنے اخلاق کے حوالے سے ہمیشہ یاد آتے رہیں گے۔ سچ ہے، مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ تجھے، ع ۔۔۔ ابر رحمت تیری مرقد پر گہر باری کرے۔

بتاریخ 4 جولائی 2023 جامعہ اشرفیہ کے ناظم اعلیٰ کے آفس میں برائے ایصال ثواب نشست ہوئی، قرآن مجید کی تلاوت ہوئی، خصوصیت کے ساتھ دونوں حضرات کی ارواح کو ایصال ثواب کیا گیا، اور دعا کی گئی کہ مولیٰ کریم مرحومین کی مغفرت فرمائے، اور اپنے جوار قدس میں جگہ عطا فرمائے، ان کی قبروں کو منور وکشادہ فرمائے، کروٹ کروٹ راحت بخشے، پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی دنیا وآخرت کے لیے اسباب مہیا فرمائے۔ نشست میں خصوصیت کے ساتھ ناظم اعلیٰ حاجی سرفراز احمد اور نبیرۂ حافظ ملت مولانا نعیم الدین عزیزی مصباحی بھی تشریف فرما رہے۔

بدر عالم مصباحی

صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

موبائل چوری کے شبہ میں
مسلم نوجوان کو درخت سے باندھ کر مارپیٹ

موبائل چوری کے شبہ میں ایک مسلم نوجوان کو درخت سے باندھ کر مارپیٹ کا ویڈیو منظر عام پر آیا ہے۔ نوجوان کو گنجا کرنے کے بعد جے شری رام کے نعرے بھی لگوائے گئے۔ اب یہ ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہو رہا ہے۔ ساتھ ہی پولیس نے متاثرہ نوجوان کو ہی جیل بھیج دیا۔ ایس ایس پی شلوک کمار نے متعلقہ تھانہ انچارج امر سنگھ کو معطل کر دیا ہے۔

موصولہ اطلاع کے مطابق سکندر آباد کے ککوڑ تھانہ علاقہ کے موضع دیری کی رہنے والی روبینہ نے تھانہ میں تحریر دے کر بتایا کہ اس کا بھائی ساحل مزدوری کر کے اپنی روزی روٹی کماتا ہے۔ گزشتہ 14 جون کو صبح 8 بجے ساحل پینٹ (رنگائی پتائی) کرنے کا کہہ کر گھر سے گیا تھا لیکن رات گئے تک واپس نہیں آیا۔ دیر رات اس نے اپنے فون پر سوشل میڈیا پر وائرل ہونے والی ایک ویڈیو کو دیکھا، جس میں ملزم نوجوان سوربھ ٹھاکر، گجیندر اور دھنی پنڈت ساحل کو درخت سے

باندھ کر مارتے پیٹے نظر آرہے ہیں۔ ساتھ ہی ملزمین نے ساحل کے سر کے بال بھی مونڈ دیے ہیں۔ ملزمین کا تعلق دوسری برادری (مذہب) سے ہے، جو اس کے بھائی کو یرغمال بناکر اس سے جے شری رام کے نعرے بھی لگوا رہے ہیں۔ اس معاملے میں الٹا پولیس نے ملزمین کی شکایت پر اس کے بھائی کو جیل بھیج دیا۔ متاثرہ نے بتایا کہ ملزمین شہ زور قسم کے ہیں اور پولیس سے ان کی ساز باز ہے۔

اب ویڈیو وائرل ہونے کے بعد پولیس نے متاثرہ کی شکایت پر تینوں نامزد ملزمین کے خلاف رپورٹ درج کر لی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ملزم سوربھ اور گجیندر کو بھی حراست میں لے لیا گیا ہے۔ تاہم تیسرے ملزم دھنی پنڈت کو ابھی تک پکڑا نہیں جاسکا ہے۔ معاملہ الگ الگ مذاہب سے جڑا ہونے کی وجہ سے علاقے میں کشیدگی کا ماحول ہے۔ تاہم پولیس نے گاؤں کے اشرافیہ سے بات کرتے ہوئے امن برقرار رکھنے کی اپیل بھی کی ہے۔ ایس پی سٹی سریندر ناتھ تیواری نے بتایا کہ معاملے کی جانچ کی جارہی ہے۔ دو ملزمین کو حراست میں لے لیا گیا ہے، جب کہ ملزم کی تلاش میں چھاپے مارے جارہے ہیں۔ جلد ہی اسے بھی گرفتار کر لیا جائے گا۔

از: روزنامہ انقلاب وارانسی 19/جون 2023

مدنی میاں عربک کالج میں عرس خواجہ بندہ نواز

ہمارے پیارے وطن بھارت کے ایک عظیم صوفی بزرگ سلسلہ چشتیہ کے روحانی پیشوا قطب دکن حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ جن کی مزار شریف گلبرگہ کرناٹک میں ہے۔ 16 ذو القعدہ کو ہر سال آپ کا عرس منایا جاتا ہے۔ آپ کے عقیدت مند صرف کرناٹک ہی نہیں بلکہ پورے ملک اور بیرون ملک میں بھی عرس کے موقع پر نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

عرس مقدس کے مبارک موقع پر شہر ہبلی کرناٹک کا مشہور دینی ادارہ مدنی میاں عربک کالج میں بہترین نظم وضبط کے ساتھ عرس خواجہ بندہ نواز منایا گیا۔ قرآن خوانی کے بعد مدرسہ کے طلباء نے قرات، نعت اور منقبت کا نذرانہ پیش کیا، علمائے کرام کے بیانات ہوئے۔ حضرت مولانا نعیم الدین اشرفی مہتمم ادارہ ہذا نے حضرت خواجہ بندہ نواز کی سیرت پر روشنی ڈالی

اس کے بعد کمیٹی کی جانب سے امسال حج کے لیے تشریف لے جانے والے عازمین حج کی گل پوشی کی گئی۔ فاتحہ خوانی اور دعا کے بعد لنگر کا اہتمام کیا گیا۔ شہر کے علمائے کرام اور عمائدین اور حجاج کرام نے عرس میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ اسی حسین موقع پر مخدوم اشرف اکیڈمی ہبلی کی جانب سے مدرسہ کے طلبہ کو اسکالرشپ کی رقم تقسیم کی گئی۔ حضرت مولانا نور الدین مصباحی پرنسپل مدنی میاں عربک کالج اور مدرسے کے اساتذہ کے ساتھ انتظامیہ کمیٹی کے نائب صدر جناب الحاج امام حسین اشرفی و دیگر اراکین موجود تھے۔

منجانب: صدر و اراکین مدنی میاں عربک کالج ہبلی

امریکی خاتون صحافی صبرینہ صدیقی شر پسندوں کے نشانے پر

نئی دہلی (انقلاب بیورو) وزیر اعظم نریندر مودی سے دورہ امریکہ پر ہندوستان میں اقلیتوں کے ساتھ امتیازی سلوک پر سوال کرنے کے لیے وہائٹ ہاؤس میں وال اسٹریٹ جرنل کی خاتون صحافی صبرینہ صدیقی دائیں بازو کے عناصر کے نشانے پر آگئی ہیں جنہیں آن لائن گالم گلوچ اور بدسلوکی کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ واضح رہے کہ امریکی صدر جو بائیڈن کے ساتھ مشترکہ پریس کانفرنس کے دوران صبرینہ صدیقی نے وزیر اعظم مودی سے سوال کیا تھا کہ ”ہندوستان نے طویل عرصے سے خود کو دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے طور پر فخر کیا لیکن انسانی حقوق کے بہت سے گروپ کہتے ہیں کہ آپ کی حکومت نے مذہبی اقلیتوں کے ساتھ امتیازی سلوک کیا اور آپ کی حکومت نے ناقدین کو خاموش کرنے کی کوشش کی، جیسا کہ آپ یہاں وہائٹ ہاؤس کے مشرقی کمرے میں کھڑے ہیں، جہاں بہت سے عالمی رہنماؤں نے جمہوریت کے تحفظ کے لیے عزم کا اظہار کیا، آپ اور آپ کی حکومت اپنے ملک میں مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے حقوق کو بہتر بنانے اور آزادی اظہار رائے کو برقرار رکھنے کے لیے کیا اقدامات کرنے کو تیار ہیں؟ اگرچہ وزیر اعظم مودی نے اپنے جواب میں کہا کہ ”جمہوریت ہماری روح ہے۔ جمہوریت ہماری رگوں میں دوڑتی ہے۔ ہم جمہوریت میں جیتے ہیں۔ ہماری حکومت نے جمہوریت کے بنیادی اصولوں کو اپنایا۔ امتیازی سلوک کی کوئی گنجائش نہیں ۔ تاہم صبرینہ صدیقی کا یہ سوال ہندوستان میں دائیں بازو کے عناصر کو پسند نہیں آیا اور انہوں نے وال اسٹریٹ جرنل کی اس صحافی کے خلاف محاذ کھول دیا۔ بی جے پی آئی ٹی سیل کے سربراہ امت مالویہ نے سب سے پہلے

صبرینہ کے سوال کو بدنیتی پر محمول قرار دیتے ہوئے انہیں ٹول کٹ گینگ کا حصہ قرار دیا۔ اس کے بعد دائیں بازو کے عناصر پوری طرح خاتون صحافی پر ٹوٹ پڑے۔ واضح رہے کہ اس سے قبل امریکہ کے سابق صدر براک اوباما نے بھی بیان دیا تھا کہ اگر ہندوستان اپنے مسلم اقلیت کا تحفظ نہیں کرتا تو اس کے بکھر جانے کا خطرہ ہے۔ اس پر بھی دائیں بازو کے عناصر نے انہیں سوشل میڈیا پر ٹرول کرنے کی کوشش کی تھی۔ حالانکہ صبرینہ صدیقی نے ٹرول کیے جانے کے جواب میں ایک پوسٹ کرتے ہوئے ہندوستانی کرکٹ ٹیم کے ڈریس میں اپنی تصویر شیئر کرتے ہوئے لکھا؛ چونکہ کچھ لوگوں نے میرے ذاتی پس منظر کے بارے میں بات کرنے کا انتخاب کیا، اس لیے ایک مکمل تصویر فراہم کرنا ہی درست محسوس ہوتا ہے بعض اوقات شناخت نظر آنے سے نہیں زیادہ پیچیدہ ہوتی ہے۔'' دوسری طرف کئی ایسے افراد بھی ہیں جنہوں نے سوشل میڈیا پر صبرینہ صدیقی کو ایک بے خوف اور نڈر صحافی قرار دیتے ہوئے ان کی تعریف کی۔ کانگریس کی ترجمان سپریا شرینیت نے صبرینہ صدیقی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا کہ آپ ایک نڈر صحافی ہیں اور یہی بات سب سے اہم ہے۔ ساؤتھ ایشیا جرنلسٹس ایسوسی ایشن نے بھی صبرینہ صدیقی کے خلاف مہم کی مذمت کرتے ہوئے ان سے یکجہتی کا اظہار کیا۔ ایسوسی ایشن نے کہا ہم صبرینہ صدیقی کی مسلسل حمایت کا اظہار کرنا چاہتے ہیں جو بہت سے جنوبی ایشیائی اور خواتین صحافیوں کی طرح محض اپنا کام کرنے پر ہراساں کیے جانے کا سامنا کر رہی ہیں۔ دی وائر کی صحافی عارفہ خانم نے بھی صبرینہ کو ہراساں کرنے پر سخت غم وغصہ کا اظہار کیا۔ انہوں نے لکھا ''صبرینہ صدیقی مسلمان ہیں۔ باراک اوباما مسلمان ہیں۔ الہان عمر مسلمان ہیں، راشدہ طالب ایک مسلمان ہیں۔ مودی اور ان کے حامیوں کے لیے وہ صدر، امریکی کانگریس کی خواتین رکن یا صحافی نہیں بلکہ صرف مسلمان ہیں۔ کیونکہ انہیں الزام لگانے کے لیے ہمیشہ ایک مسلمان کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ انہیں ڈھونڈنے کے لیے سخت محنت کرتے ہیں۔ بی جے پی نے مذہب کو کاروبار بنادیا ہے۔ (انقلاب 16 جون)

پلوامہ میں نمازیوں سے جے شری رام کا نعرہ لگوانے کی مذمت

جموں وکشمیر کے دو سابق وزرائے اعلیٰ عمر عبداللہ اور محبوبہ مفتی سمیت مختلف سیاسی وسماجی شخصیات نے شمالی ضلع پلوامہ کے ایک گاؤں میں فورسز کی جانب سے مبینہ طور ایک مسجد میں گھس جانے اور وہاں موجود نمازیوں کو جبراً جے شری رام کے نعرے لگوانے کے واقعہ پر اپنے شدید ردعمل کا اظہار کیا ہے، جبکہ عوامی حلقوں میں بھی اس واقعہ پر ناراضگی کا اظہار کیا جارہا ہے۔ عمر عبداللہ اور محبوبہ مفتی نے اس واقعہ کی تحقیق کرانے کا مطالبہ کیا ہے۔ مقامی باشندگان کے بقول پلوامہ کے زادورہ گاؤں میں ہفتہ کو نماز فجر کے لیے جب موذن اذان دے رہے تھے تو کئی فوجی اہلکار (راشٹریہ رائفلز کی پچاسویں بٹالین سے وابستہ سپاہی) مسجد کے اندر گھس گئے اور وہاں موجود کئی لوگوں کو جو نماز کی ادائیگی کے لیے آئے تھے، کو مبینہ طور پر ہراساں کیا اور جبراً جے شری رام کے نعرے لگوائے۔ باشندگان کا یہ بھی کہنا ہے کہ فوجی اہلکاروں نے مسجد کے باہر بھی لوگوں کو مبینہ طور پر ہراساں کیا۔ اس واقعہ پر وادی میں سیاسی اور سماجی حلقوں میں ناراضگی کا اظہار کیا جارہا ہے۔

سابق وزیر اعلیٰ محبوبہ مفتی نے ایک ٹویٹ کے ذریعے اس واقعہ پر اپنی تشویش کا اظہار کیا۔ انہوں نے لکھا، میں یہ سن کر ششدر ہوں کہ راشٹریہ رائفلز کے جوان پلوامہ میں ایک مسجد میں ٹھس گئے اور اندر موجود مسلمانوں کو جے شری رام کے نعرے لگوائے۔ یہ واقعہ اس وقت ہوا جب امت شاہ یہاں ہیں۔ یاترا سے قبل اس طرح کا واقعہ اشتعال انگیز ہے۔ گزارش ہے کہ اس کی فوری تحقیق کرائی جائے۔ سابق وزیر اعلیٰ عمر عبداللہ نے اس واقعہ کے حوالے سے اپنے ایک ٹویٹ میں کہا، پلوامہ کے زادورہ میں ایک مسجد میں سیکورٹی فورسز کے اہلکاروں کے داخل ہونے کی خبریں انتہائی پریشان کن ہیں۔ یہ کافی برا ہے۔ جیسا کہ وہاں کے لوگوں نے بتایا ہے کہ وہ داخل ہوئے اور پھر لوگوں کو جے شری رام کے نعرے لگانے پر مجبور کیا۔ مجھے امید ہے کہ راج ناتھ سنگھ ان اطلاعات کی بروقت اور شفاف تحقیقات کی ہدایات دیں گے۔ اپنی پارٹی کے سربراہ سید محمد الطاف بخاری نے اس واقعہ پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا زاڈورہ پلوامہ میں حفاظتی دستہ کی طرف سے مبینہ طور پر مسجد شریف کے تقدس کی پامالی کا جان کر دل نہایت ہی رنجیدہ ہوا۔ میں حکومت ہند سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اولین ترجیح پر واقعہ کی تحقیقات کا حکم دے اور اس عمل میں ملوث افسران سے سختی سے نمٹے کیوں کہ ان جیسی حرکات سے کشمیر میں چل رہی امن کی فضا ممکنہ طور کی پر بگڑ سکتی ہے۔ (انقلاب 16 جون)

R.N.I. No. 29292/76
Regd. No. AZM/N.P.28 2023-25

THE ASHRAFIA MONTHLY

Mubarakpur Azamgarh (U.P.) 276404 (INDIA)

JULY 2023

(Mob. No.) 9450109981 (Mumbai Office) 022-23726122 (Delhi Office) Tel. 011-23268459, Mob.No. 9911198459

www.aljamiatulashrafia.org Email: info@aljamiatulashrafia.org

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کا علمی فیضان ہندوستان گیر ہی نہیں بلکہ اب عالم گیر ہوگیا ہے۔ اشرفیہ نے جس برق رفتاری سے ارتقائی منزلیں طے کی ہیں اشرفیہ کے معاونین اور دیگر اہلِ خیر اس سے بخوبی واقف ہیں۔ اس وقت دو سو پچاس سے زائد افراد پر مشتمل ایک متحرک اور فعال اسٹاف اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہے اور مختلف شعبوں میں تقریباً گیارہ ہزار طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بیرونی طلبہ کی خوراک، رہائش اور اساتذہ و ملازمین کی تنخواہوں پر ایک خطیر رقم سالانہ خرچ کی جاتی ہے۔ لہٰذا یہ ادارہ بجا طور پر اہلِ خیر حضرات کی خصوصی توجہ کا طالب ہے۔ والسلام

عبدالحفیظ عفی عنہ

سربراہِ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

DONATION

You can make donation by cheque, Draft or by online in the favour of–

(For Education) برائے تعلیمی چندہ	(For Construction) برائے تعمیری چندہ
(1) Darul Uloom Ahle Sunnat Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom **Central Bank of India** **A/C 3610796165** IFSC. Code: CBIN 0284532	(1) Aljamiatul Ashrafia **Central Bank of India** **A/c 3610803301** IFSC. Code: CBIN 0284532
(2) Darul Uloom Ahle Sunnat Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom **Union Bank of India** **A/C 303001010333366** IFSC. Code: UBIN 0530301 Branch Code: 530301	(2) Aljamiatul Ashrafia **Union Bank of India** **A/c 303002010021744** IFSC. Code: UBIN 0530301 Branch Code: 530301
(3) Darul Uloom Ahle Sunnat Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom **Punjab National Bank** **A/c 05752010021920** IFSC. Code : PUNB0057510	(3) Aljamiatul Ashrafia **Punjab National Bank** **A/c 05752010021910** IFSC. Code : PUNB0057510

(1)- Exempted u/s 80G, (5) (VI), of Income Tax Act. 1961, Vide File No. Aa.Ayukt/Gkp/80G, Redg. S.No. 178/2011-12 Dt. 30/8/2011 w.e.f A.Y 2012-13 (F.Y.2011-12)
(2)- Exempted u/s 12A, Vide Letter No. 177/2011-12

BHIM
BHARAT INTERFACE FOR MONEY

BHIM UPI Payments Accepted at
Darul Uloom Ahle Sunnat
Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom
Account Number : 3610796165, IFSC Code: CBIN0284532

SCAN & PAY ANY UPI SUPPORTED APPS

Only for Foreign Countries. FCRA Registration. No.236250051 Nature: Educational Social. For Account Detail, please visit http://aljamiatulashrafia.in/donation.php?lang=EN